الصلوٰۃ والسلام علیک سیدی یا رسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک سیدی یا حبیب اللہ

جدید تحقیق شدہ

رشد الایمان

فی

دورہ الحدیث القرآن

افادات
نائب محدث اعظم شیخ الحدیث
ابو محمد محمد عبد الرشید رحمۃ اللہ علیہ

کرمانوالہ بک شاپ

الصلوٰۃ والسلام علیک سیدی یارسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک سیدی یاحبیب اللہ

جدید ترمیم شدہ

رشد الایمان
فی
دورۃ الحدیث القرآن

افادات

نائب محدث اعظم شیخ الحدیث
رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ
ابو محمد محمد عبد الرشید

کرمانوالہ بک شاپ
Ph: 042 7249 515

جملہ حقوق بحق صاحبزادہ ابوالحسن محمد غوث رضوی محفوظ ہیں

نام کتاب	رُشد الایمان (جدید تخریج شدہ)
افادات	حضرت علامہ ابومحمد عبدالرشید قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
تخریج	مولانا محمد کاشف اقبال مدنی
پروف ریڈنگ	محمد عرفان بٹ قادری (ایم۔اے انگلش)
کمپوزنگ	محمد نعیم قادری رضوی
اشاعت جدید	جون 2008
باہتمام	صاحبزادہ ابوالحسن محمد غوث قادری رضوی
تعداد	1100
ہدیہ	170

84017

ملنے کے پتے

کرمانوالہ بک شاپ (لاہور)۔ علم دین پبلی کیشنز (لاہور)

مدرسہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام (فیصل آباد) نور ایمان کتب خانہ (شیخوپورہ)

مکتبہ رشد الایمان (فیصل آباد) ضیاء القران پبلی کیشنز (لاہور۔کراچی)

شبیر برادرز (لاہور)۔ مکتبہ جمال کرم (لاہور)۔ مکتبہ اعلیٰ حضرت (لاہور)

دار الاخلاص (پشاور)۔ اسلامک بک کارپوریشن (پنڈی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ
لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَھَا
وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

کروروں دُرود

کعبے کے بدرُالدّجیٰ تم پہ کروروں دُرود
طیبہ کے شمس الضحےٰ تم پہ کروروں دُرود

شافعِ روزِ جزا تم پہ کروروں۔ دُرود
دافعِ جُملہ بَلا تم پہ کروروں دُرود

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خُدا ہی چُھپا تم پہ کروروں دُرود

دل کرو ٹھنڈا مرا وُہ کفِ پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں دُرود

تم ہو حفیظ و مغیث کیا ہے وہ دشمن خبیث
تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروروں دُرود

گرچہ ہیں بے حد قُصور تم ہو عفو و غفور
بخش دو جُرم و خطا تم پہ کروروں دُرود

تم ہو شفائے مرض خلقِ خُدا خود غرض
خلق کی حاجت بھی کیا تم پہ کروروں دُرود

خلق تمہاری جمیل خُلق۔ تمہارا جلیل
خلق تمہاری گدا تم پہ کروروں دُرود

طیبہ کے ماہِ تمام جُملہ رُسل کے امام
نوشۂِ ملکِ خُدا تم پہ کروروں دُرود

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروروں دُرود

جائیں نہ جب تک غُلام خُلد ہے سب پر حرام
ملک تو ہے آپ کا تم پہ کروروں دُرود

بَرسے کرم کی بھرن پھولیں نعم کے چمن
ایسی چلا دو ہَوا تم پہ کروروں دُرود

کیوں کہوں بیکس ہُوں میں کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو میں تم پہ فدا تم پہ کروروں دُرود

کر کے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو دامن میں آ تم پہ کروروں دُرود

ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی
کوئی کمی سَرورا تم پہ کروروں دُرود

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نامِ رضاؔ تم پہ کروروں دُرود

فہرست

پیش لفظ	6	گانا حرام ہے	186
تاثرات کتاب	7	بے پردگی ناجائز ہے	191
صاحب رُشد و ہدایت	11	جاندار کی تصویر حرام ہے	196
علم دین کی فضیلت	31	جنازہ کے بعد دعا	200
ڈاڑھی کی اہمیت	39	دفن کے بعد قبر پر اذان	208
عمامہ کی فضیلت	44	ایصال ثواب اور فاتحہ کا ثبوت	220
حضور سید عالم ﷺ نور ہیں	51	فاتحہ اور ختم	227
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بے مثل ہیں	60	اذان کے اول آخر صلوٰۃ وسلام	235
کفار نے انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل بشر کہا	71	انگوٹھے چومنے کا ثبوت	244
تعارف امام اہلسنت علیہ الرحمۃ	75	امام کے پیچھے قرات منع ہے	251
تقابل تراجم قرآن	81	آمین آہستہ کہنا	254
دیوبندیوں وہابیوں کی گستاخیاں	88	رفع یدین منع ہے	256
وہابیوں کی صحبت سے بچو	100	نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا	258
حاضر وناظر	113	نماز میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال ناجائز	261
علم غیب (۱)	124	بیٹھ کر اقامت سننے کا مسئلہ	263
علم غیب (۲)	130	تراویح بیس رکعت	266
علم غیب پر اعتراضات کے جوابات	136	چالیس احادیث مبارکہ	271
اختیار اور شفاعت	146	تاثرات بر وصال مبارک	292
غیر اللہ سے امداد	169		
شان صحابہ علیہم الرضوان اور رد شیعہ	173		

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحمدہ تعالیٰ رشد وہدایت کی تاباں کرنوں سے منور کتاب ''رشد الایمان'' کا دوسرا ایڈیشن آپ کے ہاتھ میں ہے۔ حضور سیدی وسندی نائب محدث اعظم، شیخ الحدیث ابو محمد محمد عبدالرشید (سمندری) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات بابرکات مرجع خلائق تھی اور لاتعداد تشنگان علوم دینیہ آپ سے فیض یاب ہوتے۔ علمائے اہل سنت وعوام اہل سنت کے قلوب میں آپ کی بڑی قدر و منزلت تھی جب کہ دشمنان دین آپ سے بغض وعناد اور حسد وعداوت رکھتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اعلاء کلمۃ الحق اور مسلک حقہ اہل سنت و جماعت سے برگشتگان کی اصلاح کی خاطر ہمیشہ کوشاں رہے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ الرحمٰن کے اس پیغام کو بڑی شد ومد کے ساتھ پہنچاتے رہے:

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

آخر میں فقیر مناظر اسلام مولانا محمد کاشف اقبال مدنی کا نہایت ممنون ہے جنہوں نے بڑی دقت نظری وجانفشانی سے کتاب ھذا کی تخریج کی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں جناب محمد عرفان بٹ صاحب کے قیمتی مشوروں نیز مولانا عبدالمالک صاحب وجناب محمد سلیم جلالی صاحب کے خصوصی تعاون پر ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ ان کے علاوہ اس کتاب کی اشاعت میں جن جن افراد نے حصہ لیا ان کے لیے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے جان ومال، علم وعمل، عزت وجاہ اور دینی ودنیاوی مقاصد میں خیر وبرکت عطا فرمائے۔ آمین

باغ میں شکر وصل تھا ہجر میں ہائے ہائے گل
کام ہے ان کے ذکر سے خیر وہ یوں ہوا کہ یوں

فقیر ابوالحسن محمد غوث رضوی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ رشیدیہ سمندری شریف

تاثرات

فیض ملت استاذ العلماء شیخ القرآن والحدیث

حضرت مولانا الحاج ابو صالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ تعالیٰ بہاولپور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ.

حضور نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا العلمآءُ ورثۃ الانبیاء، علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور علماء کرام پر حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ناز ہے۔ تبھی تو شب معراج حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا تمہاری اُمت میں غزالی رحمۃ اللہ علیہ جیسا کوئی عالم دین ہے! ہر دور میں اُمت کی اصلاح علماء کرام کے ہاتھوں رہی۔ جب علماء کرام دنیا میں نہ رہے قیامت قائم ہو جائے گی۔ ہمارے دور میں امت کی خوش بختی ہے کہ بے شمار علماء کرام اس کی اصلاح کے لیے کمر بستہ ہیں۔ منجملہ ان کے علامہ الحاج ابو محمد محمد عبد الرشید صاحب قادری رضوی مدظلہ ہیں [1]۔

آپ حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نہ صرف ارشد تلامذہ میں سے ہیں بلکہ آپ کے خلیفہ مجاز بھی ہیں۔ آپ طویل عرصہ سے دینی خدمات اور اصلاح عقائد و اعمال پر خوب سے خوب تر کارنامہ سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ نہ صرف عوام کے مصلح ہیں بلکہ سینکڑوں علماء کرام کے استاد بھی ہیں۔

---

(۱) تحریر ھذا حضرت صاحب کے وصال مبارک سے قبل کی ہے۔

فقیر کے دیرینہ کرم فرما ہیں۔ فقیر ان کی خدمات دینیہ کا نہ صرف معترف بلکہ مداح بھی ہے۔ آپ نہ صرف لسانی اصلاح فرما رہے ہیں بلکہ آپ کی قلمی خدمات بھی نمایاں ہیں۔

آپ کی تصنیف ''رُشدُ الایمان'' میرے سامنے ہے۔ بالا ستیعاب تو نہیں دیکھ سکا۔ مختلف مقامات سے چند مضامین دیکھے ہیں جو کہ الحمد للہ خوب ہیں۔ اس کے پچیس (۲۵) اسباق ہیں اور عقائد و اعمال و احکام پر مشتمل ہیں، ہر سبق قرآن و احادیث سے لبریز ہے۔ چند اسباق فقیر نے بغور دیکھے تو محسوس ہوا کہ اسکے مضامین ایک مضبوط چٹان ہیں، یہ نہ صرف عوام کو مفید ثابت ہونگے بلکہ علماء کرام کیلئے بھی کام کی چیز ہیں۔ فقیر چونکہ ابھی حرمین طیبین زادھما اللہ تعالیٰ تشریفاً و تکریماً سے واپس ہوا، اس لیے طویل مضمون سپرد کرنے کے بجائے اسی مختصر پر اکتفا کرتا ہے اور دعاء گو ہے کہ مولیٰ عزوجل حبیب رؤف '' رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل حضرت علامہ موصوف الصدر کی کاوش قبول فرما کر انکے لیے آخرت کا توشہ اور عوام و خواص کے لئے مشعل راہ بنائے (آمین)

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابُو صالح محمد فیض احمد

اویسی رضوی غفرلہ -- بہاولپور، پاکستان

۲۵ جمادی الآخر ۱۴۲۷ھ

مناجات

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدارِ حُسن مصطفٰے کا ساتھ ہو

یاالٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب پڑے محشر میں شورِ داروگیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحب کوثر شہِ جودوعطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیاء کا ساتھ ہو

یاالٰہی جو دُعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے امین ربنا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رضا خوابِ گراں سے سر اُٹھائے
دولتِ بیدارِ عشق مصطفٰے کا ساتھ ہو

نعت شریف

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے

حرماں نصیب ہوں تجھے امید گہ کہوں
جانِ مراد کانِ و تمنا کہوں تجھے

گلزارِ قدس کا گلِ رنگیں ادا کہوں
درمانِ درِ بلبل شیدا کہوں مجھے

صبحِ وطن پہ شامِ غریباں کو دوں شرف
بیکس نواز گیسوں والا کہوں تجھے

اللہ رے تیرے جسمِ منور کی تابشیں
اے جانِ جاں میں جانِ تجلا کہوں تجھے

مجرم ہوں اپنے عفو کا ساماں کروں شہا
یعنی شفیع روزِ جزا کا کہوں تجھے

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

کہہ لے گی سب کچھ اُن کے ثناخواں کی خامشی
چُپ ہورہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے

لیکن رضاؔ نے ختم سخن اس پہ کردیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

صاحب رُشد وہدایت

ترے غلاموں کا نقش قدم ہے راہِ خُدا

وُہ کیا بہک سکے جو یہ سُراغ لے کے چلے

نائب محدث اعظم، مخدوم اہلسنّت، رہبر شریعت وطریقت، منبع علم وفضل سیدی و سندی ومرشدی حضرت علامہ الحاج ابومحمد محمد عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلا ریب فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب پر فائز تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا ہر ہر لمحہ سُنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مظہر اور ہر ہر ساعت عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معمور تھی۔

آپ کے والد محترم حضرت مولانا صوفی دین محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت عبادت گزار، نیک بزرگ اور حضور قبلہ سیدی محدث اعظم قدس سرہ کے پیر بھائی تھے۔

آپ خاندان مُغلیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ سالِ ولادت غالباً ۱۳۴۸ھ تھا اور آپ کا آبائی وطن ضلع گورداسپور (بھارت) ہے۔ پاکستان بننے پر لائلپور (فیصل آباد) کے قریب گاؤں گڈیاں میں سکونت اختیار کی۔ وہاں کارخانہ قائم کیا اور اپنے والد محترم کے ساتھ کام کرنے لگے۔ آپ کی طبعیت پر تقویٰ و پرہیزگاری اور روحانیت کا گہرا غلبہ تھا۔ نماز واذکار کی پابندی کرتے۔ ایک مرتبہ کسی کام سے لائلپور تشریف لائے۔ قبلہ محدث اعظم قطب عالم علامہ محمد سردار احمد قدس سرہٗ کی زیارت کی۔ ان کی محبت دل میں اُتر گئی۔ والد محترم کی اجازت سے جامعہ رضویہ میں داخلہ لیا اور تمام کاروبار چھوڑ کر تحصیل علم دین میں شب وروز ایک کیا۔ سرکار محدث اعظم قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت بھی ہوئے۔

قریباً گیارہ برس ان کی صحبت میں گزارے اور دورۂ حدیث وتفسیر تک تعلیم اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں خلافت پائی۔

بعد ازاں شکر گڑھ کے علاقہ میں کچھ عرصہ تبلیغِ دین کا کام کیا۔ پھر سمندری کی سرزمین کو منبع فیوض و برکات بنایا۔ حضور قبلہ مرشدی ان علماء عارفین میں سے تھے جنہوں نے اپنی زندگی مسلک اہلسنت و جماعت کی تبلیغ واشاعت میں وقف کر رکھی تھی۔ علم و فضل میں شریعت مطہرہ کی زندہ تصویر تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ زندگی کے ہر شعبہ میں متبع سُنّت، تصنع اور تکلف سے نفرت اور تواضع وانکساری سے محبت فرمانے والے تھے۔

اس پُرفتن دور میں جب کہ ہر طرف بدعقیدگی کی اندھیریاں اور طوفان زوروں پر ہیں اللہ کے محبوب ﷺ کے حقیقی نائب سیدنا امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ اور آپ کے صحیح متعلقین ہیں۔ امام احمد رضا کے لشکر کے سپاہیوں میں سے ہمارے اس زمانہ حال میں اسی دینی فریضہ کو بااحسن طریقے سے سرانجام دینے والے ہمارے شیخ طریقت نائب محدث اعظم پاکستان نقشہ اعلیٰ حضرت سراج العارفین زینت الاولیاء حقیقی پاسبان مسلک رضا بلکہ فنا فی الرضا حامی سنت ماحی بدعت حضرت مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ ہیں۔ سیدی و مرشدی حضرت مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی علیہ الرحمۃ نے اپنی ساری زندگی عشق مصطفےٰ ﷺ کا درس دیا اور عظمت مصطفےٰ ﷺ کے خلاف اُٹھنے والے ہر فتنہ کی ہر ممکن سرکوبی فرمائی، دین متین کے تمام دشمنوں کے خلاف زبردست جہاد فرمایا اور کبھی بھی اپنے موقف میں نرمی نہ دکھائی، ہر طرح کی تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا مگر بدمذہبوں سے کوئی سمجھوتہ نہ کیا۔

سیدی مرشدی نائب محدث اعظم مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی صاحب

علیہ الرحمۃ کو جب بھی پتہ چلتا کہ فلاں علاقے میں فلاں باطل فرقے والے اہل سنت کے حق مذہب پر حملوں میں مصروف ہیں تو بے چین ہو جاتے اور جب تک ان کی سرکوبی کی صورت نہ نکلتی بے چینی کی کیفیت جاری رہتی۔ میں نے حضور والا کو ہر وقت عظمت مصطفےٰ ﷺ کے فروغ اور دشمنان مصطفےٰ ﷺ کی سرکوبی کی سوچ و بچار میں دیکھا بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے یہ شیر (مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید) اپنے محبوب سید الانبیاء باعث تخلیق کائنات ﷺ کے دشمنوں اور باغیوں کے رد کے لیے پیدا کیا تھا جس کی رگ رگ میں رضا کے نیزے کی برق باریاں دوڑ رہی تھیں تو اس میں کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔

شکر گڑھ کے علاقے میں پہلے بدمذہبوں دیوبندیوں وہابیوں نے اپنا تسلط جما رکھا تھا اور وہ سادہ مزاج لوگوں کے ایمان سے کھیل رہے تھے۔ اہل سنت و جماعت کی ایک ہی مرکزی جامع مسجد تھی جس میں بھی صلح کلی علماء کا دخل رہتا تھا اور باقی تمام مساجد پر دیوبندیوں وہابیوں نے قبضہ جما رکھا تھا۔ وہابیوں نے اپنے مولوی خداداد اور دیوبندیوں نے اپنے مولوی عبدالمجید کی سرپرستی میں اپنے مسالک کے فروغ کا کام بڑی تیزی سے شروع کر رکھا تھا مگر دوسری طرف اہل سنت و جماعت کی طرف سے کوئی عالم دین ایسا وہاں موجود نہ تھا جو وہابیوں دیوبندیوں کا منہ بند کرتا اسی لیے وہابیہ دیوبندیہ نے اہل سنت پر حملوں کی بھرمار کر رکھی تھی۔ اس خطرناک اور سنگین صورت حال کو دیکھتے ہوئے بعض دردمند سُنی حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ آف گجرات کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری صورت حال عرض کی۔ قبلہ مفتی صاحب کے مشورہ سے شیخ القرآن مولانا عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمۃ نے جس مرد قلندر کو فتنوں کی سرکوبی کے لیے مقرر کیا وہ مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید صاحب علیہ الرحمۃ تھے۔ حضرت شیخ القرآن علیہ الرحمۃ کے حکم مبارک پر

رمضان المبارک 1962ء میں خطبہ جمعہ کے لیے حضرت مولانا ابو محمد محمد عبد الرشید صاحب علیہ الرحمۃ شکر گڑھ تشریف لائے۔آپ نے اپنے پہلے خطاب ذیشان میں ہی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا۔عوام الناس نے آپ کی زبان کی تاثیر اور احقاق حق اور ابطال باطل دیکھا تو آپ کے گرویدہ ہو گئے اور لوگوں نے آپ کو باصرار مستقل قیام شکر گڑھ کے لیے راضی کر لیا۔آپ نے شکر گڑھ میں مسلک اہل سنت و جماعت کو خوب اجاگر کیا اور امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کی فکر کی ترویج و اشاعت فرمائی۔دیوبندیوں وہابیوں کا دلائل سے خوب پوسٹ مارٹم کیا،ان کے عقائد و نظریات سے عوام الناس کو باخبر کیا،کسی بھی بد مذہب خواہ وہ دیوبندی ہو یا وہابی یا قادیانی یا شیعہ یا کوئی صلح کلی کی کبھی بھی کوئی رعایت نہ کی بلکہ ان کی ہر طرح سے تردید کی۔صورت حال یہ ہوگئی کہ وہابیہ دیوبندیہ پر آپ کے نام سے کپکپی طاری ہو جاتی تھی۔کوئی بھی بد مذہب آپ کے مقابلے میں آنے کی جرات نہ کرتا تھا۔شہید اہل سنت حضرت مولانا اکرم رضوی علیہ الرحمۃ ایک شعر پڑھا کرتے تھے تو اس شعر کے مصداق آپ بھی بنتے ہیں وہ شعر یہ ہے:

شیر ببر خدا نے مجھ کو بنایا ایسا
بدمذہبوں کے میں نے چھکے چھڑا دیے ہیں

اس صورت حال میں آپ کو کئی صبر آزما مراحل سے گزرنا پڑا۔کئی مصائب و آلام آئے مگر آپ نے زندگی کے ہر موڑ پر پوری استقامت کا مظاہرہ فرمایا اور اللہ کے محبوب ﷺ اور صحابہ کرام اہل بیت عظام کے دشمنوں سے کبھی سمجھوتہ نہ کیا اور کبھی درمیان میں مصلحت نہ آنے دی بلکہ مصلحت کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔آپ پر کئی مقدمات چلائے گئے مگر آپ کے قدم استقامت با کرامت میں کبھی لغزش نہ آئی اور بد عقیدہ لوگوں کا آپ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

ایک دفعہ شیعوں نے آپ پر مقدمہ کر دیا تو آپ ان کی کتابیں لے کر عدالت میں جلوہ فرما ہوگئے اور جج سے فرمایا کہ ان شیعوں سے کہو کہ ہماری بات نہیں مانتے نہ مانیں اپنے بڑوں کی کتابوں کو تو مان لیں۔ شیعوں نے بہت ہاتھ پاؤں مارے لیکن جج نے اس صورت حال میں آپ کی گفتگو سے متاثر ہو کر شیعہ سے کہا کہ تم حضرت مولانا صاحب کا جواب دو، جب تمہاری کتب ان کے مسلک کی تائید کر رہی ہے تو میں ان کو کیسے جھٹلا سکتا ہوں۔

تاریخ بغداد میں حدیث شریف ہے کہ: ''جو شخص اپنے دل میں بدمذہبوں سے بغض اللہ کی رضا کے لیے رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا دل نور ایمان سے بھر دیتا ہے''۔ حضرت شیخ طریقت مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ کا اس حدیث مبارکہ پر بھی پورا پورا عمل تھا۔ ایک دفعہ آپ کی والدہ ماجدہ کے وصال کے موقع پر مشہور دیوبندی مولوی ضیاء الرحمٰن فاروقی اپنی سیاسی وجوہات کی بنا پر آپ کے ہاں فاتحہ وتعزیت کے لیے آیا مگر آپ نے اس سے کوئی تعزیتی کلمہ بھی قبول نہ فرمایا بلکہ اسے دیوبندیوں کے کفریات سے توبہ تائب ہونے کی تلقین کی اس طرح وہ ذلت ورسوائی کو سمیٹتا ہوا چلا گیا۔ یہ روایت مولانا قاری محمد حامد رضا صاحب کی ہے۔ شکر گڑھ کے علاقے میں اہل سنت کی پہچان اور بدعقیدہ دیوبندیت وہابیت کا بطلان حضرت شیخ طریقت مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی علیہ الرحمۃ کا سنہری کارنامہ ہے۔

گوجرانوالہ میں بھی آپ نے احقاق حق اور ابطال باطل کا حق ادا فرمایا۔ یہاں بھی وہابی دیوبندی آپ سے بہت خائف تھے بلکہ کئی صلح کلی حضرات یہ کہنے لگے کہ مولانا صاحب تو ہر وقت بدمذہبوں کے ہی پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ آپ اکثر تبلیغی سلسلہ میں مختلف

مقامات پر بھی تشریف لے جاتے اور وہاں بھی عقائد اہل سنت کو مضبوط دلائل سے ثابت فرماتے اور بد عقیدہ لوگوں کی حقیقت عوام الناس کے سامنے ظاہر فرماتے۔ آپ نے ہمیشہ خدا جل جلالہٗ و رسول ﷺ کے دشمنوں کا ناطقہ بند کیا اور اسی پر ساری زندگی گزاری۔

آپ نے ان بد عقیدہ لوگوں پر اتمام حجت اور عوام اہل سنت کے اطمینان اور اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنے کے لیے ان بد عقیدہ لوگوں سے متعدد مناظرے کیے اور ہر میدان میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عطا فرمائی اور وہابی دیوبندی بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ خانووال کا مناظرہ اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو کہ اس وقت بڑا مشہور ہوا تھا۔ اسی طرح 468 گ ب نزد سمندری میں آپ نے دیوبندیوں سے بڑا زبردست مناظرہ فرمایا۔ اس مناظرہ میں دیوبندیوں کی کفریہ عبارات دکھلانا متعین تھا۔ آپ کے مدمقابل دیوبندی مولوی تھے مگر دیوبندیوں کو اس قدر ذلت ہوئی کہ دیوبندی مولویوں کو لکھنا پڑا کہ واقعی ان کی کتب میں کفریہ عبارات موجود ہیں۔ اس مناظرہ سے متاثر ہو کر سینکڑوں دیوبندیوں نے آپ کے دست حق پرست پر توبہ کی اور سُنی ہونے کا اعلان کیا یہاں تک کہ جس مسجد میں مناظرہ ہوا تھا اس مسجد کا امام بھی دیوبندی تھا اس نے بھی قبول اسلام کا اعلان کر دیا۔

اس کے علاوہ بھی شیخ طریقت نائب محدث اعظم علیہ الرحمۃ نے بد مذہبوں سے متعدد مناظرے فرمائے جن میں بد عقیدہ وہابیوں دیوبندیوں شیعوں کو ذلت آمیز شکست سے دوچار ہونا پڑا۔

لاہور کے قریب ایک گاؤں میں مشہور وہابی مولوی عبدالقادر روپڑی سے مسئلہ حاضر و ناظر پر مناظرہ ہوا۔ آپ نے ایک حدیث شریف پیش کی کافی رات گزر چکی تھی حدیث کا حوالہ صبح دکھانا طے ہوا۔ جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہابیہ نے راہ فرار اختیار کر لی

اور بھاگتے وقت یہ کہہ گئے کہ اگر مولانا ابو محمد محمد عبد الرشید صاحب حدیث دکھلا دیں تو کہہ دینا حدیث ضعیف ہے۔آپ نے یہ سُن کر فرمایا کہ وہ حدیث کتنی ضعیف ہے جس نے روپڑی کو دوڑا دیا ہے۔آپ روپڑی کو رو---پڑی فرمایا کرتے تھے۔

شیخ طریقت نائب محدث اعظم علیہ الرحمۃ نے ساری حیات طیبہ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے گستاخ بے ادبوں کے خلاف زبردست جہاد فرمایا۔کبھی ایسا نہیں ہوا کہ وہابیہ کے رد میں کوئی مصلحت آ گئی ہو بلکہ کئی جگہ ایسا ہوتا کہ کسی گاؤں میں بد مذہبوں کی کثرت ہوتی جہاں بڑے بڑے علماء جانے سے گھبراتے وہاں بھی حضرت بخوشی تشریف لے جاتے اور وہاں بے خوف وخطر حق بات بیان فرماتے اگر کوئی روکتا کہ حضور مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کا رد نہ کیا جائے تو آپ پہلے سے زیادہ بد مذہبوں کا رد فرماتے۔

ایک مرتبہ شکر گڑھ کے قریب ایک گاؤں میں شیعہ ملعونہ کے رد بلیغ کے لیے تشریف لے گئے تو وہ مسلح ہو کر مسجد میں آ گئے۔سُنی تعداد میں تھوڑے تھے شیعہ زیادہ تھے لہٰذا سُنی کھسکنا شروع ہو گئے یہاں تک کہ حضور والا بیان فرماتے ہوئے اکیلے رہ گئے اور شیعہ کا شدید رد بلیغ کیا۔شیعہ نے مداخلت کی کوشش کی حضور والا نے دشمنان صحابہ کو للکار کر فرمایا کہ مجھے حضور سید عالم ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی عظمت کی خاطر موت بھی قبول ہے اور ایسی موت شہادت ہے اور یاد رکھو فقیر موت سے ہرگز نہیں ڈرتا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور حضور سید عالم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے آپ محفوظ و مامون رہے اور ان شیعہ میں آگے بڑھنے کی جرأت پیدا نہ ہوئی اور وہ مبہوت ہو کر چلے گئے۔اسی طرح شیعہ کے رد کے لیے آپ ایک گاؤں میں تشریف لے گئے وہاں بھی شیعہ کی اکثریت تھی آپ نے بیان شروع کیا تو شیعہ نے پولیس کو بلوالیا۔پولیس آفیسر نے کہا کہ مولوی صاحب تقریر

بند کردو ۔فرمایا فقیر اپنا بیان جاری رکھے گا تم فقیر کی تقریر لکھواور اپنی عدالت میں میرے خلاف مقدمہ کردو فقیر کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ پولیس کی مداخلت کے باوجود آپ نے شیعہ کے رد میں تین گھنٹے خطاب فرمایا۔

محترم محمد قاسم عطاری صاحب نے فقیر سے بیان کیا کہ نئی سمندری میں وہابیہ نے بڑا شور مچا رکھا تھا۔حضور والا نائب محدث اعظم علیہ الرحمۃ کبھی کبھار وہاں نماز فجر کے بعد درس دینے کے لیے تشریف لے جاتے ۔ایک دن وہابیہ نے اپنے مولوی کو بلوایا۔اس نے درس دینا شروع کیا حضور والا اپنے مدرسہ میں تشریف فرما تھے کسی نے اس کی اطلاع دی تو آپ فوراً تانگہ منگوا کر نئی سمندری تشریف فرما ہوئے اور سپیکر میں وہابیہ کا مدلل رد فرمایا۔ وہابیوں کے پاس حضرت کے دلائل کے جوابات کہاں تھے انہوں نے لاؤڈ سپیکر میں کہا کہ مولوی عبدالرشید مسجد سے باہر آؤ ہم تمہاری راہ میں تمہیں پکڑیں گے۔وہابیہ مسلح ہو کر باہر بازار میں جمع ہو گئے ادھر لوگوں کا جم غفیر اکٹھا ہو گیا حضور والا نے تانگہ منگوایا اور اکیلے ہی تانگہ پر تشریف فرما کر واپسی کو روانہ ہوئے مگر کسی وہابی میں جرات نہ ہو سکی کے آپ کے تانگے کو روک سکتا۔

حضور والا جہاں تشریف لے جاتے وہاں کی صورت حال کے پیش نظر بیان فرماتے ۔ اگر بد مذہبوں کی تبلیغ واشاعت کا سنتے تو وہاں پھر موضوع بھی بدل جاتا ۔اور صرف انہی بد مذہبوں کا رد کرتے ۔فقیر راقم الحروف نے کئی مواقع پر آپ کا ایسا ہی طرز گفتگو دیکھا ہے۔

سانگلہ ہل کے قریب کوٹلہ میں ایک جلسہ میں خطاب کے لیے حضور والا تشریف لے گئے ۔ وہاں ایک وہابی نے سوال جواب شروع کر دیے تو آپ نے پورا بیان ذیشان ہی رد وہابیت پر فرمایا۔

شاہ کوٹ کے قریب اسلام نگر میں خطاب کے لیے تشریف فرما ہوئے تو لوگوں نے بتایا کہ یہاں وہابی اہل سنت پر فتوے بازی بڑی کرتے ہیں تو جلال میں آگئے اور پورا خطاب ردوہابیت پر فرمایا اور وہابیوں کو جواب دینے کی جرأت نہ ہوسکی۔

ایک مرتبہ ایک بد مذہب نے کہا کہ مولوی عبدالرشید صاحب میرے پاس علم تو نہیں ہے میرے ساتھ بانہہ پکڑ لے جو جیت گیا وہ سچا ہوگا۔آپ اس کے لیے بھی تیار ہوگئے اور فرمایا کہ مجھے یہ بھی منظور ہے مگر بد مذہب نے اس میدان سے بھی راہ فرار ہی میں اپنی عافیت سمجھی۔(اے کاش!وہ اپنی بانہہ (بازو) پکڑا دیتا!)

لوگوں کے عرض کرنے پر جہاں تبلیغ دین اور مسلک اہل سنت کے دفاع کی ضرورت محسوس فرماتے تشریف لے جاتے۔صرف سمندری شریف اور شکر گڑھ میں ہی نہیں بلکہ ہزاروں مقامات پر مسلک اہل سنت کے دفاع اور بد مذہبوں کے رد کے لیے تشریف لے گئے اور امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے مسلک کی خوب ترویج فرمائی۔

شیخ طریقت نائب محدث اعظم علیہ الرحمۃ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے تو عاشق زار تھے اور امام احمد رضا کے مسلک کے حقیقی ترجمان اور پاسبان تھے۔آپ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ مبارکہ کے سامنے کسی کی بات کو اہمیت نہ دیتے تھے۔سیدی امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے بدعقیدہ لوگوں سے عوام الناس کو جو باخبر کیا وہ امام احمد رضا کا ملت اسلامی پر بہت بڑا احسان ہے۔امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ حضور سید عالم ﷺ کے وکیل کی حیثیت سے بدعقیدہ لوگوں کا رد فرماتے تھے اور آپ نے اپنی حیات طیبہ میں اسی کا درس دیا:

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

نائب محدث اعظم شیخ طریقت مولا ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی علیہ الرحمۃ نے امام احمد رضا کی اسی فکر کی ترویج کے لیے نہ صرف جلسوں اور محافل میں بدمذہبوں کا ردوابطال فرمایا بلکہ اس کے لیے انہوں نے جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام سمندری بھی قائم فرمایا جس میں قرآن مجید، تفسیر، فقہ، حدیث، صرف ونحو وغیرہ کی خود بھی تدریس فرمائی اور ساتھ ساتھ عقائد کی بھی تصحیح فرماتے اور بدعقیدہ لوگوں کی نقاب کشائی فرماتے تھے تاکہ لوگ بدعقیدہ لوگوں سے ایمان محفوظ کر سکیں۔

آپ نے درس وتدریس کے ذریعے عظمت رسول ﷺ، عظمت صحابہ واہل بیت کے دفاع کے لیے عظیم لشکر تشکیل دیا ہے۔ آپ کے شاگرد ومرید پورے ملک میں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی اسی اہم فریضہ کو سرانجام دے رہے ہیں۔

جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام سمندری شریف میں آپ نے تبلیغ دینی ومسلک اہل سنت کے فروغ ودفاع اور رد بدمذہباں کے لیے سال میں دو دورے تجوید وقرأت کے مقرر فرمائے جس میں تجوید وقرأت کے علاوہ اصلاح عقائد اور رد بدمذہباں پر خصوصی توجہ دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے شاگرد وہابیوں کے خلاف ایک زبردست دفاعی فوج کی صورت میں ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں۔ نیز جب آپ لوگوں کو بیعت فرماتے تھے تو اس وقت تمام بدمذہب بدعقیدہ لوگوں کے سے بچنے کی تلقین فرماتے تھے۔

آپ تمام بدمذہبوں کا رد صرف اس لیے فرماتے تھے کہ یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کے دشمن ہیں۔ قارئین کرام! قابل غور بات یہ ہے کہ اس پُرفتن دور میں ہم صرف اپنی خاطر لڑتے ہیں مگر نائب محدث اعظم کی لڑائی اپنی خاطر نہیں تھی رسول اللہ ﷺ کی عظمت کی خاطر تھی۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ فقیر کسی کو گالی نہیں دیتا دشمنان مصطفےٰ ﷺ کو بے نقاب ضرور کرتا ہوں اگر یہ جرم ہے تو مجھے ہزار بار قبول ہے۔ قارئین کرام! غیرت ایمان اس بات کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی غیرتِ ایمان کی خیرات نائب محدث اعظم پاکستان سیدی مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی علیہ الرحمۃ کو بھی عنایت فرمائی تھی۔

اہل باطل اور بدعقیدہ لوگوں کے لیے ان کے ہاں کوئی لچک نہ تھی وہ بدعقیدہ اور بدمذہب لوگوں کے لیے سیدنا امام احمد رضا بریلوی اور سیدنا محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب اور شیر بیشہ اہلسنت مولانا محمد حشمت علی صاحب علیہم الرحمۃ کا خنجر خونخوار تھے۔ چونکہ عشق ومحبت رسول ﷺ ان کی زندگی کا جلی عنوان تھا اس لیے نائب محدث اعظم سیدی ومرشدی مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ نے نہ صرف وہابیوں دیوبندیوں شیعوں اور قادیانیوں کے خلاف جہاد کیا بلکہ ان لوگوں کا بھی سرعام شدید رد کیا جو دشمنان مصطفےٰ ﷺ کے ساتھ پیار ومحبت کے ساتھ میل وجول رکھتے تھے۔ انہوں نے ایسے نام نہاد سُنی حضرات سے بھی تعلق رکھنا گوارا نہ فرمایا جن پر دشمنان دین کا سایہ پڑ چکا تھا۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب کا کہنا ہے سچی بات یہ ہے کہ صلح کلیت بہت آسان ہے مگر مولانا صوفی ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی ہونا اور **ونخلع ونترک من یفجرک** پر حرف بحرف عمل کرنا بہت مشکل کام ہے۔

جس طرح سیدی محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد علیہ الرحمۃ نے صلح کلیت کا شدید رد بلیغ فرمایا، کسی بدعقیدہ سے کبھی ہاتھ نہ ملایا، کسی بدعقیدہ کی محافل کو رونق نہ بخشی، کسی بدعقیدہ کی اولاد کے نکاح نہ پڑھائے، کسی بدعقیدہ کے ساتھ مخلوط جلسوں میں تشریف فرما نہ ہوئے، ہمیشہ یہی فرماتے رہے کہ فقیر ایسے مخلوط جلسوں کی صدارت نہیں

کرتا بلکہ سدا رد کرتا ہے آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نائب محدث اعظم پاکستان سیدی مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی صاحب علیہ الرحمۃ نے بھی صلح کلیت کے خلاف علم جہاد بلند فرمایا، ساری حیات طیبہ اسی کو اپنایا اور آپ کی صداقت و استقامت میں کوئی فرق نہ آیا۔ کوئی سنی ملتا تو بخوشی اس سے ملتے کوئی وہابی دیوبندی ملتا تو اس سے ہاتھ نہ ملاتے، بدعقیدہ لوگوں سے میل جول کے سخت خلاف تھے اور یہی غیرت ایمانی کا تقاضا ہے۔ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ مولانا عبدالرشید اپنے مسلک اور عقیدے میں اتنے مضبوط اور ٹھوس نظریہ کے مالک تھے کہ جس نے بھی کسی بدعقیدہ سے معمولی بھی تعلق رکھا اس سے بھی میل جول اپنی غیرت ایمان کے منافی سمجھتے تھے۔

1977ء کے قومی اتحاد کے موقع پر بڑے بڑے نام نہاد علماء اس صلح کلیت کی رو میں بہہ گئے مگر سیدی نائب محدث اعظم علیہ الرحمۃ اس وقت بھی اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ اس موقع پر آپ ان لوگوں کے رد میں ''رشد رضا'' اور ''قومی اتحاد سے عدم موافقت کا سبب'' نامی کتب تصنیف فرمائیں جو اس وقت شائع بھی ہوئیں۔

آپ نے رد صلح کلیت پر مجاہد اسلام ضیغم اہل سنت مولانا محمد حسن علی رضوی صاحب مدظلہ العالی کی تصنیف لطیف ''گستاخوں سے اتحاد و اشتراک'' شائع فرمائی۔ یہ رسالہ اس وقت شائع کیا جب ملی یکجہتی کونسل جو کہ حقیقت میں ملی جلی کونسل تھی بنائی گئی تھی۔

آپ ساری حیات طیبہ میں فرماتے رہے کہ بدعقیدہ کی صحبت ہزار علانیہ کافر کی صحبت سے مضر ہے، ان کی صحبت سے ایمان کے ضیاع کا اندیشہ ہے اس لیے کہ شرح الصدور میں امام جلال الدین سیوطی الشافعی علیہ الرحمۃ نے نقل فرمایا ہے کہ ایک شخص حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دشمن شیعہ کے پاس بیٹھا کرتا تھا اس کا آخری

84017

وقت آیا عزیز اقرباء نے کلمہ شریف کی تلقین کی تو کہنے لگا کہ میں کلمہ شریف نہیں پڑھ سکتا اس لیے کہ یہ دو فرشتے ڈنڈے لے کر کھڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو زندگی میں سیدی عالم ﷺ کے صحابہ کرام کے دشمنوں کے ساتھ مجالست کرتا رہا اب تو کلمہ نہیں پڑھ سکے گا۔

(شرح الصدور، ص:۲۲)

آپ نے ان لوگوں کا بھی رد کیا جو ان دشمنان دین کو کافر قرار نہ دیتے تھے، ان کی دشمنی رسول کے باوجود ان کو مسلمان قرار دیتے تھے اور ان دشمنان دین اور عاشقان مصطفےٰ کو ایک ہی صف میں کھڑا کرنا چاہتے تھے کہ جی سب مسلمان ہیں کلمہ گو ہیں۔ ایسے فتنہ پرور لوگوں کا بھی سیدی مرشدی نے شدید رد بلیغ فرمایا اور ان میں پروفیسر طاہر القادری، پیر کرم شاہ بھیروی ،سائیں عبدالغفار، مٹھا پیر، صوفی برکت سالا روالا، اور ریاض احمد گوہر شاہی وغیرہ شامل ہیں۔

صوفی برکت علی سالا روالا کے رد میں فقیر کی کتاب خطرہ کی لال جھنڈی جب مکتبہ رضائے مصطفےٰ سے شائع ہوئی تو فقیر پر بہت خوش ہوئے اور سمندری شریف میں عرس مجدد اعظم کے موقع پر یہ کتاب پہلی دفعہ لائی گئی تو اس وقت مجمع عام میں تقریباً نصف گھنٹہ فقیر کو دعائیں دیتے رہے اور کتاب مذکورہ کی تعریف فرماتے رہے۔

قارئین کرام! یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے اور اس سے انکار گویا دن کے وقت سورج کی دھوپ کے عین عروج کے وقت سورج کے طلوع ہونے سے انکار کرنے کے مترادف ہے کہ جس قدر اہل سنت و جماعت کو نقصان صلح کلیت کے اس فتنہ نے پہنچایا ہے شاید دوسری طرف سے ایسا نقصان اہل سنت کو نہ پہنچا ہو۔ اے کاش ہمارے علماء و مشائخ اس پر غور فرمائیں اور سیدنا امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ اور سیدی محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد علیہ الرحمۃ کے نقش قدم پر چلیں اس لیے کہ بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ مجالست وغیرہ

کے دوسرے نقصانات کے علاوہ ایک نقصان یہ بھی ہے کہ عوام اہلسنت متذبذب ہو رہے ہیں اور عام لوگ یہ کہتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں کہ مولوی منبروں پر تقریریں وہابیہ دیوبندیہ کے رد میں کرتے ہیں اور لوگوں کو ان کے خلاف اُبھارتے ہیں مگر خود ان کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں، ان سے طعام وکلام کرتے ہیں، ان کے نکاح پڑھاتے ہیں اور ان کے سٹیج کی زینت بنتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اے کاش ہمارے علماء ومشائخ وقت کی اس نزاکت کو محسوس کریں اور صلح کلیت کے اس فتنہ عظیمہ کے خلاف جہاد کریں اور ایسے تمام صلح کلی فتنوں سے ہر خاص وعام کو باخبر کریں۔ اس میں اہل سنت وجماعت کی بقا ہے اور ہمارے اکابر کی یہی فکر ہے۔ دشمن رسول مولوی غلام اللہ پنڈوی مرتا ہے تو چہرہ بگڑ جاتا ہے منہ دکھلانے کے قابل نہیں رہتا حوالہ محفوظ ہے مگر جو لوگ اللہ اور رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ برسرپیکار رہتے ہیں ان کے خلاف جہاد کرتے ہیں ان کی بے ایمانی کی نقاب کشائی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی ان کی عظمتوں اور رفعتوں کے چرچے فرما دیتا ہے۔ بڑی مشہور حدیث شریف ہے کہ اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہوتا او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ان عظیم ہستیوں کے وصال باکمال جس شان وشوکت سے ہوتے ہیں چند ایک واقعات درج کیے جا رہے ہیں تاکہ ہمیں اس عظیم فکر کی اہمیت کا پتہ چل سکے۔

(۱) وہابیوں کے مولوی ابو الکلام آزاد کے والد مولانا خیر دین علیہ الرحمۃ بڑے متصلب سُنی تھے اور وہابیہ کے شدید مخالف تھے یہاں تک کہ خود مولوی ابوالکلام آزاد نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ میرے والد مولانا خیر دین صاحب فرماتے تھے کہ گمراہی کی منزل پہلے وہابیت ہے اس کے بعد نیچریت وغیرہ ہے---- رات کو چوہے گھر میں

مارتے ہیں صبح اُٹھ کر کہتے اتنے وہابی مار دیئے ہیں اوران کا مشہور شعر ہے:

وہابی بے حیا جھوٹے ہیں یارو
تڑا تڑ جوتیاں تم ان کو مارو

اس قدر وہابیہ کے مخالف ومعاند تھے جب ان کا وصال با کمال کا وقت آیا تو ان کے مریدین ان کے قریب بیٹھ کر سورۃ یٰسین شریف کی تلاوت شروع کرتے ہیں تو مولانا خیر دین صاحب فرماتے ہیں کہ میں خود اس کی تلاوت کروں گا، سورۃ یٰسین شریف کی تلاوت خود فرمائی۔ جب اس آیت پر پہنچے ''**یلیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین** O'' تو آنکھیں بند کرلیں دونوں گھٹنے دراز کر دیئے دس پندرہ منٹ بعد جسم کو سخت لرزا ہوا اور وصال با کمال فرما گئے۔ ان کے نماز جنازہ کا اتنا بڑا مجمع تھا کہ کلکتہ میں اتنا مجمع کبھی نہ ہوا تھا۔ مغرب کے بعد جنازہ اٹھایا گیا تمام سڑکیں پُر ہو گئیں نا کے بند ہو گئے حالت یہ ہوئی کہ گھنٹوں تک صرف لوگوں کے ہاتھوں پر ہی جنازہ جاتا رہا کاندھے پر رکھنے کی نوبت ہی نہ آئی رات کے بارہ بجے تک پانچ مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی اس کے بعد چھٹی بار نماز جنازہ کے لیے اور ہزاروں لوگ آ گئے بڑی سخت کوشش کے بعد ان کی تدفین کی گئی۔ ملخصاً (آزاد کی کہانی)

(۲) سیدنا محدث اعظم پاکستان آفتاب علم وحکمت منبع رشد وہدایت حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ کے جنازہ مبارکہ کو ہزاروں لاکھوں اپنوں اور بیگانوں نے دیکھا معلوم ہوتا تھا کہ کسی عاشق رسول ﷺ کا جنازہ جا رہا ہے۔ جنازہ پر انوار وتجلیات کا نزول ہو رہا تھا اور اس کا مشاہدہ لوگوں نے خود کیا ہے اخبارات پر یہ خبریں ریکارڈ میں اب بھی محفوظ ہیں۔

(۳) شیر اہل سنت مجاہد اسلام مولانا مفتی محمد عنایت اللہ صاحب علیہ الرحمۃ آف سانگلہ ہل نے وصال باکمال سے قبل وصیت فرمائی تھی کہ میرے وصال کے بعد میرا جنازہ چوک میں رکھنا اور اعلان کرنا اے نبی کے دشمنو! دیکھو رسول اللہ ﷺ کا ایک عاشق دنیا سے جارہا ہے اس کا چہرہ دیکھ لو۔ ہزاروں لوگوں نے دیکھا کہ مولانا کے چہرہ انور پر انوار و تجلیات کی برسات ہو رہی ہے۔

(۴) شہید ناموس رسالت مولانا محمد اکرم رضوی صاحب آف کامونکی علیہ الرحمۃ کی شہادت کے بعد ہزاروں لوگوں نے دیکھا کہ آپ کے چہرہ انور پر نور کی بارش ہو رہی ہے اس کے باوجود کے شدت کی گرمی تھی اور جب جنازہ کی نماز پڑھی جانے لگی تو آسمان پر بادل چھا گئے اور ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔

(۵) اور پھر ہمارے شیخ طریقت نائب محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ کا وصال باکمال بہت عظمتوں، رفعتوں اور شان وشوکت سے ہوا۔ اکثر احباب نے فقیر کو بتایا کہ آپ علیہ الرحمہ نے اپنے آخری جمعۃ المبارک کے خطبہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے یہ اشعار مبارکہ نہایت تکرار کے ساتھ پڑھے:

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

جان دے دو وعدۂ دیدار پر
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ ﷺ کی

خاک ہوکر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے اُلفت رسول اللہ ﷺ کی

اللہ اکبران اشعار مبارکہ میں سفر آخرت کی طرف اشارہ ہے گویا ہمارے شیخ طریقت اپنے نور فراست سے اپنے وصال باکمال اور قبر میں جلوہ گری کا مشاہدہ فرمارہے تھے۔جمعرات کو نماز عشاء کی ادائیگی باجماعت فرمائی صاحبزادہ محمد غوث رضوی نے فقیر کو بتایا کہ حضور والا اوراد و وظائف سے فارغ ہوکر بستر پر لیٹ گئے۔رات گیارہ بجے بلند آواز سے کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ'' پڑھا اور پھر آہستہ آہستہ زبان سے حرکت فرماتے رہے گویا بدستور کلمہ طیبہ کا ورد جاری تھا،کلمہ طیبہ کا ورد کرتے داعی اجل کو لبیک کہا۔تقریباً 18 گھنٹے بلا برف آپ کا جسد مبارک بالکل صحیح وسالم اور نہایت نرم رہا محسوس ہوتا تھا کہ آپ فوت نہیں ہوئے سو رہے ہیں۔جیسے جیسے وقت گزرتا جارہا تھا آپ کے چہرہ انور پر مسکراہٹ بڑھتی چلی جارہی تھی۔آخری دیدار کرنے والوں نے دیکھا کہ چہرہ مبارک پر عجیب نورانیت اور لبوں پر مسکراہٹ تھی۔آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا محمد جمیل الرحمٰن قادری علیہ الرحمۃ کا شعر زبان پر جاری ہورہا تھا:

میں وہ سُنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

میں ہی نہیں متعدد علماء کہہ رہے تھے کہ آج مولانا ابومحمد محمد عبدالرشید صاحب کے

چہرے نے سارے ہی فیصلے کر دیے ہیں۔ جو لوگ کہتے تھے کہ جی یہ تو فلاں فلاں کے خلاف ہیں ہر وقت بدمذہبوں کے پیچھے ہی پڑے رہتے ہیں، حضرات! آج حضرت نائب محدث اعظم علیہ الرحمۃ کے چہرہ مبارک نے یہ فیصلہ کر دیا کہ جن لوگوں کا یہ رد کرتے تھے خدا ورسول کی بارگاہ میں ان بے دین اور صلح کلی لوگوں کا رد کرنا ہی محبوب تھا، وہ بے دین اور صلح کلی اسی کے لائق تھے۔ آپ کے جنازہ مبارک میں خود فقیر نے متعدد لوگوں سے کہا کہ دیکھو حضرت کے چہرہ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ مسلک امام احمد رضا ہی حق ہے اور جو امام احمد رضا کے خلاف تحقیق پیش کرتا ہے وہ تحقیق نہیں تجہیل ہے۔

آپ کے جنازہ مبارکہ کا اجتماع بھی عظیم تھا۔ سمندری کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا۔ امام احمد بن حنبل کا قول اس پر صادق آتا ہے فرمایا ہمارے جنازے ہمارے اہل حق ہونے اور ہماری صداقت کی واضح دلیل ہیں۔

عرش پر دھومیں مچیں وہ مؤمن صالح ملا
فرش سے ماتم اُٹھے وہ طیب و طاہر گیا

آخر میں فقیر حضرت صاحب کے مریدین و متعلقین سے گزارش کرتا ہے کہ اور اسے حضرت صاحب کا پیغام ہی تصور فرمائیں کہ اس پرفتن دور میں بدعقیدگی کے طوفان اور گمراہی کی آندھیاں زوروں پر ہیں، وہابیت دیوبندیت شیعیت اور فتنہ عظیمہ صلح کلیت نے اہل سنت اور امام احمد رضا کے مسلک کے خلاف محاذ کھول رکھا ہے۔ آئیں آج ہم عہد کریں کہ اپنے حضرت صاحب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان تمام بدمذہبوں کے خلاف ہر ممکن جہاد کریں گے اور ان تمام فتنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے، سیدی امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ مبارکہ کے سامنے کسی ٹیڈی محقق کی جدید تحقیق کو ہرگز تسلیم نہ

کریں گے، مسلک امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی ترویج واشاعت کے لیے سردھڑ کی بازی لگادیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ حضور سیدی شیخ طریقت قبلہ ابومحمد محمد عبدالرشید علیہ الرحمہ نے دورانِ حیات ظاہری عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کے فروغ اور مسلک شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ترویج کا جو بیڑا اُٹھا رکھا تھا، انہیں کے نقش قدم کی پیروی کرتے ہوئے صلحاء کی ایک جماعت ہمہ تن شب وروز مصروف عمل ہے۔ نتیجۃً ان کی پہلی کوشش کتاب رشد الایمان (جدید تخریج شدہ) کی صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ علاوہ ازیں حضرت صاحب علیہ الرحمہ کی دیگر تصانیف بھی جلد ہی پوری آب وتاب کے ساتھ آپ کے پیش نظر ہونگی۔ جب کہ کتاب مستطاب رشد الایمان کا ''گفٹ ایڈیشن'' و''انگلش ایڈیشن'' بھی جلد منظر عام پر آجائے گا۔ اس کے علاوہ حضرت صاحب علیہ الرحمہ کا قائم کردہ مدرسہ برائے طلباء وطالبات جس میں سالانہ دورۂ تفسیر وحدیث وقرأت وتجوید کرایا جاتا تھا اب بھی پوری تابانیوں کے ساتھ رواں دواں ہے:

احمد رضا کے فیض کا در ہے کُھلا ہوا
ہے قادری فقیروں کے جھنڈا گڑا ہوا

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحب سجادہ وسرپرست اعلیٰ جناب ابوالحسن محمد غوث رضوی صاحب نیز مدرسہ کے ناظم اعلیٰ پیر طریقت صاحبزادہ محمد نعیم احمد رضا صاحب اور حضرت صاحب کے جملہ شاگرد وخلفاء کے علم وعمل، جاہ جمال میں ہر آن ہر گھڑی اضافہ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

(مولانا) محمد کاشف اقبال مدنی
شاہ کوٹ

منقبت بحضور مُرشد کامل ابو محمد محمد عبدالرشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تمنا ہے کہ محشر میں ترے سائے میں ہم آئیں
یقیناً اپنی قسمت پر بڑا پھر ہم بھی اترائیں

عطائیں دیکھ کر تیری، خطائیں جھوم اُٹھتی ہیں
ترے دامن کی وسعت میں مرے سب جُرم کھوجائیں

حشر کی چلچلاتی دھوپ میں مُرشد ترا پرچم
وہاں بھی چوٹ پہ ڈنکے کی نعتِ مصطفےٰ گائیں

وہ زندہ ہیں، وہ زندہ ہیں، خُدا کی قسم زندہ ہیں
مگر یہ راز کی باتیں فقط کچھ رازداں پائیں

وہ کہتے تھے کہ علمِ دین سیکھو آخری دم تک
خیالوں میں مرے آکر بہت وہ اب بھی سمجھائیں

نبی کی عظمتوں پہ جان دینا تُونے سکھلایا
کہاں عبدالرشید اب آپ جیسا دوسرا پائیں

حیات و موت کے چکر میں دِل اُلجھا سا رہتا ہے
مرے آقا مرے اُلجھے تصور کو بھی سُلجھائیں

جُدائی ڈس رہی ہے ناگ بن کر تیرے شیدا کو
مرے مولا کسی شب میرے خوابوں کو بھی مہکائیں

عقیدت کے، محبت کے سبق کچھ آپ نے بانٹے
میری تنویرؔ ہے یہ آرزو کہ سب وہ اپنائیں

از: ڈاکٹر تنویر احمد سگِ آستانہ سمندری شریف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِO
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَO وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
سَیِّدِ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔

باب نمبر 1

علم دین کی فضیلت

آیات مبارکہ

(1) کُوۡنُوۡا رَبّٰنِیّٖنَ بِمَا کُنۡتُمۡ تُعَلِّمُوۡنَ الۡکِتٰبَ وَبِمَا کُنۡتُمۡ تَدۡرُسُوۡنَO
(پ:۳، ع:۱۶، آیت:۷۹)

اللہ والے ہو جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس سے کہ تم درس کرتے ہو۔ (کنز الایمان)

تفاسیر میں ہے کہ رَبّٰنِیّٖنَ (اللہ والوں) سے مراد علماء، فقہاء اور مدرسین ہیں۔

(2) اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُاط (پ:۲۲، ع:۱۶، آیت:۲۸)

اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

(کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن از اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ)

پتہ چلا خوف خدا جیسی عظیم دولت اہل علم کو نصیب ہوتی ہے۔

(3) یَرۡفَعِ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ لا وَالَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ ط

(پ:۲۸، ع:۲، آیت:۱۱)

اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور اُن کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔

(کنزالایمان)

(4) وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ○ (پ:۱۶،ع:۱۵،آیت:۱۱۴)

اورعرض کرو اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔

مجالس الابرار میں ہے علم کے شرف،فضیلت اور اہمیت پر اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فرمان مُبارک (وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا) دلالت کرتا ہے۔

احادیث مُبارکہ

(1) طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ۔

(ابن ماجہ،ص:۲۰،مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی،مشکوٰۃ،ص:۳۴،شعب الایمان،ج:۲،ص:۲۵۲،مجمع الزوائد،ج:۱،ص:۱۲۰،الجامع الصغیر فی احادیث البشیر والنذیر علیہ الصلوٰۃ والسلام،ج:۱،ص:۵۴۲ از علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے،(بلکہ دُوسرے فرائض کی ادائیگی کا انحصار بھی علمِ دین پر ہے)۔

(2) اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ طَلَبُ الْعِلْمِ

(کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق علیہ الصلوٰۃ والسلام،از علامہ عبدالرؤف المناوی قدس سرہ،ج:۱،ص:۳۵)

تمام عبادتوں میں سے افضل عبادت علم دین حاصل کرنا ہے،(کیونکہ علم دین کے بغیر عبادت کماحقہٗ نہیں ہوسکتی)۔

(3) اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ یَّتَعَلَّمَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ عِلْماً ثُمَّ یُعَلِّمَہٗ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ

(تفسیر درمنثور، ج:۱،ص:۳۳۸، جامع صغیر،ص:۸۰ازعلامہ سیوطی قدس سرہ)

تمام صدقوں میں سے افضل صدقہ یہ ہے کہ مُسلمان شخص علمِ دین سیکھے پھر وُہ علم اپنے مُسلمان بھائی کو سکھائے۔

(4) مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ مَشٰی فِیْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ۔

(کنوز الحقائق، ج:۱،ص:۱۱۱)

جس نے علم دین طلب کیا (پڑھنا شروع کردیا) وُہ جنت کے باغات میں چل پڑا۔

(5) مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ تَکَفَّلَ اللّٰہُ لَہٗ بِرِزْقِہٖ

(کنوز الحقائق، ج:۱،ص:۱۱۱)

جو شخص علمِ دین حاصل کرے اللہ تعالیٰ (دو جہان میں) اس کے (ظاہری وباطنی) رزق کا ذمہ دار ہے۔

(6) طَالِبُ الْعِلْمِ تَبْسُطُ لَہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَجْنِحَتَھَا رِضاً بِمَا یَطْلُبُ

(الجامع الصغیر، ج:۱،ص:۳۲۴)

(سُنّی) طالب علمِ دین جو شے طلب کرتا ہے اس سے راضی ہوکر فرشتے اس طالب علم کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔

(7) طَالِبُ الْعِلْمِ بَیْنَ الْجُھَّالِ کَالْحَیِّ بَیْنَ الْاَ مْوَاتِ۔

(الجامع الصغیر، ج:۱،ص:۳۲۴)

علم دین حاصل کرنے والا جاہلوں کے درمیان ایسے ہوتا ہے جیسے زندہ مُردوں

کے درمیان ہوتا ہے۔

(8) مَنْ خَرَجَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ حَتّٰی یَرْجِعَ۔

(جامع ترمذی، ج:۲،ص:۹۵، جامع صغیر، ج:۲،ص:۴۶۹)

جو شخص علمِ دین سیکھنے کے لیے نکلے وہ واپس آنے تک اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہوتا ہے۔

(9) اِذَا جَآءَ الْمَوْتُ لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَهُوَ عَلٰی هٰذِهِ الْحَالَةِ مَاتَ وَهُوَ شَهِیْدٌ۔ (الجامع الصغیر، ج:۱،ص:۳۹، مجمع الزوائد، ج:۱،ص:۱۲۴)

جب طالب علم کو علم دین طلب کرنے کی حالت میں موت آئے تو وہ شہید ہوتا ہے۔

(10) مَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی عُتَقَآءِ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ فَلْیَنْظُرْ اِلَی الْمُتَعَلِّمِیْنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ ﷺ بِیَدِهٖ مَا مِنْ مُتَعَلِّمٍ یَخْتَلِفُ اَیْ یَذْهَبُ وَیَجِیْءُ اِلٰی بَابِ الْعَالِمِ اِلَّا یَکْتُبُ اللّٰهُ لَهٗ بِکُلِّ قَدَمٍ عِبَادَةَ سَنَةٍ وَیَبْنِیْ لَهٗ بِکُلِّ قَدَمٍ مَدِیْنَةً فِی الْجَنَّةِ وَیَمْشِیْ عَلَی الْاَرْضِ وَالْاَرْضُ تَسْتَغْفِرُ لَهٗ وَیُمْسِیْ مَغْفُوْرًا لَهٗ۔

(تفسیر روح البیان از علامہ اسمٰعیل حقی قدس سرہ، ج:۱،ص:۱۰۲)

جس شخص کا ارادہ ہو کہ ان لوگوں کو دیکھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیا ہے تو اسے چاہیے کہ علم دین سیکھنے والوں کو دیکھ لے، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں (حضرت) محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے جو کوئی طالب علم (سُنّی) عالم دین کے دروازے پر بار بار جاتا ہے یعنی جاتا اور آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے

لیے ہر قدم کے بدلے ایک سال کی عبادت لکھ دیتا ہے اور ہر قدم کے بدلے اس کے لیے جنّت میں ایک شہر بناتا ہے اور وُہ طالب علم زمین پر چلتا ہے تو زمین اس کی بخشش کی دُعا کرتی ہے اور وُہ اس حال میں شام کرتا ہے کہ بخشا ہُوا ہوتا ہے۔

(11) اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ الْوَالِدِ عِبَادَةٌ وَالنَّظْرُ اِلَی الْكَعْبَةِ الْمُكَرَّمَةِ عِبَادَةٌ وَالنَّظْرُ اِلَی الْمُصْحَفِ عِبَادَةٌ وَالنَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ مَنْ زَارَ عَالِماً فَكَأَنَّمَا زَارَنِیْ وَمَنْ صَافَحَ عَالِمًا فَكَأَنَّمَا صَافَحَنِیْ وَمَنْ جَالَسَ عَالِمًا فَكَأَنَّمَا جَالَسَنِیْ وَمَنْ جَالَسَنِیْ فِی الدُّنْیَا اَجْلَسَهُ اللّٰهُ مَعِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ (روح البیان، ج:۱،ص:۱۰۲)

والد کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے، کعبہ مکرمہ کو دیکھنا عبادت ہے قرآن پاک کو دیکھنا عبادت ہے اور (سُنّی) عالم دین کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے (فیضان سُنّت میں حدیث شریف اس طرح منقول ہے، اور عالم کے چہرے پر نگاہ کرنا تمام عبادتوں کی اصل ہے)، جس نے سُنّی عالم کی زیارت کی تو گویا اُس نے میری زیارت کی، جس نے (سُنّی) عالم سے مصافحہ کیا گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا، اور جو سُنّی عالم کے پاس بیٹھا تو گویا وہ میرے پاس بیٹھا اور جو دُنیا میں میرے پاس بیٹھا اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن میرے پاس بٹھائے گا۔

(12) مَنْ زَارَ بَیْتَ الْمُقَدَّسِ مُحْتَسِبًا اَعْطَاهُ اللّٰهُ ثَوَابَ اَلْفِ شَهِیْدٍ وَحَرَّمَ اللّٰهُ جَسَدَهٗ عَلَی النَّارِ وَمَنْ زَارَ عَالِماً فَكَأَنَّمَا زَارَ بَیْتَ الْمُقَدَّسِ (روح البیان: ج۱،ص۱۰۲)

جس نے ثواب کی نیت سے بیت المقدس کی زیارت کی اللہ تعالیٰ اسے ہزار شہیدوں کا درجہ عطا فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کا جسم دوزخ کی آگ پر حرام کردے گا، اور جس نے (سُنّی) عالم کی زیارت کی تو گویا اس نے بیت المقدس کی زیارت کی۔

(13) **جُلُوْسُ سَاعَةٍ عِنْدَ الْعَالِمِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ عِبَادَةِ اَلْفِ سَنَةٍ۔** (دُرة الناصحين، ص:۳۴)

(سُنّی) عالم کے پاس ایک گھڑی بیٹھنا اللہ تعالیٰ کو ہزار سال کی عبادت سے زیادہ محبوب ہے۔

(14) **اِذَا اجْتَمَعَ الْعَالِمُ وَالْعَابِدُ عَلَى الصِّرَاطِ قِيْلَ لِلْعَابِدِ اُدْخُلِ الْجَنَّةَ وَتَنَعَّمْ بِعِبَادَتِکَ وَقِيْلَ لِلْعَالِمِ قِفْ هُنَا فَاشْفَعْ لِمَنْ اَحْبَبْتَ فَاِنَّکَ لَا تَشْفَعُ لِاَحَدٍ اِلَّا شُفِّعْتَ فَقَامَ مَقَامَ الْاَنْبِيَآءِ (علیھم الصلوٰۃ والسلام)**

(الجامع الصغیر، ج:۱، ص:۲۷)

جب (سُنّی) عالم اور (سُنّی) عابد پُل صراط پر اکٹھے ہوں گے، عابد سے کہا جائے گا جنت میں داخل ہوجا اور جو عبادت تو کرتا تھا اس کے بدلے ناز ونعمت کی زندگی بسر کر اور عالم سے کہا جائے گا اس جگہ ٹھہر جا، جس سے تجھے محبت تھی اس کی شفاعت کر یقیناً تو جس کسی کی بھی سفارش کرے گا اس کے حق میں تیری سفارش قبول کی جائے گی، پھر وہ عالم دین نبیوں، رسُولوں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے مقام پر کھڑا ہوگا۔

(15) **مَنْ وَقَّرَ عَالِماً فَقَدْ وَقَّرَ رَبَّهٗ۔** (کنوز الحقائق، ج:۲، ص:۱۲۱)

جس نے (سُنّی) عالم کی عزت کی اُس نے اپنے رب تعالیٰ کی عزت کی۔

(16) اَلْعَالِمُ سُلْطَانُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ فَمَنْ وَّقَعَ فِیْہِ فَقَدْ ھَلَکَ۔

(کنزالعمال، ج:۱۰،ص:۱۳۴، الجامع الصغیر، ج:۱،ص:۳۴۹)

(سُنّی) عالم زمین میں اللہ تعالیٰ کی حُجت (دلیل) ہوتا ہے۔ تو جو اس کی توہین کرے یقیناً ہلاک ہوگا۔

(17) مَنِ ابْتَغَی الْعِلْمَ لِیُبَاھِیَ بِہِ الْعُلَمَآءَ اَوْیُمَارِیَ بِہِ السُّفَھَاءَ اَوْ تُقْبِلَ اَفْئِدَۃُ النَّاسِ اِلَیْہِ فَاِلَی النَّارِ

(الجامع الصغیر، ج:۲،ص:۵۰۵، جامع ترمذی، ج:۲،ص:۹۵)

جو شخص اس لیے علم طلب کرے کہ علماء سے مقابلہ اور فخر کرے یا اس علم کے ذریعے بے وقوفوں سے جھگڑے یا اس لیے کہ لوگوں کے دل اس کی طرف مائل ہوں تو ایسا شخص دوزخی ہے۔

(18) سَیَاْتِیْ زَمَانٌ عَلٰی اُمَّتِیْ یَفِرُّوْنَ مِنَ الْعُلَمَآءِ وَالْفُقَھَآءِ فَیَبْتَلِیَھُمُ اللّٰہُ بِثَلَاثِ بَلِیَاتٍ اُوْلٰھَا یُرْفَعُ الْبَرْکَۃُ مِنْ کَسْبِھِمْ وَالثَّانِیَۃُ یُسَلِّطُ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ سُلْطَاناً ظَالِماً وَالثَّالِثَۃُ یَخْرُجُوْنَ مِنَ الدُّنْیَا بِغَیْرِ اِیْمَانٍ

(درۃ الناصحین، ص:۲۴)

نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''عنقریب میری اُمت پر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ علماء وفقہاء سے بھاگیں گے (کہیں گے وہ پابندیاں لگاتے ہیں ان کے پاس نہ جاؤ) تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو تین بلاؤں میں گرفتار فرمادے گا، پہلی بلا یہ کہ ان کی کمائی سے برکت اُٹھا دی جائے گی، دُوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ ان پر ظالم حاکم مُسلّط

کردے گا، اور تیسری بلا یہ کہ دُنیا سے بے ایمان ہوکر مریں گے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

بعض حکماء کا قول ہے علم تین حرف ہیں، عین، لام اور میم۔ علّیین سے عین نکالی گئی ہے، لُطف سے لام، مُلک سے میم، تو عین صاحب علم کو علّیین تک پہنچا دیتا ہے اور لام اسے لطیف بنا دیتا ہے اور میم اسے مخلوق پر بادشاہ بنا دیتا ہے۔ (درۃ الناصحین، ص:۲۳)

بٹتا ہے دو جہاں میں تیرے ہی گھر سے باڑا
لینا ہے سب کا شیوہ دینا ہے کام تیرا

(قبالۂ بخشش از مولانا جمیل الرحمٰن رضوی)

باب نمبر 2
ڈاڑھی کی اہمیت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

(پ:۲۱، ع:۱۹، آیت:۲۱)

بے شک تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی بہتر ہے۔

(کنزالایمان)

احادیث مبارکہ

(1) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَحْسَنَ النَّاسِ قَوَاماً وَاَحْسَنَ النَّاسِ وَجْھاً وَاَطْیَبَ النَّاسِ رِیْحاً وَاَلْیَنَ النَّاسِ کَفًّا وَکَانَتْ لَہٗ جُمَّۃٌ اِلٰی شَحْمَۃِ اُذُنَیْہِ وَکَانَتْ لِحْیَتُہٗ قَدْ مَلَأَتْ مِنْ ھٰھُنَا اِلٰی ھٰھُنَا اَمَرَّ یَدَیْہِ عَلٰی عَارِضَیْہِ

(تہذیب ابن عساکر، ج:۱، ص:۳۲۱ لمعۃ الضحیٰ، ص:۱۹، فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰، ص:۱۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کی بناوٹ تمام جہان سے بہتر، چہرہ انور تمام عالم سے خوب تر، مہک سارے زمانہ سے خوشبوتر، ہتھیلیاں سب لوگوں سے نرم تر، بال کانوں کی لو تک، (پھر اپنے رخساروں پر اشارہ کر کے بتایا کہ) ریش مُبارک (ڈاڑھی) یہاں سے یہاں تک بھری ہوئی تھی۔

(6) لَاتَمْثِلُوْا بِاٰدمِیِّ وَلَابَهِيْمَةٍ

(اسی مفہوم کیلئے بیہقی ،ج:۹،ص:۱۹، جامع صغیر،ج:۲،ص:۱۸۹،ابوداؤد ، ج:۱،ص:۳۵۲،طبرانی،ج:۱۱،ص:۴۹،طحاوی،ج:۳،ص:۸۲،مسلم،ج:۱،ص:۸۲)

مثلہ نہ کرو نہ کسی آدمی کو نہ چوپائے کو(یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ نہ کاٹو)ہدایہ میں ہے:

حَلْقُ الشَّعْرِ فِیْ حَقِّهَا مُثْلَةٌ" كَحَلْقِ اللِّحْيَةِ فِیْ حَقِّ الرِّجَالِ

(کیمیائے سعادت ،ص:۱۴۰، احیاء العلوم، ج:۱،ص:۲۲۹، بحرالرائق، ج ۸، ص:۱۳۱،تبیین الحقائق ،ج:۲،ص:۱۳۰)

عورت کے سر کے بال مونڈنا اس کے حق میں مثلہ ہے جیسے مردوں کے حق میں ڈاڑھی مونڈنا مثلہ ہے۔

کم ازکم ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے اس سے چھوٹی کسی کے نزدیک حلال نہیں

حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی چاروں مذاہب میں ڈاڑھی ایک مشت رکھنا لازمی ہے۔درمختار، فتح القدیر، بحرالرائق وغیرہا معتبر کتب فقہ میں لکھا ہے:

وَاَمَّا الْاَخْذُ مِنْهَا وَهِیَ دُوْنَ الْقُبْضَةِ كَمَا يَفْعَلُهٗ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ اَحَدٌ"

(کیمیائے سعادت،ص:۱۴۰،مرقات، ج:۱،ص:۴۰، فتح القدیر ج:۲،ص:۷۷)

جب تک ڈاڑھی ایک مٹھی سے کم ہے اس میں سے کچھ لینا جس طرح کہ بعض مغربی اور مخنث آدمی کرتے ہیں اسے کسی نے حلال نہیں کیا، اور سب لے لینا (یعنی بالکل ہی منڈا دینا) آتش پرستوں، یہودیوں، ہندوؤں اور بعض فرنگیوں کا فعل ہے۔

سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔

(ابوداوٗد، ج:۲،ص:۲۰۳، مسند امام احمد، ج:۲،ص:۵۰، جامع صغیر، ج:۲، ص:۱۶۷، مشکوٰۃ ص:۳۷۵)

یعنی جو شخص کسی قوم کی شکل بنائے وہ انہیں میں سے ہے۔ (اُس کا حشر اُنہیں کے ساتھ ہوگا)۔

ایک مُٹھی سے زائد ڈاڑھی کاٹ سکتے ہیں

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَاخُذُ مِنْ لِحْيَتِهٖ مِنْ عَرْضِهَا وَطُوْلِهَا

(ترمذی ،ص:۳۹۸، شعب الایمان، ج:۵، ص:۲۲۱، فتح القدیر، ج:۲، ص:۶۷، ردالمحتار ج:۲،ص:۶۱۷، مرقات، ج:۲،ص:۲۹۸)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی ڈاڑھی مبارک چوڑائی اور لمبائی میں چھانٹ لیا کرتے تھے۔ (البنایہ شرح ہدایہ، ج:۳،ص:۳۴۶)

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِیْ کِتٰبِ الْاٰثَارِ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنِ الْهَیْثَمِ بْنِ اَبِی الْهَیْثَمِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰه تَعَالٰی عَنْهُمَا) اَنَّهٗ كَانَ يَقْبِضُ عَلٰی لِحْيَتِهٖ ثُمَّ يَقُصُّ مَا تَحْتَ الْقُبْضَةِ وَرَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ

(کتاب الآثار، ص:۱۹۸)

محمد بن حسن نے کتاب الآثار میں فرمایا کہ ہمیں امام ابوحنیفہ نے حضرت ہیثم بن ابی ہیثم سے خبر دی، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ بے شک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پھر جو

ڈاڑھی مٹھی سے نیچے ہوتی اسے کاٹ دیتے۔اور اسے ابوداؤ داور نسائی نے روایت کیا۔

(باختلاف الفاظ یہ روایت موجود ہے۔ بخاری ،ج:۲،ص:۸۷۵، ابوداوٗد ج:۱، ص:۳۲۱، کتاب الآثار لابی یوسف ،ص:۲۳۲، احیاء العلوم ج:۱،ص:۱۲۷، کتاب الآثار امام محمد،ص:۲۷، فتح القدیر، ج:۲،ص:۷۷، فتح الباری، ج:۱۰،ص:۲۸۸)

مسئلہ: ڈاڑھی منڈانے والا یا خشخشی رکھنے والا یا کترواکر حدِ شرع سے کم کرنے والا فاسق معلن ہے، ایسے شخص کی امامت، اذان اور اقامت مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

(شرح غنیۃ المستملی ،ص:۳۶۵، فتاویٰ امجدیہ، ج:۱،ص:۱۱۴، مراقی الفلاح، ص:۸۸،صرح فی اکثر کتب الفقہ)

ریش خوش معتدل مرہم ریشِ دل
ہالۂ ماہِ ندرت پہ لاکھوں سلام

عمامہ (پگڑی) کی فضیلت

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا (حدائق بخشش)

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(پ:۳،ع:۱۳،آیت:۳۱)

اے محبوب تم فرمادو (علیک الصلوٰۃ والسلام) لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ (کنز الایمان)

احادیث مبارکہ

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(1) **اِعْتَمُّوْ اتَزْدَادُوْا حِلْماً والْعَمَآئِمُ تِيْجَانُ الْعَرَب**

(ابن عدی بیہقی)

عمامہ باندھو تمہارا حلم (یعنی حوصلہ اور صبر) زیادہ ہوگا، اور عمامے عرب کے تاج ہیں۔

(شعب الایمان، ج:۵، ص:۱۷۶)

(2) **اَلْعَمَآئِمُ وَقَارُ الْمُؤْمِنِ وَعِزُّ الْعَرَبِ فَاِذَا وَضَعَتِ الْعَرَبُ عَمَآئِمَهَا وَضَعَتْ عِزَّهَا**

(دیلمی الفردوس، ج:۳، ص:۸۸)

عمامے مسلمان کا وقار اور عرب کی عزت ہیں تو جب عرب عمامے اتار دیں گے اپنی عزت اُتار دیں گے۔

(3) **فَرْقُ مَابَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ الْعَمَآئِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ**

(کنز العمال، ج:۸، ص:۱۸، ابوداؤد، ج:۲، ص:۲۰۸، ترمذی، مشکوٰۃ ص:۳۷۴)

ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپیوں پر عمامے ہیں۔

علامہ مناوی التیسیر شرح الجامع الصغیر میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

فَالْمُسْلِمُوْنَ يَلْبَسُوْنَ الْقَلَنْسُوَةَ وَفَوْقَهَا الْعِمَامَةَ اَمَّا لُبْسُ الْقَلَنْسُوَةِ وَحْدِهَا فَزِيُّ الْمُشْرِكِيْنَ فَالْعِمَامَةُ سُنَّةٌ"

مسلمان ٹوپیاں پہن کر اوپر سے عمامہ باندھتے ہیں، (عمامے سے نفرت کی بنا پر) تنہا ٹوپی پہننا کافروں کی وضع ہے، تو عمامہ سُنّت ہے۔ (تیسیر شرح جامع صغیر ج:۲، ص:۲۶۹)

صرف پگڑی باندھنا کہ نیچے ٹوپی نہ ہو یہ بھی اسلامی طریقہ نہیں ہے۔

(4) لَاتَزَالُ اُمَّتِي عَلَى الْفِطْرَةِ مَالَبِسُو الْعَمَآئِمَ عَلَى الْقَلَانِسِ

(دیلمی الفردوس، ج:۵،ص۹۳، کنز العمال، ج:۸،ص:۱۹)

میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے پہنیں۔

(5) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عمامہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

هٰكَذَا تِيْجَانُ الْمَلٰٓئِكَةِ (ابن شاذان کنز العمال، ج:۱۵،ص:۴۸۳)

فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔

(6) عَلَيْكُمْ بِالْعَمَآئِمِ فَاِنَّهَا سِيْمَآءُ الْمَلٰٓئِكَةِ وَارْخُوْا لَهَا خَلْفَ ظُهُوْرِكُمْ۔

(المعجم کبیر طبرانی ، ج:۱۲، ص:۳۸۳، کنز العمال، ج:۸، ص:۱۸، مشکوٰۃ، ص:۳۷۷، الخصائص الکبریٰ، ج:۲،ص:۲۰۹)

عمامے اختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شعار ہیں اور ان کے شملے پس پشت چھوڑو۔

(7) اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلٰى اَصْحَابِ الْعَمَآئِمِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (مجمع الزوائد، ج:۲،ص:۱۷۶، معجم کبیر، طبرانی)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھنے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔

(8) اَلصَّلٰوةُ فِى الْعِمَامَةِ تَعْدِلُ بِعَشْرِ اٰلَافِ حَسَنَةٍ

(دیلمی الفردوس، ج:۲،ص:۴۰۹)

عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکی کے برابر ہے۔

(9) رَكْعَتَانِ بِعِمَامَةٍ خَيْرٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ رَكْعَةً بِلَا عِمَامَةٍ۔

(مسند الفردوس، ج:۲،ص:۲۶۵)

عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔

(10) اَلْعِمَامَةُ عَلَى الْقَلَنْسُوَةِ فَصْلُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ يُعْطَى بِكُلِّ كُوْرَةٍ يُدَوِّرُهَا عَلٰى رَأْسِهٖ نُوْراً۔ (کنز العمال، ج:۱۵، ص:۳۰۵)

ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے ہر پیچ کہ مسلمان اپنے سر پر دیگا اس پر روز قیامت ایک نور عطا کیا جائے گا۔

(11) حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں، میں اپنے والدِ ماجد عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حضور حاضر ہوا، اور وہ عمامہ باندھ رہے تھے، جب باندھ چکے میری طرف التفات کر کے فرمایا اَتُحِبُّ الْعِمَامَةَ تم عمامہ کو دوست رکھتے ہو میں نے عرض کی، کیوں نہیں فرمایا: اَحِبَّهَا تُكْرَمْ وَلَا يَرَاكَ الشَّيْطَانُ اِلَّا وَلّٰى، اسے دوست رکھو عزت پاؤ گے اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لے گا،

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ صَلٰوةُ تَطَوُّعٍ اَوْ فَرِيْضَةٍ بِعِمَامَةٍ تَعْدِلُ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ صَلَاةً بِلَا عِمَامَةٍ وَجُمُعَةٌ بِعِمَامَةٍ تَعْدِلُ سَبْعِيْنَ جُمُعَةً بِلَا عِمَامَةٍ۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عمامہ کے ساتھ ایک نماز نفل خواہ فرض بے عمامہ کی پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بے عمامہ کے ستر جمعہ کے برابر ہے۔

اَیْ بُنَیَّ اعْتَمَّ فَاِنَّ الْمَلٰئِكَةَ يَشْهَدُوْنَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مُعْتَمِّيْنَ فَيُسَلِّمُوْنَ عَلٰى اَهْلِ الْعِمَائِمِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ۔

پھر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا، اے فرزند عمامہ باندھ کہ فرشتے جمعہ کے دن

عمامہ باندھے آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامہ باندھنے والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔

(اسی مفہوم کے لیے دیکھئے کنز العمال، ج:۸، ص:۱۸، لسان المیزان، ج:۳، ص:۲۴۴، ابن عساکر، ویلمی، ج:۳، ص:۷۷، فتاویٰ رضویہ، ص:۷۹، ج:۳)

عمامہ کے آداب

عمامہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت متواترہ ہے جس کا تواتر یقیناً سرحد ضروریات دین تک پہنچتا ہے ولہذا علماء کرام نے عمامہ تو عمامہ ارسال عذبہ یعنی شملہ چھوڑنا اس کی فرع اور سنت غیر مؤکدہ ہے اس کے ساتھ استہزا کو کفر ٹھہرایا۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:۳، ص:۷۶)

پشت پر ڈھلکا سرِ انور سے شملہ نور کا
دیکھیں موسیٰ طور سے اُترا صحیفہ نور کا

عمامہ شریف کھڑے ہوکر باندھا جائے، پیچ سیدھی جانب ہوں، سات ہاتھ سے چھوٹا اور بارہ ہاتھ سے بڑا نہ ہو۔ (فتاویٰ رضویہ، فیضان سنت، ص:۳۷۷)

نماز میں ننگے سر کی ممانعت

حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں:

كَانَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّم يَأْمُرُ بِسَتْرِ الرَّأْسِ بِالْعِمَامَةِ اَوِ الْقَلَنْسُوَةِ وَيَنْهىٰ عَنْ كَشْفِ الرَّأْسِ فِى الصَّلٰوةِ

(کشف الغمہ، ج:۱، ص:۸۵)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز میں عمامہ یا ٹوپی سے سر ڈھانپنے کا حکم فرمایا کرتے تھے اور نماز میں ننگا سر کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

رومال کے ساتھ نماز کا حکم

(ٹوپی کے اوپر) رومال اگر بڑا ہو کہ اتنے پیچ آسکیں جو سر کو چھپالیں (کم از کم تین) تو وہ عمامہ ہو گیا اور چھوٹا رومال جس سے صرف ایک دو پیچ آسکیں لپیٹنا مکروہ ہے، اور بغیر ٹوپی کے عمامہ بھی نہ چاہیے نہ کہ رومال، حدیث میں ہے:

فَرْقُ مَا بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْمُشْرِکِیْنَ الْعَمَآئِمُ عَلَی الْقَلَانِسِ

ہم میں اور مشرکوں میں ایک فرق یہ ہے کہ ہمارے عمامے ٹوپیوں پر ہوتے ہیں۔ **وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔** (فتاویٰ رضویہ، ج:۳،ص:۴۱۸)

نماز پڑھتے ہوئے چادر سر پر اوڑھنی چاہیے

ابونعیم نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلٰی قَوْمٍ لَا یَجْعَلُوْنَ عَمَآئِمَھُمْ تَحْتَ رِدَائِھِمْ یَعْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ (الفردوس، ج:۵،ص:۱۴۶)

اللہ تعالیٰ اس قوم کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا جو نماز میں اپنے عمامے اپنی چادروں کے نیچے نہیں کرتے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج:۳،ص:۴۱۸)

سر کے بالوں کے متعلق مسئلہ

بالوں کی نسبت شرع مطہر میں صرف دو طریقے آئے ہیں ایک یہ کہ سارے سر پر رکھیں اور مانگ نکالیں یہ خاص سُنّت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ دوسرے یہ سارا سر منڈائیں یہ حضرت سیدنا مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی عادت

تھی۔ان کے علاوہ جتنے طریقے ہیں سب خلاف سنّت ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰، بحوالہ ردالمختار)

درمیان سر سے مانگ نکالنا سُنّت ہے اور گیسو آدھے کان کے برابر، پُورے کان کے برابر اور شانوں تک رکھنا سنّت ہے اور شانوں سے نیچے بال کرنا عورتوں سے خاص اور مرد کو حرام ہے۔ (احکام شریعت)

گوش تک سُنتے تھے فریاد اب آئے تادوش
کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو

محبوب تر سفید لباس

حضور سیّدِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اُلْبَسُوا الثِّیَابَ الْبِیْضَ فَاِنَّھَا اَطْھَرُ وَاَطْیَبُ وَکَفِّنُوْا فِیْھَا مَوْتَاکُمْ

سفید کپڑے پہنو کہ وُہ زیادہ پاکیزہ اور خُوب ہیں اور اپنے اموات کو سفید کفن دو۔

مسئلہ اعتجار یعنی پگڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے نماز کے علاوہ بھی اس طرح عمامہ باندھنا مکروہ ہے۔

(مراقی الفلاح ص:۱۹۲، ردالمختار، ج:۱،ص:۴۸۲، بہار شریعت، ج:۳،ص:۸۵)

اب دو حوالہ جات کتب شیعہ سے حاضر ہیں:

(۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عمامہ باندھتے تھے۔ (فروع کافی، ج:۲،ص:۳۹)

(۲) غزوہ بدر میں فرشتے سفید عمامے باندھے ہوئے تھے۔

(فروع کافی، ج:۲،ص:۳۹)

باب نمبر 3

حضور سیّدِ عالم ﷺ نُور ہیں

ہمارے پیارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اصل اور تخلیق کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے نُور ہیں جنہیں ان کے خالق ومعبود عزّ وعلا نے سب مخلوق سے پہلے اپنے نُور سے پیدا فرمایا، اور انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے لباس بشریت میں تمام نبیوں، رسولوں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے بعد اس دُنیا میں آپ کا ظہور فرمایا، اس لحاظ سے آپ نُوری بشر، بے مثل بشر، اور سید البشر ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا
نُور اول کا جلوہ ہمارا نبی ﷺ

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(1) قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝

(پ:٦، ع:٧، آیت:١٥)

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نُور آیا اور روشن کتاب، **قَدْ جَآءَ** بے شک تشریف لایا، کلمہ قَدْ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کو مؤکد کیا تاکہ شک نہ رہے، تشریف لانا بتاتا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پہلے تھے پھر تشریف لائے، **كُمْ** ضمیر مخاطب یعنی تمہارے ہر ایک کے پاس تشریف لایا، **نُوْرٌ** مصدر ہے، مصدر کا معنیٰ جائے صدور یعنی نکلنے کی جگہ۔ **نُوْرٌ** پر تنوین ہے اور **اَلتَّنْوِيْنُ**

لِلتَّعْظِیْمِ تنوین تعظیم کے لیے بھی آتی ہے، یعنی آپ تمام نوروں کا منبع اور ساری خدائی کے سلطان ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

وضع واضع میں تیری صورت ہے معنی نور کا
یوں مجازاً چاہیں جس کو کہہ دیں کلمہ نور کا

تفاسیر کے مطابق اس آیت میں **نُوْر** "سے مُراد ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور **کِتَاب" مُّبِیْن**" (روشن کتاب) سے مُراد قرآن مجید ہے۔

(بیضاوی، ص:۱۱۱)

تفسیر جلالین ص:۹۷ میں ہے، **نُوْر" هُوَ النَّبِیُّ**، نُور وہ نبی پاک ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ تفسیر ابن عباس ص:۷۲ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) میں ہے:

نُوْر" رَسُوْل" یَعْنِیْ مُحَمَّدًا

نُور رسول پاک یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

تفسیر صاوی ج۱، ص ۲۷۵ میں ہے:

سُمِّیَ نُوْراً ------ لِاَنَّہٗ اَصْلُ کُلِّ نُوْرٍ حِسِّیٍّ وَّمَعْنَوِیٍّ۔

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام مبارک نور رکھا گیا کیونکہ آپ ہر حسی اور معنوی نُور کی اصل ہیں۔

یہ جو مہر وماہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

وہابیہ کی طرف سے اعتراض ہوتا ہے کہ **نُوْر**" اور **کِتَاب" مُّبِیْن**" سے مراد ایک چیز ہے نُور اور کتاب کے درمیان عطف تفسیری ہے۔

الجواب

اگر یہاں عطف تفسیری مانا جائے تو تفسیر جلالین، تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر تفاسیر معتبرہ کا انکار لازم آئے گا۔ جب صحابی رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نور" سے مراد محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) لے رہے ہیں (۱) تو تم اس نور سے مراد کتاب کیسے لے سکتے ہو، کیا صحابہ کرام (۲) (علیہم الرضوان) قرآن کو زیادہ سمجھتے تھے جنہوں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرآن سیکھا یا تم نجدی وہابی زیادہ سمجھتے ہو؟ یہاں نور اور کتاب کے درمیان واو ہے جو معطوف الیہ اور معطوف کی مغائرت چاہتی ہے لیکن اگر دونوں کو تم ایک ہی کہتے ہو تو یوں کہا کرو زمین و آسمان، مرد وعورت، حق و باطل، کفر و اسلام ایک ہی ہیں۔ اگر ان مقامات پر واؤ یعنی عطف کی وجہ سے ایک نہیں بلکہ دو چیزیں مراد لیتے ہو تو نور و کتاب سے مراد دو چیزیں کیوں نہیں لیتے، اور حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور ہونے کا انکار کیوں کرتے ہو؟

نورِ الٰہ کیا ہے محبت حبیب ﷺ کی

جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک وخر کی ہے

(2) وَدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا○ (پ:۲۲، ع:۳، آیت:۴۶)

اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے حکم سے بُلانے والا اور چمکا دینے والا آفتاب۔ اس

---

(۱) صحابی کے علاوہ وہابی مولویوں نے بھی یہی لکھا ہے۔ ملاحظہ کریں (فتح القدیر، ج:۲، ص:۲۳، فتح البیان، ج:۲، ص:۲۶۸، تفسیر ثنائی، ج:۲، ص:۹، اشرف المواعظ، ص:۱۴۸، امداد السلوک، ص:۸۵)

(۲) وہابی مولویوں نے لکھا ہے کہ صحابی کا قول وفعل ہمارے لیے حجت نہیں ملاحظہ کریں (عرف الجادی، ص:۸۰، فتاویٰ نذیریہ، ج:۱، ص:۳۴۰، سیرت ثنائی، ص: تاج المکلل، ص:۲۸۶)

آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سراج منیر فرمایا یعنی ساری خدائی کو روشن ومنور کرنے اور چمکانے والے۔

مخالفین بھی مانتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم انور کی برکت سے مکہ مکرمہ میں ایک عام پہاڑ جبل نور بنا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری سے یثرب ''مدینہ منورہ'' بنا، محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دو شہزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں آنے کی وجہ سے ان کا لقب ذوالنورین (دونوروں والا) ہوا۔

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

یہ سب کچھ ماننے کے باوجود نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور ہونے کے منکر ہیں، یہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عداوت ہے:

ظالمو محبوب ﷺ کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجیے

(3) يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ ۖ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ ○ (پ:۲۸، ع:۹، آیت:۸)

(کافر) چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھادیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے برا مانیں کافر۔

(کنز الایمان)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نور اللہ (اللہ کا نور) فرمایا، اس آیت سے یہ بھی پتہ چلا کہ اس نور کے دشمن، اسے بجھانے کا ارادہ

کرنے والے، اس نور کے منکر، کافر ہیں:

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

رہے گا یونہی اُن کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

احادیث مبارکہ

(1) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دربار رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے خبر دیجئے کہ تمام اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس شے کو پیدا فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یَاجَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَآءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ (ابن ہمام، انوار محمدیہ، ص:۹)

اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نُور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

(یہ حدیث امام بخاری کے استاذ محدث عبد الرزاق نے اپنی تصنیف میں روایت کی اور یہ اس میں باسند موجود ہے اور سند صحیح ہے۔)

اس حدیث پاک کو مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی وہابی نے اپنی کتاب ''نشر الطیب صفحہ نمبر ۶ پر نقل کیا ہے۔

(2) • شیخ محقق حضرت علامہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

درحدیث صحیح واردشدہ کہ **اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ.**

(مدارج النبوۃ، ج:۲،ص:۲)

یعنی صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضور پُر نُور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نُور پیدا فرمایا۔

(3) **کُنْتُ نُوْراً بَیْنَ یَدَیْ رَبِّیْ قَبْلَ خَلْقِ اٰدَم بِاَرْبَعَةَ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ.** (انوار محمدیہ من مواھب اللدنیہ،ص:۹)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے رب کے حضور میں ایک نُور تھا۔

(4) امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا، اے جبریل آپ کی عمر کتنے سال ہے؟ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) اس کے سوا میں نہیں جانتا کہ ایک ستارہ ستر ہزار سال بعد طلوع ہوتا تھا میں نے اسے بہتر ہزار (۷۲۰۰۰) مرتبہ طلوع ہوتے دیکھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یَاجِبْرِیْلُ وَعِزَّةِ رَبِّیْ جَلَّ جَلَالُهٗ اَنَا ذٰلِکَ الْکَوْکَبُ

اے جبریل مجھے اپنے رب جل جلالہٗ کی عزت کی قسم وہ ستارہ (نُور) میں ہوں۔

(جواہر البحار،ص:۲۴۸،تفسیر روح البیان، ج:۳،ص:۹۷۴)

(5) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) آپ کو نبوت کب عطا ہوئی، فرمایا:

كُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ

میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام رُوح اور جسم کے درمیان تھے۔ (ترمذی، ص:۲۰۲، مشکوٰۃ، ص:۵۱۳)

ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل
اس گُل کی یاد میں یہ صدا ابو البشر کی ہے

وہابی دیوبندی میلادنہیں مناتے

اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت بیان کی تو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے ہزاروں سال پہلے آپ کی تخلیق اور نبوت ثابت ہوگی۔ انسانوں کا سلسلہ تو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع ہوا، اُس وقت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محض نُور ماننا پڑے گا اور اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نُور مان لیا پھر تو وہابی عقیدہ کی جڑ اکھڑ جائے گی۔ وہابی اس لیے میلاد مناتے ہی نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نُور نہ ماننا پڑے۔

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا

(6) **اَخْرَجَ الْحَكِيْمُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ ذَكْوَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يُرٰى لَهٗ ظِلٌّ فِيْ شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ**

(الخصائص الکبریٰ، ج:۱،ص:۶۸)

حکیم ترمذی نے حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ سورج کی روشنی میں نظر آتا تھا اور نہ چاند کی روشنی میں۔

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

مصطفٰی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نُورانیت کے منکروں کا اعتراض

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کھانا، پینا، چلنا، پھرنا، سونا، جاگنا، نکاح کرنا اور بعض عوارض سے متاثر ہونا یہ نور ہونے کے منافی ہے۔ لہذا آپ نور نہیں ہیں۔ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)۔

الجواب

جیسا کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہوا کہ حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حقیقتاً اور اصلاً نُور ہیں، انسانوں کی رہنمائی اور لوگوں کے سامنے قابلِ اتباع نمونہ پیش کرنے کے لیے آپ کے نُور کی صُورتِ بشری میں جلوہ گری ہوئی۔ نُور جب لباس بشریت میں جلوہ گر ہوتا ہے تو بشری عوارض سے متاثر ہونے کے باوجود نُور ہی ہوتا ہے اور اس کی حقیقت اور اصلیت کی نفی نہیں ہوتی جیسا کہ قرآن وحدیث میں ایسے کئی واقعات ملتے ہیں۔ چنانچہ حدیث پاک میں مروی ہے:

جَآءَ مَلَکُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ---- فَلَطَمَ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ عَیْنَ مَلَکِ الْمَوْتِ فَفَقَأَ ھَا

(بخاری، ج:۱، ص:۱۷۸، مسلم، ج:۲، ص:۲۶۷، نسائی، ج:۱، ص:۲۲۷، مشکوٰۃ، ص:۵۰۷)

ملک الموت حضرت موسیٰ (علیہما الصلوٰۃ والسلام) کے پاس حاضر ہوئے تو حضرت موسیٰ نے ملک الموت علیہما الصلوٰۃ والسلام کی آنکھ پر طمانچہ مارا تو آنکھ نکال دی۔

جبریل امین نُور ہیں (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مگر سیدہ مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بیٹا عطا کرنے کے لیے لباس بشری میں تشریف لائے تو اس کے باوجود نور ہی رہے۔

قرآن پاک میں ہے:

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا O (پ:۱۶، ع:۵، آیت:۱۷)

پس وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے رُوپ میں ظاہر ہوا۔

پتہ چلا بشر انسان کے بشرہ اور ظاہری شکل کو کہتے ہیں۔

نیز حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں کئی بار انسانی شکل وصورت میں حاضر ہوئے۔ تب بھی ان کی حقیقت یعنی نور ہونے میں کوئی فرق نہ آیا، تو حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور، جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے پہلے اپنے نور مبارک سے پیدا فرمایا اگر لباس بشری میں دُنیا میں جلوہ گر ہو تو اس کی نورانیت میں کیسے فرق آ سکتا ہے!

ک گیسو ہ دہن ی ابرو آنکھیں ع ص

کٓھٰیٰعٓصٓ ان کا ہے چہرہ نور کا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

(مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں کتاب مستطاب ''نورانیت وحاکمیت'' از مناظر اسلام مولنا محمد کاشف اقبال مدنی قادری رضوی)

باب نمبر 4

حضور نور مجسم ﷺ کی بے مثل بشریت

ترا مسند ناز ہے عرش بریں ترا محرم راز ہے رُوح امیں

تُو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

اعتراض

قرآن فرماتا ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ (یعنی اے محبوب فرمادو کہ میں تم جیسا بشر ہوں)

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ بھی ہماری طرح بشر ہیں---------- (وہابیوں، دیو بندیوں کا اعتراض)

الجواب

(از فیضان قطب عالم حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد قدس سرہٗ) اس آیت پاک کے چند پہلوؤں پر غور کرنا لازم ہے۔ایک یہ کہ فرمایا گیا ہے قُلْ،اے پیارے حبیب (علیک الصّلوٰۃ والسّلام) آپ فرمادیجئے،تو یہ کلمہ فرمانے کی صرف حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو اجازت ہے کہ آپ بطور انکسار و تواضع فرمادیں۔

یہ نہیں فرمایا گیا کہ **قُوْلُوْٓا اِنَّمَا ھُوَ بَشَرٌ مِّثْلُنَا**۔(یعنی اے لوگو تم کہا کرو کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ہمارے جیسے بشر ہیں)۔

بلکہ **قُلْ** میں اس جانب اشارہ ہے کہ **بشر** وغیرہ کلمات تم کہہ دو، نہ ہم کہیں گے ہماری طرح اور نہ ہی کسی دُوسرے کو کہنے کی اجازت دیں گے۔ ہم تو جب بھی آپ کا تذکرہ کریں گے تو فرمائیں گے:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک عالیشان نُور آیا۔

شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا O وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًاO

حاضر و ناظر اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بُلانے والا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

ہم تو فرمائیں گے **یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ** (اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) (اے بھیجے ہوئے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) **یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ O** (اے چادر اوڑھنے والے)۔ **یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ O** (اے بالا پوش اوڑھنے والے) **وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ O** (اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا) ہم تو ہمیشہ آپ کی شان بڑھائیں گے۔ **وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی O** (اور بے شک پچھلی تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے)۔ **وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی O** (اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے)۔

خیال رہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آپ کو ظالم، ضال، خطاوار

وغیرہ فرمایا ہے، اگر ہم یہ الفاظ ان کی شان میں بولیں تو کافر ہو جائیں۔

اس آیت کی تفسیر میں اہل شریعت

فرماتے ہیں کہ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُم محض تواضعاً فرمایا گیا ہے جیسے ایک اُستاد (بلاتشبیہ) اپنے شاگرد کو سند فراغت و دستار فضیلت مرحمت فرما کو حکم فرمائے کہ دیکھو اپنے عالم و فاضل ہونے کا دعویٰ نہ کرنا۔ اب وہ شاگرد وعظ کرنے کھڑا ہو، اور کہے میں کوئی عالم و فاضل تو نہیں محض ایک طالب علم ہوں، تو کیا ایسا تواضعاً کہنے سے وہ فہرست علماء سے خارج کر دیا جائے گا؟ ہرگز نہیں۔

اہل طریقت

فرماتے ہیں کہ مِثْلُکُمْ کی ضمیر تمام جہان والوں کی طرف ہے جو ہو چکے اور جو ہونے والے ہیں۔ تو مِثْلُکُمْ میں یہ اشارہ فرمایا کہ تم سب کی بشریت ایک طرف اور مجھ اکیلے کی بشریت ایک طرف اور یہ بھی محض تواضعاً ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور انور ﷺ کو ایک اُمتی کے برابر تولا گیا تو آپ بھاری نکلے، پھر فرشتے نے دس مردوں کے برابر تولا تو بھی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان سب پر بھاری نکلے، اسی طرح سو اور ہزار کے مقابلے میں حضور ﷺ کا وزن زیادہ ہوا، دوسرے فرشتے نے وزن کرنے والے فرشتے سے کہا چھوڑیئے، اگر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ساری اُمت سے وزن کیا جائے تب بھی آپ سب پر بھاری ہوں گے اور آپ کا پلہ بھاری ہی رہے گا۔

(سنن دارمی، ج:۱، ص:۱۷، مشکوٰۃ شریف، ص:۵۱۵، مجمع الزوائد، ج:۸، ص:۲۵۸)

اہل معرفت

اہل معرفت اس سے بھی دوقدم آگے بڑھ کرفرماتے ہیں، بشریت کا معنیٰ ظاہری جسم ہے۔ یعنی میرا ظاہری جسم اطہر تمہاری رُوحانیت کی طرح ہے۔

اہل حقیقت

اہل حقیقت تو پھراہل حقیقت ہیں فرماتے ہیں، **قُلْ اِنَّمَآ اَنَا** بس جملہ ختم ہوگیا، (ارے میں ہی ہوں) میرے سوا کیا ہے؟ میری ہی خوبی ساری کائنات میں۔ **اِنَّمَآ اَنَا**، بات **اَنَا** پر ختم ہوجاتی ہے۔ **بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ** علیحدہ جملہ ہے۔

جُز مُحمّد نیست در ارض وسما

(حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا زمین وآسمان میں کچھ بھی نہیں)

اہل نکات

اہل نکات نے تو دشمنانِ عظمت رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو منہ توڑ جواب دیئے ہیں، فرماتے ہیں، یہاں انما سے پہلے ہمزہ استفہام انکاری محذوف ہے **قُلْ اِنَّمَآ أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ**؟ یعنی فرمادیجئے کہ کیا میں تمہاری مثل بشرہوں؟ (ہرگزنہیں) جس طرح حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ستارے کو دیکھا تو قوم سے مناظرانہ انداز میں فرمایا، **هٰذَا رَبِّیْ**، کیا یہ میرا رب ہے؟ (ہرگزنہیں) یہاں بھی ہمزہ استفہام انکاری محذوف ہے جو کہ نکالنا ضروری ہے، اگر نہ نکالا جائے تو معنیٰ الٹ ہو جائے، اسی طرح یہاں بھی معنیٰ ہوگا، کہہ دو پیارے مصطفیٰ، اے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہ کیا میں تمہاری مثل بشرہوں، **یُوْحٰی اِلَیَّ**، ارے مجھ پر تو وحی نازل ہوتی ہے۔

دوسرا نکتہ

ہوسکتا تھا کہ اُمت محمدیہ اس آن بان والے محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کی عظمتیں، شانیں اور رفعتیں دیکھ کر نعوذ باللہ آپ کو خدا کہہ کر کافر ہوجائے لہٰذا ارشاد ہوا:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ

تم فرمادو میں بھی تمہاری مثل ایک بشر ہوں لیکن مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے، لہٰذا میں خدا نہیں بلکہ محبوب خدا ہوں۔

تیسرا نکتہ

اللہ تعالیٰ محب ہے اور حضور حبیبِ خاص (علیہ الصلوٰۃ والسلام) محبّ تو کبھی محبوب کی شان گھٹا نہیں سکتا، لہٰذا ارشاد ہوتا ہے، ارے پیارے حبیب (علیک الصلوٰۃ والسلام) میں تمہاری شان کیونکر گھٹا سکتا ہوں، میں تو محبّ ہوں، مگر تمہاری اُمت والے تمہاری آن بان تمہارے کمالات دیکھ کر تمہیں خدا کہہ کر مشرک نہ ہوجائیں تو تم اپنی زبان مبارک سے ہی ارشاد فرمادو، تمہارا یہ کہنا تمہارے اوصاف میں داخل ہے، کہ سرور عالم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہوکر کہے، **قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ** (اے لوگو میں تمہاری مثل ایک بشر ہوں)۔

اے پیارے حبیب (علیک الصلوٰۃ والسلام) اہل شریعت، اہل طریقت، اہل معرفت، اہل حقیقت اور اہل نکات تو ان امور کو سمجھ جائیں گے، تیرے عشاق، تیرے غلام تیری عظمت وشان دیکھ کر خوش ہوں گے ناز کریں گے اپنے محبوب آقا پر، مگر اس وقت کے ملاں نجدی وہابی دیوبندی اس رمز کو کیا سمجھیں۔ لہٰذا **بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ** کے ساتھ یُوحٰی

اِلَیَّ کی قید اور بڑھا دو کہ مجھ پر تو وحی آتی ہے تم پر بھی کبھی آئی؟

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا تری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالق حسن وادا کی قسم

حضور سید عالم ﷺ ایمان، عبادات، معاملات غرضیکہ کسی شے میں ہم جیسے نہیں ہیں

ایمان

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تمام غیوب کو دیکھنے کا مقام ومرتبہ پایا، یعنی جنت ودوزخ کو، فرشتوں کو اور یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کو اپنی مُبارک آنکھوں سے دیکھا۔

ہمارا ایمان سُنا ہوا ہے کہ ہم سُن کر غیب پر ایمان لائے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

کلمہ

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا کلمہ **اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ** (بیشک میں اللہ کا رسول ہوں) اگر ہم یہ کہیں تو کافر ہو جائیں۔

ارکان اسلام

ہمارے لیے ارکان اسلام پانچ ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے چار، یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر زکوٰۃ فرض نہیں (شامی) ہم پر پانچ نمازیں فرض

ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر چھ یعنی تہجد بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر فرض ہے:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ق

اور رات کے کچھ حصے میں تہجد ادا کرو یہ خاص تمہارے لیے زیادہ ہے۔

ازواج

ہم کو چار بیویوں کی اجازت ہے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے کوئی پابندی نہیں۔ ہماری بیویاں ہمارے مرنے کے بعد دوسرے سے نکاح کر سکتی ہیں مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہن سب مسلمانوں کی مائیں ہیں۔

وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ (اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں) اور کسی کے نکاح میں کبھی نہیں آسکتیں:

وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ط

اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

میراث

ہمارے بعد ہماری میراث بٹے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی میراث تقسیم نہ ہو۔ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ

ہماری (انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی) وراثت تقسیم نہیں ہوتی جو ہم چھوڑیں وہ (اُمت کے لیے) صدقہ ہے۔ (بخاری، ج:۲، ص:۶۰۹)

طہارت فضلات

ہمارا پاخانہ (پیشاب) ناپاک مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضلات شریفہ اُمت کے لیے پاک ہیں۔ (ردالمختار، ج:۱،ص:۲۳۴)

وَمِنْ ثَمَّ اخْتَارَ كَثِيرٌ مِنْ اَصْحَابِنَا طَهَارَةَ فُضْلَاتِهِ

(مرقاۃ، ج:۲،ص:۵۳)

اور اسی وجہ سے ہمارے بہت زیادہ اصحاب نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات شریفہ کو پاک بیان فرمایا۔

اور مرقاۃ باب الستر میں ہے: **وَلِذَا حَجَمَهُ اَبُو طَيِّبٍ فَشَرِبَ دَمَهُ**

اور اسی لیے ابوطیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پچھنے لگائے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خون شریف پی لیا۔

یہ تو شرعی احکام میں فرق بتائے گئے ورنہ لاکھوں امور میں فرق عظیم ہے، ہمیں اس ذات کریم سے کبھی کسی صورت برابری نہیں ہوسکتی یوں سمجھو کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بے مثل خالق کے بے مثل بندے ہیں۔

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

لَسْتُ مِنَ الدُّنْيَا وَلَا الدُّنْيَا مِنِّي (صاوی شریف، ج:۱،ص:۱۲۷)

(میں دُنیا سے نہیں ہوں نہ دُنیا مجھ سے ہے) نیز فرمایا: **لَسْتُ مِثْلَكُمْ** اے دنیاوالو میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔

روزہ وصال کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا:

اَیُّکُمْ مِثْلِیْ تم میں کون میری مثل ہے؟ یعنی تم میں سے کوئی بھی میری مثل نہیں ہے۔

(صحیح بخاری، ج:۱،ص:۲۶۳)

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صَلَاۃُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلَاۃِ وَلٰکِنِّیْ لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ

(مسلم، ج:۱،ص:۲۵۳، سنن کبریٰ، ج:۷،ص:۶۲، نسائی، ج:۱،ص:۱۸۸، مشکوٰۃ ص:۱۱۱)

آدمی بیٹھ کر (نفل) نماز پڑھے تو کھڑے ہوکر پڑھنے کی نسبت آدھا ثواب ملتا ہے۔ لیکن اے جہان والو میں تم میں سے کسی کی مثل نہیں ہوں۔ (میں بیٹھ کر بھی پڑھوں تو مجھے پورا ہی ثواب ہوتا ہے)۔

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

دیکھنے والے بے مثل بتاتے ہیں

مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(تاریخ کبیر، ج:۶،ص:۱۳۰، الخصائص الکبریٰ، ج:۱،ص:۲۸۵، ترمذی شریف، ج:۲،ص:۲۰۰، شفاء شریف، ج:۱،ص:۳۹)

میں نے تو آپ سے پہلے اور نہ ہی آپ کے بعد کوئی آپ کی مثل دیکھا۔

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنے والے صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کو بے مثل فرماتے ہیں اور آج کے نجدی مُلاں جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا بھی نہیں، یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل کہتے ہیں۔ ان کا قول مردود، صحابہ کرام کا ارشاد مقبول! رضی اللہ تعالیٰ عنہم

چاند اور سورج سے زیادہ حسین

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِیْ لَیْلَۃٍ اِضْحِیَانٍ وَعَلَیْہِ حُلَّۃٌ حَمْرَآءُ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَیْہِ وَاِلَی الْقَمَرِ فَلَھُوَ کَانَ اَحْسَنَ فِیْ عَیْنِیْ مِنَ الْقَمَرِ

(شمائل ترمذی، ص:۲، مشکوٰۃ، ص:۵۱۸، الخصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۱۷۸، انوار محمدیہ، ص:۱۲۴، مواہب اللدنیہ، ج:۱، ص:۲۵۰)

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے ایک چاندنی رات میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سرخ (دھاری دار) لباس تھا۔ پس میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اور چاند کی طرف دیکھنے لگا تو بے شک میری نگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَارَأَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ

مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْھِہٖ

(سیرت حلبیہ، ج:۲،ص:۳۳۴، الخصائص الکبریٰ، ج:۱،ص:۱۸۰، ترمذی شریف، ج:۲، ص:۲۰۵، مشکوٰۃ، ص:۵۱۸، صحیح ابن حبان، ج:۹،ص:۴۷، عصید ا،ص:۱۰۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کوئی شئے نہیں دیکھی، گویا کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رخ انور میں سورج جاری ہے۔

خورشید تھا کس زور پہ کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

باب نمبر 5

کفار نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل بشر کہا

ترا قد تو نادر دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گُل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں

(1) مخلوق میں سب سے پہلے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو بشر شیطان نے کہا

جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ تم آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس لعین نے سجدہ نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان سے فرمایا کہ تُو نے سجدہ کیوں نہ کیا؟

قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ (پ:۱۴، ع:۳، آیت:۳۳)

بولا مجھے زیبا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں۔ (کنز الایمان)

ابلیس نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محض بشر کہا تو شیطان کہلایا تو جو سب نبیوں کے مقتدا (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کو اپنی مثل بشر کہے اس کا کیا حال ہوگا۔

(2) کافر قوم نے حضرت نُوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل بشر کہا

جب حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو راہ ہدایت بتائی

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا

تو اس قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی (اپنی مثل بشر) دیکھتے ہیں۔ (کنز الایمان)

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل بشر کہہ کر بہت سی امتیں اسلام سے محروم

رہیں۔قرآن پاک میں جابجا ان کے تذکرے ہیں۔اس اُمت میں بھی کچھ بدنصیب لوگ ایسے ہیں جو سرورِ انبیاء علیہم التحیۃ والثناء کو اپنی مثل بشر کہتے ہیں۔

(3) کُفارقوم عاد نے حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل بشر کہا

مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۙ (پ:۱۸،ع:۳،آیت:۳۳)

یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی (بشر) جو تم کھاتے ہو اسی میں سے کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو اُسی میں سے پیتا ہے۔ (کنزالایمان)

(4) حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کافر قوم ثمود نے انبیاء علیہم السلام کو اپنی مثل بشر کہا

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ۝ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝ (پ:۲۷،ع:۹،آیت:۲۴)

ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا تو بولے کیا ہم اپنے میں کے ایک آدمی (بشر) کی تابعداری کریں جب تو ہم ضرور گمراہ اور دیوانے ہیں۔ (کنزالایمان)

(5) عاد وثمود پر عذاب کی یہی وجہ تھی انہوں نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل بشر کہا

ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ (پ:۲۸،ع:۱۵،آیت:۶)

یہ اس لیے کہ ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں (معجزات) لائے تو بولے کیا آدمی (بشر) ہمیں راہ بتائیں گے تو کافر ہوئے اور پھر گئے، اور اللہ نے بے نیازی کو کام فرمایا اور اللہ بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا۔ (کنز الایمان)

(6) حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کافر قوم نے آپ کو اپنی مثل بشر کہا

وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (پ:۱۹، ع:۱۴، آیت:۱۸۶)

تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی (ہماری مثل بشر)

(7) فرعونیوں نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل بشر کہا

فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ۝

(پ:۱۸، ع:۳، آیت:۴۷)

تو (فرعونی) بولے کیا ہم ایمان لے آئیں اپنے جیسے دو آدمیوں پر (اپنی مثل دو بشروں پر) اور ان کی قوم ہماری بندگی کر رہی ہے۔ (کنز الایمان)

کافر کی عقل ماری جاتی ہے، انہوں نے اپنے جیسے بشر فرعون کو تو خدا مان لیا مگر موسیٰ اور ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کو باوجود معجزے دیکھنے کے نبی نہ مانا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہمسری کا دعویٰ ایمان سے روک دیتا ہے۔ دل میں پہلے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت آتی ہے پھر رب جل جلالہٗ کی ہیبت پیدا ہوتی ہے۔

کافراں دیدند احمد رابشر
آں نہ دانستند آں شق القمر

کافروں نے حضرت احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بشر جانا وہ یہ نہ سمجھے کہ آپ چاند کو ٹکڑے کرنے والے ہیں۔

(8) مشرکین مکہ نے حبیب خدا ﷺ کو اپنی مثل بشر کہا

هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (پ:۱۷،ع:۱،آیت:۳)

یہ کون ہیں ایک تمہیں جیسے آدمی (بشر) تو ہیں۔ (کنز الایمان)

معلوم ہوا کہ دعویٰ برابری کرنے کے لیے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہنا کفر ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کو چراغ کہنا، اور یہ آیت پڑھنا:

مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ط (پ:۱۸،عُ:۱۲،آیت:۳۵)

اس کے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔

(کنز الایمان)

نیز عام محاورہ میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہنا حرام اور طریقہ کُفار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ط

(پ:۱۸،ع:۱۵،آیت:۶۳)

رُسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

(کنز الایمان)

نبی کو بشر یا تو رب تعالیٰ نے فرمایا یا خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے، یا کفار نے۔ اب جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بشر کہے وہ نہ تو خدا ہے اور نہ ہی نبی، لہٰذا وہ کفار میں ہی داخل ہوا۔

باب نمبر 6

تعارف، امام اہلسنّت ،مجدّد دِین ومِلّت علیہ الرّحمۃ

گُل ہزاروں کھلے گلشنِ دہر میں
پھول اعلیٰ کھِلا شاہ احمد رضا

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا

(ابوداؤد، ج:۲،ص:۲۳۳، مشکوٰۃ ص:۳۶، روح البیان، ج:۴)

یعنی بے شک ہر صدی کے آخر پر اللہ تعالیٰ اس اُمت کے لیے ایک مجدّد بھیجے گا جو امت کے لیے اس کا دین تازہ کردے۔

مجدّد کی نشانی

امام جلال الدین سیوطی قدس سرّہٗ اپنی مرقاۃ السعود شرح ابوداؤد میں اس مقام پر مجدّد کی سب سے بڑی علامت یہ بتاتے ہیں کہ گزشتہ صدی کے آخر میں اس کی شہرت ہوچکی ہو اور موجودہ صدی میں بھی وہ مرکز علوم سمجھا جاتا ہو، یعنی علماء کے درمیان اس کے احیاءِ سُنّت اور ازالۂ بدعت اور دیگر دینی خدمات کا چرچا ہو۔ اس لحاظ سے علماءِ عرب وعجم کے فیصلے کے مطابق چودہویں صدی ہجری کے مجدّد برحق امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

نام مبارک

آپ کا نام محمد ہے، تاریخی نام المختار۔ آپ کے دادا نے احمد رضا کہہ کر پکارا اور اسی نام سے مشہور ہوئے۔ بعد میں اعلیٰ حضرت نے اس نام کے ساتھ عبدالمصطفیٰ کا اضافہ فرمالیا۔

مقام ولادت

ہندوستان کے شہر بریلی محلّہ جسولی میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

تاریخ پیدائش

۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بروز ہفتہ وقت ظہر۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اپنا سال پیدائش اس آیت سے نکالا:

"اُولٰئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِہِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ"

(۱۲۷۲ ہجری) یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی رُوح سے ان کی مدد فرمائی۔

والد محترم

آپ کے والد محترم کا نام مولانا نقی علی خاں ہے جو کہ بلند پایہ عالم اور ولی کامل تھے۔

دادا جان

آپ کے دادا جان مولانا رضا علی خاں بہت بڑے عالم، زاہد، متقی اور صوفی بزرگ تھے۔

خاندان

امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ پٹھان کے بڑاچ قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا

اصل وطن قندھار تھا۔آپ کے بزرگوں میں سب سے پہلے شجاعت جنگ بہادر سعید اللہ خان، نادر شاہ کے ہمراہ قندھار سے ہندوستان آئے اور شش ہزاری منصب پر فائز ہوئے۔ لاہور کا شیش محل انہی کی جاگیر تھا۔

خداداد علمیت

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے چار سال کی عمر میں ناظرہ قرآن پاک ختم کرلیا اور چھ سال کی ننھی عمر میں ۱۲ ربیع الاول ۱۲۷۸ھ میں ایک بڑے مجمع سے میلاد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موضوع پر تقریباً دو گھنٹے خطاب فرمایا۔

آپ نے صرف تیرہ سال دس مہینے چار دن کی چھوٹی سی عمر میں ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو تمام مروجہ علوم کی تکمیل کر کے سند حاصل کرلی۔آپ نے اکثر علوم اپنے والد محترم سے سیکھے۔جس دن آپ نے مروجہ علوم سے فراغت حاصل کی اسی روز آپ پر نماز فرض ہوئی اور اسی دن پہلا فتویٰ تحریر فرمایا، فتویٰ صحیح پا کر والد محترم نے مسند افتاء آپ کے سپرد کردی۔آپ کو پچاس سے زائد علوم پر عبور حاصل تھا جن میں قرآن وحدیث وفقہ کے علاوہ سائنسی علوم بھی شامل ہیں۔آپ نے تقریباً ایک ہزار تصانیف تحریر فرمائیں۔

۱۲۹۵ھ میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ زیارت حرمین سے مشرف ہوئے بیت اللہ شریف کے پاس امام شافعیہ حسین بن صالح قدس سرہ بغیر کسی سابقہ تعارف کے ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اپنے گھر لے گئے، دیر تک ان کی پیشانی تھامے رہے اور فرمایا:

اِنِّیْ لَاَجِدُ نُوْرَ اللّٰہِ مِنْ ھٰذَا الْجَبِیْنِ

بے شک میں اس پیشانی سے اللہ تعالیٰ کا نور پاتا ہوں۔

اس کے بعد صحاح ستہ کی سند اور قادریہ سلسلہ کی اجازت اپنے دستخط خاص سے

مرحمت فرمائی اور فرمایا تمہارا نام ضیاالدین احمد ہے۔ سند مذکورہ میں امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک صرف گیارہ واسطے ہیں۔

۱۳۲۳ھ کو مکہ معظمہ میں عدم فرصت اور شدید بخار کے باوجود صرف آٹھ گھنٹے میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم مبارک کے متعلق سوالات کے جوابات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب **اَلدَّولة المكيه بِالْمَادَةِ الْغَيبِيَه** ۱۳۲۳ھ عربی زبان میں تحریر فرمائی۔

حفظ قرآن

حافظے کا یہ عالم تھا کہ صرف ایک ماہ میں قرآن پاک حفظ کرلیا اور وہ بھی اس شان سے کہ نماز مغرب سے عشاء تک یاد فرماتے۔

جاگتے ہوئے دیدار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

دوسرے حج کے دوران (۱۹۰۵ء/۱۳۲۳ھ) مدینہ شریف میں روضۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے وہ عاشق صادق اور فنافی الرسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) چشم سر سے حالت بیداری میں زیارت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئے۔

نعت گوئی

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ ایک بلند پایہ عالم باعمل ہونے کے ساتھ عظیم مرتبہ شاعر بھی تھے۔ ان کا کلام قرآن وحدیث کا ترجمان اور عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خزانہ ہے۔ خود فرماتے ہیں:

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی   یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

آپ کے نعتیہ مجموعے کا نام حدائق بخشش (۱۳۲۵ھ) ہے۔

ترجمہ قرآن

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ترجمہ قرآن کا نام ''کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن (۱۳۳۰ھ)'' ہے، اردو تراجم میں یہی ترجمہ سب سے اعلیٰ اور صحیح ہے۔

وصال باکمال

اعلیٰ حضرت نے اپنی وفات سے چار ماہ بائیس دن پہلے خود اپنے وصال کی خبر دے کر اس آیۂ قرآنی سے سال وفات نکالا:

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ (۱۳۴۰ھ)

اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہوگا۔

۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ مطابق نومبر ۱۹۲۱ء بروز جمعۃ المبارک ہندوستان کے وقت کے مطابق دو بج کر اڑتیس منٹ پر عین اذان کے وقت ادھر مؤذن نے **حَيَّ عَلَى الْفَلَاح** کہا ادھر روحِ پرفتوح نے داعی اجل کو لبیک کہا **اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ**۔

مزار مبارک

آپ کا مزارِ پُر انوار بریلی شریف محلہ سوداگراں میں دارالعلوم منظر اسلام کے شمالی جانب زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

بارگاہ رسالت میں مقبولیت

۲۵ صفر المظفر کو بیت المقدس میں ایک شامی بزرگ نے خواب میں اپنے آپ کو دربار رسالت میں پایا۔ تمام صحابہ کرام اور اولیاء عظام علیہم الرضوان دربار اقدس میں حاضر

تھے لیکن مجلس میں سکوت طاری تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی آنے والے کا انتظار ہے، شامی بزرگ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی حضور (علیک الصلوٰۃ والسلام) میرے ماں باپ آپ پر قربان کس کا انتظار ہے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہمیں احمد رضا کا انتظار ہے۔

شامی بزرگ نے عرض کیا، حضور (علیک الصلوٰۃ والسلام) احمد رضا کون ہیں، ارشاد ہوا ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں، بیداری کے بعد وہ شامی بزرگ مولانا احمد رضا قدس سرہ کی تلاش میں ہندوستان کی طرف چل پڑے اور جب وہ بریلی آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ اس عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسی روز (۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ) کو وصال ہو چکا ہے جس روز انہوں نے خواب میں سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا تھا کہ:

''ہمیں احمد رضا کا انتظار ہے''۔

یاالٰہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے

دولت بیدار عشق مصطفٰے (ﷺ) کا ساتھ ہو

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(مزید تفصیل کے لیے ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین بہاری کی کتاب ''حیات اعلیٰ حضرت'' کا مطالعہ فرمائیں۔ اور اگر اختصار سے مطالعہ کرنا ہو تو کتاب ''مجدد اسلام'' اور ''سیرت اعلیٰ حضرت''، ''سوانح امام احمد رضا'' وغیرہ کتب ملاحظہ فرمائیں۔)

اعلیٰ حضرت کے ترجمہ قرآن اور دیگر اُردو تراجم کا تقابلی جائزہ

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک بہت بڑا علمی کارنامہ قرآن پاک کا اُردو زبان میں بامحاورہ، سلیس اور الہامی ترجمہ بنام، ''کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن'' (۱۳۳۰ھ) ہے۔

جب کہ عام مترجمین نے کلمات قرآنی کی رُوح اور مستند تفاسیر سے ہٹ کر لفظ بلفظ تراجم کیے جس سے بعض مقامات پر کلام بے ربط اور بے معنی ہو کر رہ گیا ہے۔ نیز ایسے تراجم میں اکثر مقامات پر شان الوہیت اور عصمت انبیاء ومُرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کا بھی کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا۔

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ نے جملہ معتبرہ ومروجہ تفاسیر کے مطابق اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے لائق ترجمہ کر کے مسلمانوں کو گمراہی سے بچالیا---- لہٰذا کنزالایمان اپنے نام کی مناسبت سے واقعی ایمان کا خزانہ ہے۔ الحمد للہ رب العلمین

بسم اللہ شریف کا ترجمہ

۱: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِO

عام مترجمین نے اس کا ترجمہ کیا:

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

ترجمہ سے ہی ظاہر ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع نہیں کیا گیا بلکہ شروع، کرتا،

ہوں، میں، ساتھ، نام، چھ الفاظ پہلے آئے ہیں اور ساتویں جگہ اللہ تعالیٰ کا نام آیا ہے۔ چھ غلطیاں یہ ہوئی۔ قانون یہ ہے کہ عربی زبان سے اُردو میں ترجمہ کیا جائے تو مضاف الیہ پہلے، اور مضاف بعد میں آتا ہے۔ جیسے **بِقَلَمِ زَیْدٍ** (زید کے قلم سے) **بِاسْمِ زَیْدٍ** (زید کے نام سے) **فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ** (اللہ تعالیٰ کی کتاب میں) اسی طرح **بِسْمِ اللّٰہِ** (اللہ تعالیٰ کے نام سے)۔ ساتویں غلطی یہ کہ شروع کرتا ہوں، مردوں کے لیے ہے عورتوں کے لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔ آٹھویں غلطی یہ کہ نہایت رحم والا ہے۔ جملہ خبریہ بنایا، خبر میں سچ اور جھوٹ دونوں کا احتمال ہوتا ہے جیسے **زَیْدٌ قَائِمٌ** (زید کھڑا ہے)، اگر زید کھڑا ہے تو جملہ درست اور اگر بیٹھا ہے تو جملہ غلط ہوگا۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترجمہ کیا:

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

یہ ترجمہ لفظی، معنوی اور حقیقی ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع ہوا، مرد وعورت دونوں کے لیے درست ہے اور جملہ لفظاً خبریہ معناً انشائیہ بنایا یعنی بسم اللہ شریف پڑھنے والا اللہ تعالیٰ رحمٰن ورحیم کے نام سے برکت حاصل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا علم ازلی وابدی ہے

۲: **وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ جٰھَدُوْا مِنْکُمْ** (پ:۴، ع:۵، آیت ۱۴۲)

O حالانکہ ابھی خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو تو اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں۔

(فتح محمد جالندھری دیوبندی وہابی)

O حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا ہو۔

(اشرف علی تھانوی دیوبندی وہابی)

○ اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں۔

(محمود الحسن دیوبندی وہابی)

☆ اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا

(کنز الایمان از اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ)

۳: وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ○

(پ:۲۰، ع:۱۳، آیت:۱۱)

○ اور اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں کو معلوم کر کے رہے گا اور منافقوں کو بھی معلوم کر کے رہے گا۔ (اشرف علی تھانوی دیوبندی وہابی)

○ خدا ان کو ضرور معلوم کرے گا جو مومن ہیں اور منافقوں کو بھی معلوم کر کے رہے گا۔

(فتح محمد جالندھری دیوبندی)

وہابی ترجمہ سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نہ پہلے معلوم اور نہ فی الحال معلوم، آئندہ اللہ تعالیٰ مومنوں اور منافقوں کو معلوم کرے گا حالانکہ اللہ تعالیٰ کو ہر شے کا ہمیشہ علم ہے۔

اب شان الوہیت کا محافظ سُنی ترجمہ کنز الایمان ملاحظہ ہو:

☆ اور ضرور اللہ ظاہر کردے گا ایمان والوں کو اور ضرور ظاہر کردیگا منافقوں کو۔

(کنز الایمان از اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ)

صفت مکر (اُردو میں) اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں

۴: وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ○

(پ:۹: ع:۱۸، آیت:۳۰)

O وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔

(محمود الحسن دیوبندی، وحید الزمان غیر مقلد وہابی)

O اور وہ اپنی چال چل رہے ہیں اور اللہ اپنی چال چل رہا ہے۔ (مودودی وہابی)

O اور مکر کرتے تھے وہ اور مکر کرتا تھا اللہ۔ (ترجمہ مطبوعہ صحیفہ اہلحدیث کراچی)

☆ اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر۔ (کنز الایمان)

دغابازی اور ہنسی مذاق شان خداوندی کے لائق نہیں

۵: اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ج

(پ:۵، ع:۱۸، آیت:۱۴۲)

O البتہ منافقین دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی ان کو دغا دے گا۔

(محمود الحسن دیوبندی وہابی)

O وہ اللہ تعالیٰ کو فریب دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو فریب دے رہا ہے۔

(وحید الزمان وہابی)

☆ بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی ان کو غافل کر کے مارے گا۔ (کنز الایمان)

۶: اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ (پ:۱، ع:۲، آیت:۱۵)

O اللہ ان سے مذاق کر رہا ہے۔ (مودودی وہابی)

O اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے۔ (محمود الحسن دیوبندی وہابی)

O اللہ ان سے دل لگی کرتا ہے۔ (وحید الزمان غیر مقلد وہابی)

ان تراجم میں اللہ تعالیٰ کی شان میں کس قدر بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحیح ترجمہ کر کے ہمیں اللہ تعالیٰ کی بے ادبی سے بچایا۔

☆ اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے۔ (جیسا اس کی شان کے لائق ہے)۔
(کنز الایمان از اعلیٰ حضرت قدس سرہ)

شان رسالت

۷: وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ○ (پ:۳۰، ع:۱۸، آیت:۷)

O اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سجھائی۔ (محمود الحسن دیوبندی وہابی)

O اور تم کو دیکھا کہ راہ حق کی تلاش میں بھٹکے بھٹکے پھر رہے ہو تو تم کو دین اسلام کا سیدھا راستہ دکھایا۔ (دیوبندی ڈپٹی نذیر احمد)

O اور تمہیں گم کردہ راہ پایا تو تمہیں ہدایت کی۔ (مرزا حیرت غیر مقلد)

☆ اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔ (کنز الایمان)

۸: لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ
(پ:۲۶، ع:۹، آیت:۲)

○ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔

(محمود الحسن دیوبندی وہابی، وحید الزمان وہابی)

○ تا کہ اللہ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دے۔

(اشرف علی تھانوی دیوبندی وہابی)

وہابیوں، دیوبندیوں کے ان تراجم سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی گناہ گار تھے اور آئندہ بھی گناہ کریں گے (العیاذ باللہ) جب کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہوتے ہیں، انہیں خطا کار و گناہگار جاننا بے ایمانی اور کفر ہے۔ اب ناموس رسالت اور عصمت نبوت کا پاسبان سُنی بریلوی ترجمہ کنز الایمان دیکھیے:

☆ تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔

(کنز الایمان)

(**لَکَ** میں ل سبب کے معنی میں ہے، جیسے **جِئْتُ لَکَ** میں تیرے سبب سے آیا)۔

۹: **اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ○ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ○**

(پ:۲۷، ع:۱۱، آیت:۴ تا ۱)

○ رحمٰن نے قرآن کی تعلیم دی۔ اس نے انسان کو پیدا کیا۔ پھر اس کو گویائی سکھائی۔

(اشرف علی تھانوی دیوبندی و فتح محمد جالندھری)

○ جنوں اور آدمیوں پر خدائے رحمٰن کے جہاں اور بے شمار احسانات ہیں ازاں جملہ یہ کہ اسی نے قرآن پڑھایا اُسی نے انسان کو پیدا کیا پھر اس کو بولنا سکھایا۔

(ڈپٹی نذیر احمد وہابی دیوبندی)

ان وہابی تراجم سے کچھ سمجھ نہیں آتا کہ رحمٰن نے کسے قرآن سکھایا۔ **عَلَّمَ** متعدی بدو مفعول ہے۔ کس انسان کو پیدا فرمایا اور کون سا بیان سکھایا۔

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ نے ان آیات کا ترجمہ کیا:

☆ **رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا۔ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن کا بیان انہیں سکھایا۔**

(کنز الایمان از اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ، مطابق تفسیر خازن)

۱۰: **وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰیO** (پ:۲۷، ع:۵، آیت:۱)

O قسم ہے (مطلق) ستارہ کی جب وہ غروب ہونے لگے۔

(اشرف علی تھانوی دیوبندی)

O قسم ہے تارے کی جب کہ وہ غروب ہوا۔ (مودودی وہابی)

☆ **اس پیارے چمکتے تارے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قسم جب یہ معراج سے اُترے۔** (اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی طرح ترجمہ کیا)

(شفاء، ج:۱، ص:۲۸، نسیم الریاض، ج:۱، ص:۲۰۱، شرح شفاء، ج:۱، ص:۲۱۴، روح البیان، ج:۶، ص:۴۰، تفسیر مظہری، ج:۹، ص ۱۰۳، مواہب اللدنیہ مع زرقانی، ج:۶، ص:۲۱۶)

باب نمبر 7

دیوبندیوں،وہابیوں کی گستاخیاں

دیوبندیوں، وہابیوں کے اکابرین نے اللہ تعالیٰ اور رسُول اکرم نُور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان پاک میں گستاخانہ کفریہ عبارات لکھیں جن کی وجہ سے عرب وعجم کے کثیر علماء ومشائخ نے متفقہ طور پر ان پر کُفر کا فتویٰ لگایا ''حسام الحرمین'' میں حرمین شریفین کے 34 علماء وفضلاء کی مُہری تصدیقات وتقاریظ موجود ہیں جو کہ انہوں نے اس تکفیر کے فتویٰ پر تحریر فرمائیں یہاں تک کہ ناظم دیوبند مولوی مرتضےٰ حسن اور اس کے ساتھیوں نے ''اشد العذاب'' میں اپنے دیوبندیوں پر گستاخیوں کی وجہ سے فتویٰ کُفر کی تصدیق کی ہے۔

حضرت محدث کچھوچھوی قدس سرہ لکھتے ہیں:

''اتنے اکابر مشائخ علماء نے کُفر وارتداد کا فتویٰ دیا کہ چودہ صدیوں میں کسی فرقے کے کسی مجرم فرد پر اتنی بڑی تعداد کا اتفاق تاریخ میں موجود نہیں۔''

(انوارِ رضا: ص ۲۶۸)

مکہ مکرمہ سے علامہ مولانا سید اسمٰعیل خلیل قدس سرہٗ ان گستاخوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

لَا شُبْهَةَ فِیْ كُفْرِهِمْ بِلَا مَجَالٍ، بَلْ لَاشُبْهَةَ فِیْمَنْ تَوَقَّفَ فِیْ كُفْرِهِمْ بِحَالٍ مِّنَ الْاَحْوَالِ۔

''ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں نہ شک کی مجال جو اُن کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اُس کے کُفر میں بھی شبہ نہیں''۔

(حسام الحرمین: ص ۸۵)

فتویٰ فقہاء کرام رحمہم ورحمنا بہم

تمام مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان والا صفات میں گستاخی کرنے والے کافر و مرتد ہیں اور بے شک ''مجمع الانہار'' اور ''دُرمختار'' وغیرہا معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا:

مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ

(شفاء ج:۲،ص:۱۹۰،شرح فقہ اکبر ص:۳۹۳۔شامی ج:۳،ص ۳۱۷،حسام الحرمین ۲۶۶)

دیوبندیوں وہابیوں کی گستاخانہ کفریہ عبارات میں سے چند درج کی جاتی ہیں تاکہ مسلمان خود فیصلہ فرمائیں کہ حق پر سُنّی بریلوی ہیں جو ان عبارتوں کو کافرانہ قرار دیتے ہیں یا دیوبندی وہابی جو ان عبارتوں کو اسلامی اور ان کے لکھنے والوں کو بزرگان دین مانتے ہیں۔

گستاخی نمبر 1-----خدا جھوٹ پر قادر ہے

خدا تعالیٰ کذب (جھوٹ بولنے) پر قادر ہے۔

(اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْخَرَافَاتِ)

(براہین قاطعہ ص:۲۷۴، مصنفہ خلیل احمد انبیٹھوی ورشید احمد گنگوہی دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 2-----نبی چمار سے بھی زیادہ بُرے ہیں

ہر مخلوق بڑا ہو (جیسے نبی، رُسول، فرشتے) یا چھوٹا (جیسے ہم تم) وہ اللہ (جل جلالہٗ) کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (زیادہ بُرا ہے)۔

(تقویۃ الایمان ص ۱۲، چھاپہ دیوبند مصنفہ اسمٰعیل دہلوی دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 3-----سب نبی (علیہم الصلوٰۃ والسلام) ذرہ ناچیز ہیں

کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں سب اس کے روبرو ہیں، سب انبیاء واولیاء

اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔

(تقویۃ الایمان ص:۴۶، چھاپہ دیوبند مصنفہ اسمٰعیل دہلوی دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 4----جو نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو شفیع مانے مشرک ہے

جو کوئی کسی نبی وولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ کو یا کسی پیر کو اللہ جل جلالہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع وجیہہ سمجھے سو وہ اصل مشرک ہے اور بڑا جاہل ہے۔

(تقویۃ الایمان ص:۲۵، چھاپہ دیوبند مصنفہ اسمٰعیل دہلوی دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 5------نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو کوئی اختیار نہیں

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مُختار نہیں۔

(تقویۃ الایمان ص:۳۴، چھاپہ دیوبند مصنفہ اسمٰعیل دہلوی دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 6-----سوا رب کے کسی کو نہ مانو

یعنی اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔

(تقویۃ الایمان ص:۱۴، ۱۵، چھاپہ دیوبند مصنفہ اسمٰعیل دہلوی دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 7-----نبی بڑے بھائی ہم چھوٹے بھائی

اولیاء انبیاء سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ جل جلالہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔ ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے۔ ہم ان کے چھوٹے ہیں سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیے۔

(تقویۃ الایمان ص:۵۰، چھاپہ دیوبند مصنفہ اسمٰعیل دہلوی دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 8-----نبی ﷺ کے علم شریف سے شیطان کا علم زیادہ

آپ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔-----شیطان کو ساری زمین کو علم حاصل

ہے، نص (قرآن وحدیث) سے ثابت ہے لیکن نبی کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے علم کے لیے کوئی بھی ثبوت نہیں۔

(ملخصا براہین قاطعہ، ص:۵۱، چھاپہ دیوبند مصنفہ خلیل احمد انبیٹھوی مصدقہ رشید گنگوہی دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 9---میلاد کرنے والے ہندوؤں سے بھی زیادہ بُرے ہیں

حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا یوم میلاد منانا ہنود کے سانگ کنھیا کی ولادت کا دن منانے کی طرح ہے--- بلکہ یہ لوگ (میلاد منانے والے) اس قوم (ہنود) سے بڑھکر ہوئے۔

(براہین قاطعہ، ص:۱۴۸ چھاپہ دیوبند مصنفہ خلیل ومصدقہ رشید دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 10-----اُردو میں نبی ﷺ دیوبند کے شاگرد ہیں

ایک دیوبندی کو خواب آیا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مدرسہ دیوبند سے معاملہ ہونے یعنی دیوبند سے تعلق رکھنے کی برکت سے اُردو زبان آ گئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ دیوبند کا معلوم ہوا۔

(براہین قاطعہ، ص:۲۶ چھاپہ دیوبند مصنفہ خلیل ومصدقہ رشید دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 11---اُمتی عمل میں نبیوں علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بظاہر بڑھ بھی جاتے ہیں

انبیاء اپنی اُمت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات (بہت وقتوں میں) بظاہر اُمتی مساوی (برابر) ہوجاتے ہیں بلکہ اُمتی نبیوں سے عمل میں بڑھ جاتے ہیں۔

(تحذیر الناس، ص:۵ چھاپہ دیوبند مصنفہ قاسم نانوتوی دیوبندی وہابی بانی دیوبند)

گستاخی نمبر 12----نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پاگلوں اور حیوانوں جیسا علم ہے

(کُل علم تو آپ کو نہیں) اگر بعض علوم غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی ہی کیا تخصیص ہے (اس میں آپ کی کون سی شان ہے)۔ایسا (آپ جیسا) علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی (بچے) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (جانوروں، ڈنگروں) کو بھی حاصل ہے۔

(حفظ الایمان، ص:۸، چھاپہ دیوبند مصنفہ اشرف علی تھانوی دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 13--نماز میں رسالت مآب کا خیال بیل گدھے کے خیال سے بُرا ہے

صرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در گاؤ، خر خود است۔

(صراط مستقیم ضیائی، ص:۹۶)

(نماز میں) شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالتمآب ہی ہوں اپنی ہمت (توجہ) کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے (خیال کرنے) سے زیادہ بُرا ہے---حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسوسے والی رکعتوں میں سے ہر ایک رکعت کے بدلے چار رکعت ادا کرے۔

(صراط مستقیم، ص:۹۷ مطبوعہ دیوبند مصنفہ اسمٰعیل دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 14------نبی مر کر مٹی میں مل گیا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جھوٹ باندھا کہ آپ نے فرمایا' میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔

(تقویۃ الایمان، ص:۵۰ مطبوعہ دیوبند مصنفہ اسمٰعیل دہلوی دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 15----کروڑوں نبی آسکتے ہیں

اس شہنشاہ کی تو یہ شان----کہ کروڑوں نبی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم) کے برابر پیدا کرڈالے۔

(تقویۃ الایمان، ص:۲۵ مطبوعہ دیوبند مصنف اسمٰعیل دیوبندی وہابی)

گستاخی نمبر 16--آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہنے والے سب عوام جاہل ہیں

عوام (یعنی جاہلوں) کے خیال میں آپ سب میں آخری نبی ہیں، مگر اہل فہم (عقلمندوں) کے خیال میں آخر میں آنا کچھ فضیلت نہیں۔

(تحذیرالناس، ص:۳ چھاپہ دیوبند مصنفہ قاسم نانوتوی دیوبندی وہابی بانی مدرسہ دیوبند)

گستاخی نمبر 17-----آپ ﷺ کے زمانہ میں یا بعد بھی کوئی نبی ہو تو پھر بھی آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے میں کوئی فرق نہ آئے گا

اگر بالفرض آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔

(تحذیرالناس، ص:۱۴ مصنف قاسم نانوتوی دیوبندی وہابی)

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

(تحذیرالناس، ص:۲۵ مصنف قاسم نانوتوی دیوبندی وہابی)

کیا ہم اب یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہابی، دیوبندی، مرزائی آپس میں ہیں بھائی بھائی!

گستاخی نمبر 18--حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا مزار گرادینے کے لائق ہے

حضور (ﷺ) کا مزار گرادینے کے لائق ہے، اگر میں اس کے گرادینے پر قادر ہو گیا تو گرادوں گا۔

(بانی وہابی مذہب ابن عبدالوہاب نجدی، اوضح البراہین بحوالہ قرآن کے غلط تراجم کی نشاندہی)

گستاخی نمبر 19---حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے لاٹھی بہتر ہے

میری لاٹھی محمد (ﷺ) سے بہتر ہے کیونکہ اس سے سانپ مارنے کا کام لیا جاسکتا ہے اور محمد (ﷺ) مر گئے ان سے کوئی نفع باقی نہ رہا۔

(اوضح البراہین بحوالہ، قرآن مجید کے غلط تراجم کی نشاندہی)

گستاخی نمبر 20------نبی اور شیطان برابر ہیں

ہر شخص خدا کا عبد ہے مومن بھی اور کافر بھی جس طرح ایک نبی اسی طرح شیطان رجیم بھی۔ (ترجمان القرآن از مودودی وہابی دیوبندی، آئینہ مودودی)

گستاخی نمبر 21------انبیاء علیہم السلام کے فیصلے غلط ہوتے تھے

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام رائے اور فیصلے کی غلطی بھی کرتے تھے۔

(ترجمان القرآن از مودودی نجدی وہابی، آئینہ مودودی)

گستاخی نمبر 22-----نبی ان پڑھ چرواہا

یہ قانون جو ریگستان عرب کے ان پڑھ چرواہے نے دُنیا کے سامنے پیش کیا۔

(پردہ، ص:۱۵۳ از مودودی وہابی)

(حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان پڑھ، بادیہ نشین وغیرہ نعوذ باللہ لکھا۔ تفہیمات ج:۱، ص:۳۴۹، دینیات ص:۵۶)

نتیجہ

مرزا قادیانی نے صرف آخری نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کیا تو جو اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر تو جو کہے کہ کروڑوں نبی آسکتے ہیں، وہ مٹی میں مل گئے، جو مٹی میں مل

گیا اس کا عہدہ نبوت ورسالت ختم جیسے صدر مرگیا صدرات ختم، اور جو کہے عوام (جاہلوں) کا خیال ہے کہ وہ آخری نبی ہیں اہل فہم کا خیال نہیں بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بعد میں بھی کوئی نبی پیدا ہو پھر بھی آپ کی ختم نبوت وآخری نبی ہونے میں کچھ فرق نہ آئے گا، اور جو کہے کہ تمام نبی کوئی شے نہیں، بتاؤ وہ کافر ہوا یا نہیں؟ پھر ایسے گستاخوں سے اتحاد کرنا حکم رحمٰن ہے یا حکم نفس وشیطان؟

ناظم دیوبند کا خود اپنوں پر فتویٰ کفر

لکھتے ہیں جو مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ نے دیوبندیوں کو گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر کہا تمام علماء دیوبند فرماتے ہیں کہ خاں صاحب بریلوی کا یہ حکم بالکل صحیح ہے جو ایسا کہے وہ کافر ہے، مرتد ہے، ملعون ہے بلکہ جو ایسے مرتدوں کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ یہ عقائد بیشک کفریہ عقائد ہیں۔

(اشد العذاب، ص:۱۲،۱۳ مصنف مرتضےٰ حسن ناظم دیوبند مصدقہ اشرف علی تھانوی وکفایت اللہ دیوبندی وہابی، ضمیمہ اشد العذاب)

کلمہ پڑھنے کے باوجود کافر ہونا

اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخیاں بکنے والے کافر ہیں اگر چہ وہ لاکھ بار کلمہ پڑھتے ہوں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(1) اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ

وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝

(پ:٦، ع:١، آیت:١٥١)

وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں اور کہتے ہیں ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے۔ اور چاہتے ہیں کہ ایمان و کفر کے بیچ میں کوئی راہ نکال لیں۔ یہی ہیں ٹھیک کافر۔ اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ سے اس کے رسولوں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کو جدا کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا **هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا** کہ وہ پکے کافر ہیں۔

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو

واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

اسمٰعیل دہلوی دیوبندی وہابی نے تقویۃ الایمان میں لکھا کہ:

''اللہ کے سوا کسی کو نہ مان''

(2) يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ

(پ:١٠، ع:١٦، آیت:٧٤)

اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بے شک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آ کر کافر ہو گئے۔ (کنزالایمان)

پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہنے والے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود کافر ہیں۔

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بسر

ارے تجھ کو کھائے تپ سقر ترے دل میں کس سے بخار ہے

(3) لَاتَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ (پ:۱۰،ع:۱۴،آیت:۶۶)

بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔ (کنزالایمان)

بعض منافقین نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب شریف کا انکار کیا، یوں بکواس کی ''وَمَا يُدْرِيْهِ بِالْغَيْبِ'' وہ (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) غیب کیا جانیں؟ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کے منکروں کلمہ پڑھنے والوں کو کافر کہا۔ (تفسیر ابن جریر، ج:۱،ص:۱۰۵،تفسیر درمنثور، ج:۳،ص:۲۵۴)

اس سے ظاہر ہوا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کفر ہے جس طرح بھی ہو اس میں عذر قبول نہیں خواہ وہ لاکھ بار کلمہ پڑھے۔

(4) كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْآ اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ O (پ:۳،ع:۱۷،آیت:۸۶)

کیونکر اللہ ایسی قوم کی ہدایت چاہے جو ایمان لاکر کافر ہو گئے اور گواہی دے چکے تھے کہ رسول سچا ہے اور انہیں کھلی نشانیاں آ چکی تھیں اور اللہ جل جلالہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

معلوم ہوا کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی کرنے والا ایمان لانے اور کلمہ پڑھنے کے باوجود بھی کافر ہوتا ہے۔

اُف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر

بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

صرف اہلسنت وجماعت جنتی ہیں

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ بَنِیْٓ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّةً وَّتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّةً کُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِیَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَفِیْ رِوَایَةِ اَحْمَدَ وَاَبِیْ دَاوٗدَ ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ وَّوَاحِدَةٌ" فِی الْجَنَّةِ وَهِیَ الْجَمَاعَةُ

(جامع ترمذی ج:۲،ص:۹۳، مشکوۃ ص:۳۰، اس حدیث کا مفہوم ان الفاظ میں دیکھیئے ابوداؤد ج:۲، ص:۲۷۵، ابن ماجہ ج:۶، ص:۲۹۲، سنن دارمی ج:۲، ص:۱۵۸، مسند امام احمد ج:۴، ص:۱۰۴، مسند ابو یعلیٰ ج:۵، ص:۹۵، طبرانی ج:۱، ص:۲۵۶، مستدرک ج:۴، ص:۴۲۰، نبراس ص:۱۸، جامع البیان، ص:۲۲، اسی حدیث کو وہابیہ کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فتاوٰی ابن تیمیہ ج:۳، ص۳۴۵، وہابیہ دیوبندیہ کے امام اسماعیل دہلوی نے تذکیر الاخوان ص:۴۷ پر لکھا ہے)

بہتر گروہ دوزخی ہوں گے اور ایک گروہ جنتی ہوگا وہ اہلسنت وجماعت ہے۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اسی حدیث پاک کو بیان کر کے فرماتے ہیں:

فَلَا شَکَّ وَلَا رَیْبَ اَنَّهُمْ هُمْ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

(مرقاۃ شرح مشکوۃ ج:۱،ص:۲۴۸)

تو اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ وہ جنتی گروہ اہل سنت وجماعت ہی ہے۔

حضور غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

وَاَمَّا الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ فَهِيَ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

اور جو فرقہ نجات پانے والا ہے وہ اہل سنت و جماعت ہے۔

(غنیۃ الطالبین ص: ۸۰ منسوب سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

تنبیہ الغافلین میں حدیث شریف اس طرح منقول ہے:

قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الْوَاحِدَةُ قَالَ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

عرض کیا یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام یہ ایک جنتی گروہ کون سا ہے، فرمایا وہ اہل سنت و جماعت ہے۔ (تنبیہ الغافلین ص: ۲۰۷، احیاء العلوم ج: ۳، ص: ۱۰۲)

تجھ سے اور جنت کیا سے مطلب وہابی دور ہو

ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

(حدائق بخشش)

واضح ہو کہ بریلوی کوئی نیا مذہب نہیں ہے بلکہ حق مذہب اہل سنت و جماعت جو کتاب وسنت کے مطابق اور متقدمین علماء کرام سے منقول اور ثابت ہے، اسی مذہب مہذب کی امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت شاہ احمد خان بریلوی قدس سرہٗ نے تبلیغ واشاعت فرمائی اور بدمذہبوں کے گستاخانہ وکفریہ عقائد سے مسلمانوں کو خبردار کیا، چنانچہ اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ سے تعلق ونسبت خالص اہلسنت و جماعت کی نشانی ہے۔

☆☆☆

باب نمبر 8

وہابیہ دیوبندیہ کی صحبت ہزار اعلانیہ کافر کی صحبت سے زیادہ مضر ہے

(ارشاد مجدد اعظم مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ، احکام شریعت، ج:۱،ص:۱۳۲)

تجربہ ہے کہ صحبت اور میل جول کی وجہ سے بہت سے سُنّی، وہابی دیوبندی بنتے سُنے گئے جبکہ ہندو، سکھ، عیسائی اعلانیہ کافر بننے والے بہت کم سُنے گئے۔

سب سے مضر تر ہیں یہ وہابی
سُنّی بن بہکاتے یہ ہیں

(اعلیٰ حضرت قدس سرہ)

کافروں سے اتحاد کرنے والے بحکم قرآن کافر ہیں

(فرمان اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ، رسائل رضویہ، ج:۲،ص:۱۵۲)

آیات مبارکہ

(1) لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ

اَلْمُفْلِحُوْنَ○ (پ:۲۸،ع:۳،آیت:۲۲)

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں، ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہ اللہ کی جماعت ہے، سُنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔ (کنزالایمان)

گستاخوں سے علیحدگی اختیار کرنے والوں کے لیے سات انعامات

پہلا انعام

اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ

ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے قلم قدرت کے ساتھ ایمان لکھ دیا۔

آیہ کریمہ کے اس حصے اور اگلے حصے **وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ** سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اعداد نکالے تو (۱۲۷۲) نکلے جو کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا سال پیدائش ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بحمد اللہ اگر میرے دل کے دو ٹکڑے کیے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** اور دوسرے پر لکھا ہوگا **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** ط ﷺ (ملفوظات اعلیٰ حضرت قدس سرہ)

سبحان اللہ یہ ہے اللہ اور رسول (جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے گستاخوں کو ترک کرنے کا انعام! جس کے دل میں اللہ تعالیٰ اپنے دست قدرت سے ایمان لکھ دے وہ کبھی مٹ نہیں سکتا۔

دوسرا انعام

وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط

اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کی روح سے انکی مدد کی

تیسرا انعام

وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط

اللہ تعالیٰ ان کو جنتوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہتی ہیں ہمیشہ ان جنتوں میں رہیں گے۔

چوتھا انعام

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا۔

اس آیۂ مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر بے دین، بدمذہب گستاخ سے علیحٰدہ رہنے والے صالح مسلمان کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے ہیں۔

پانچواں انعام

وَرَضُوْا عَنْهُ ط

اور وہ بھی اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے

چھٹا انعام

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ط

وہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہے

ساتواں انعام

اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ○

خبردار بے شک اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے

گستاخوں سے دوستی کرنے والوں کے لیے سات دُرّے (سزائیں)

پہلا دُرّہ: ان کے دلوں میں ایمان نہیں لکھا جائے گا۔

دوسرا دُرّہ: ان کی رب تعالیٰ امداد نہیں فرمائے گا۔

تیسرا دُرّہ: وہ جنتوں میں کبھی نہیں جاسکتے۔

چوتھا دُرّہ: ان پر اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب ہوگا۔

پانچواں دُرّہ: وہ اللہ تعالیٰ سے راضی نہیں ہوں گے۔

چھٹا دُرّہ: وہ شیطان کا ٹولہ ہے (اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ)

ساتواں دُرّہ: وہ شیطان کا ٹولہ کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔

(2) **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ○** (پ:۴، ع:۳، آیت:۱۱۸)

اے ایمان والو غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے۔ ان کی آرزو ہے جتنی ایذا تمھیں پہنچے۔ (دُشمنی) بیر ان کی باتوں سے جھلک اٹھا۔ اور وہ جو سینے میں چھپائے ہیں اور بڑا ہے۔ ہم نے نشانیاں تمھیں کھول کر سنا دیں اگر تمہیں عقل ہو۔ (کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تکذیب اور انکار کا نام کفر ہے۔ دیو بندیوں، وہابیوں، رافضیوں، مرزائیوں اور دیگر بد مذہبوں سے دوستی میل جول اور اتحاد کرنے والے اس آیت کا کیسا کیسا رد کرتے ہیں اور کس کس طرح جھٹلاتے ہیں۔

(ا) رب تعالیٰ فرماتا ہے کسی کافر کو اپنا راز دار نہ بناؤ اور یہ انہیں اپنا راز دار بناتے ہیں۔ یہ واحد قہار کی کھلی ہوئی نافرمانی ہے۔

(ب) رب عزوجل فرماتا ہے وہ تمہاری بدخواہی اور برائی میں کمی نہیں کریں گے۔ ان سے اتحاد کر کے انہیں اپنا راز دار بنانے والے سمجھتے ہیں کہ وہ کفار ہماری خیر خواہی اور بھلائی میں کمی نہیں کریں گے۔ یہ اللہ عزّ وجل کی تکذیب ہے۔

(ج) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے دینوں کی دلی تمنا ہے کہ تمہیں مشقت اور ایذا پہنچے کفار مرتدین سے دوستی اور اتحاد کرنے والے کہتے ہیں وہ ہمیں مشقت اور ایذا سے بچائیں گے اور راحت و آرام پہنچائیں گے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فرمان کا انکار ہے۔

(د) رب تعالیٰ نے فرمایا کہ دشمنی ان کے منہ سے ظاہر ہو چکی۔ اس طرح کہ وہابی، دیو بندی یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) کہنے والوں کو مشرک کہتے ہیں۔ کئی یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) کہنے والوں کو انہوں نے شہید کر دیا۔ اور تعظیم کے جو کام سُنّی کرتے ہیں ان پر شرک و بدعت کے فتوے لگاتے ہیں۔ پھر بھی ان سے محبت کرنے والے ان کے ساتھ دوستی کے عہد باندھ کر اللہ تعالیٰ کے فرمان کا رد کرتے ہیں۔

(ر) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو دشمنی اور عداوت ان کے دلوں میں چھپی ہوئی ہے، وہ اور بڑی ہے، معاذ اللہ -- اگر وہابیوں، دیو بندیوں کی حکومت ہو جائے تو جس قدر سُنّیوں سے ان کی عداوت ہے تو یہ یقیناً یا رسول اللہ کہنے والوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنائیں۔

مگران سے اتحاد کرنے والے اللہ تعالیٰ کے ہر فرمان کو جھٹلاتے اور اس کا رد کرتے ہیں۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

(3) بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ط اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝ (پ:۵، ع:۱۷، آیت:۱۳۹)

خوشخبری دو منافقوں کو کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے، وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں۔ کیا ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں تو عزت تو ساری اللہ کے لیے ہے۔ (کنز الایمان)

غلبہ وعزت حاصل کرنے کے لیے جو لوگ کفار و منافقین کو مددگار بناتے ہیں اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے فرمان کے مطابق جن کی صحبت اعلانیہ کافر سے ہزار درجہ زیادہ خطرناک ہے، ان وہابیوں، دیوبندیوں سے نئے نئے طریقے پر اتحاد کرتے ہیں، قرآن فرماتا ہے یہ ان کی بدعقلی ہے، ایسا کرنے والے منافق ہیں اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

(4) لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ج وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ

(پ:۳، ع:۱۱، آیت:۲۸)

مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنالیں مسلمانوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ علاقہ نہ رہا۔ (کنز الایمان)

تفسیر کبیر میں ہے:

لَا تَتَّخِذُوْهُمْ اَوْلِيَاءَ اَیْ لَا تَعْتَمِدُوْا عَلَى الْاِسْتِنْصَارِ

بِهِمْ وَالتَّوَدُّدِ اِلَيْهِمْ (تفسیر کبیر، ج:۲، ص:۱۶)

اس آیت مبارکہ سے مراد یہ ہے کہ کافروں کی مدد ویاری پر اعتماد نہ کرو۔

تفسیر ابوالسعود میں ہے:

اَیْ جَانِبُوْهُمْ مُجَانَبَةً كُلِّيَّةً وَلَا تَقْبَلُوْا مِنْهُمْ وَلَايَةً وَلَا نُصْرَةً (تفسیر ابوالسعود، ج:۲، ص:۲۱۳)

یعنی کافروں سے بالکل کنارہ کش (علیحدہ) رہو اور کبھی ان کی دوستی اور مدد قبول نہ کرو۔

اتحادی اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی ڈٹ کر نافرمانی کرتے ہیں۔

(5) وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ط (پ:۶، ع:۱۲، آیت:۵۱)

اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے۔

(کنز الایمان)

لہٰذا دیو بندیوں، وہابیوں سے محبت اور میل جول رکھنے والے انہیں میں سے ہیں۔

(6) وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ○ (پ:۷، ع:۱۴، آیت:۶۸)

اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

(کنز الایمان)

سب سے بڑے ظالم وہ بد بخت ہیں جو نبیوں، ولیوں (علیہم الصلوٰۃ والسلام و رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے گستاخ ہیں۔ تو ان گستاخوں، بد مذہبوں، بڑے ظالموں کے پاس

بیٹھنے والے، ان سے اتحاد کرنے والے قرآن کے کس قدر مخالف ہیں۔

(7) وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ

(پ:۱۲، ع:۱۰، آیت:۱۱۳)

اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔

(کنز الایمان)

سب کافروں سے قتال وشدت کا حکم

(8) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَ لْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً۔ (پ:۱۱، ع:۵، آیت:۱۲۳)

اے ایمان والو جہاد کروان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی پائیں۔ (کنز الایمان)

(9) يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○ (پ:۲۸، ع:۲۰، آیت:۹)

اے غیب بتانے والے (نبی) کافروں پر اور منافقوں پر جہاد کرو اور ان پر سختی فرماؤ اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا ہی برا انجام۔ (کنز الایمان)

جو لوگ کہتے ہیں بدمذہبوں گستاخوں پر سختی نہ کرو وہ ان آیتوں پر غور کریں۔

دشمنِ احمد (ﷺ) پہ شدت کیجیے

ملحدوں کی کیا مروت کیجیے

(حدائق بخشش)

احادیث مبارکہ

(1) اِذَا رَاَیْتُمْ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَاکْفَهِرُّ وَافِیْ وَجْهِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ یَبْغَضُ کُلَّ مُبْتَدِعٍ (ابن عساکر، ج:۴۳،ص:۳۲۷،تذکرۃ الموضوعات ص:۱۵)

جب تم کسی بدمذہب کو دیکھو تو اس کے سامنے ترش روئی سے پیش آؤ، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہر بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے۔

(2) لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا وَّلَا صَلَاةً وَّلَا صَدَقَةً وَّلَا حَجًّا وَّلَا عُمْرَةً وَّلَا جِهَادًا وَّلَا صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا یَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ کَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِیْنِ۔

(ابن ماجہ، ص:٦، کنز العمال ج:۱،ص:۲۲۰)

اللہ تعالیٰ کسی بدمذہب کا نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز، نہ زکوۃ، نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد اور نہ کوئی فرض نہ نفل، بدمذہب دین اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے گُندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔

(3) اَهْلُ الْبِدْعِ کِلَابُ اَهْلِ النَّارِ (کنز العمال، ج:۱،ص:۲۱۸، دارقطنی)

بدمذہب دوزخ والوں کے کتے ہیں۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کسی کو بُرا نہ کہو لیکن نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے بدمذہبوں کلمہ پڑھنے والوں کو دوزخی بلکہ دوزخ والوں کے کتے فرمایا۔

(4) اِیَّاکُمْ وَاِیَّاهُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یُفْتِنُوْنَکُمْ

(مشکوۃ، مسلم، ج:۱،ص:۱۰)

ان (بدمذہبوں دیوبندیوں، وہابیوں رافضیوں، مرزائیوں) سے دور رہو اور

انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بدمذہبوں کی صحبت کے خطرہ سے آگاہ فرمادیا۔ اب جو کوئی رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کو ٹھکرا کر بے دینوں گستاخوں سے دوستی رکھے وہ ضرور گمراہی اور ہلاکت کے راستے پر ہے۔

(5) اِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ وَاِنْ مَاتُوْ فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ وَاِنْ لَقِيْتُمُوْهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْ عَلَيْهِمْ وَلَا تُجَالِسُوْهُمْ وَلَا تُشَارِبُوْهُمْ وَلَا تُوَاكِلُوْهُمْ وَلَا تُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَيْهِمْ وَلَا تُصَلُّوْا مَعَهُمْ

(ابو داؤد، ج:۲، ص:۲۸۸، ابن ماجہ، ص:۱۰، عقیلی، ج:۱، ص:۱۲۶، غنیۃ الطالبین ص:۲۸۸، صحیح ابن حبان، ج:۱،ص:۱۸۷، کتاب الشفاء، ج:۲، ص:۲۶۶، کنزالعمال ج:۱۱،ص:۲۹، الصواعق المحرقہ، ص۴، شعب الایمان، ج:۷،ص:۶۱)

بدمذہب اگر بیمار پڑ جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اگر مرجائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو، ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو، ان کے پاس نہ بیٹھو، ان کے ساتھ پانی نہ پیو، ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، ان کی جنازہ کی نماز نہ پڑھو، اوران کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔

اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ بدمذہب نمازیں پڑھنے والے ہیں جن سے قطع تعلق کی سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تعلیم فرمارہے ہیں۔

(6) مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْاِسْلَامِ

(المعجم الاوسط، ج:۷،ص:۳۹۶، حلیۃ الاولیاء، ج:۶،ص:۹۷، مشکوٰۃ ص:۳۱، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ الفصل الثالث، جامع صغیر، ص:۵۴۵)

جس نے کسی بد مذہب کی عزت کی اس نے اسلام ڈھانے پر مدد کی۔
اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کے فرمان کے مطابق وہابیوں دیوبندیوں کی صحبت ہزار اعلانیہ کافر کی صحبت سے زیادہ خطرناک ہے۔ ان وہابیوں دیوبندیوں کی جو شخص عزت وتکریم کرے وہ اسلام کا کتنا مخالف اور اسے گرانے کی کتنی کوشش کرتا ہے۔

(7) إِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضَبَ الرَّبُّ وَاهْتَزَّ لِذٰلِكَ الْعَرْشُ

(جامع صغیر ص:۵۹، مشکوۃ ص:۴۱۴)

جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے رب تعالیٰ غضب فرماتا ہے، اور عرش الٰہی ہل جاتا ہے۔

جو نبیوں، ولیوں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے گستاخ ہیں وہ سب سے زیادہ فاسق اور بے ایمان ہیں تو اُن کی تعریف کرنا اُن سے اتحاد کرنا کس قدر رب قہار کے غضب کو دعوت دینا ہے۔

(8) نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُصَافِحَ الْمُشْرِكُونَ أَوْيُكَنُّوا أَوْ يُرَحَّبُ بِهِمْ

(ابونعیم، حلیۃ الاولیاء، ج:۹، ص:۲۳۶)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ مشرکوں سے مصافحہ کیا جائے یا انہیں کنیت سے ذکر کیا جائے یا آتے وقت انہیں مرحبا کہا جائے۔

یہ بہت کم درجے کی عزت ہے کہ نام لے کر نہ پکارا جائے، فلاں کا باپ کہہ دیا جائے یا آتے وقت جگہ دینے کو آیئے کہہ دیا جائے۔ اللہ اکبر! کفار کے بارے میں حدیث شریف اس سے بھی منع فرماتی ہے۔ اعلانیہ کافر سے ہزار درجہ مضر دیوبندیوں، وہابیوں سے اتحاد کرنا، ان کے مولویوں کو بڑے بڑے القاب سے ذکر کرنا، ان کا شان سے استقبال

کرنا، جلسوں میں ان کی تقریریں مسلمانوں کو سُنانا، حالانکہ بے دینوں، بد مذہبوں کو ایسا مقام یا عہدہ دینا جس سے مسلمانوں کے دلوں میں ان کی تعظیم پیدا ہو حرام ہے۔ انہیں صدر، چیئر مین، سیکریٹری اور رُکن وغیرہ اعزازی عہدے دینا سراسر گمراہی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت ہے۔

فتویٰ

لَوْ قَالَ لِمَجُوْسِيٍّ يَا اُسْتَاذُ تَبْجِيْلًا كَفَرَ

(درمختار، ج:۲، ص:۲۵۱، فتاویٰ امام ظہیر الدین، اشباہ والنظائر، تنویر الابصار، المحجۃ المؤتمنۃ وغیرہا)

اگر مجوسی کو بطور تعظیم اے استاد! کہے کافر ہو جائے گا۔

آگ کا پجاری تو صرف آگ کو خدا کہتا ہے اس کو تعظیم سے اُستاد کہنے والا کافر ہو جائے گا۔ جو سچے خدا کو نہ مانے بلکہ کہے ہمارا خدا جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ (براہین قاطعہ از خلیل ورشید دیو بندی وہابی، ص:۲۷۸) اور کہے ''افعال قبیحہ مقدور باری تعالیٰ ہیں''۔ یعنی تمام بُرے کام (جھوٹ، چوری، زنا وغیرہ جو بندے کر سکتے ہیں) ہمارا (وہابیوں، دیو بندیوں کا) خدا بھی کر سکتا ہے۔

(جہد المقل از مولوی محمود الحسن دیو بندی وہابی ج:۱، ص:۸۳)

دلیل علیل ذلیل یہ دیتے ہیں کہ اگر سارے عیب بندے کر سکیں اور خدا نہ کر سکے تو بندے بڑھ گئے خدا کی قدرت کم ہوئی۔

بتاؤ جو شخص ایسوں کی تعظیم کرے ان سے محبت اور اتحاد کرے کیا وہ کافر نہ ہو گا؟

مسلمانوں کا سچا خدا وہ ہے جو ہر عیب سے پاک ہے، جھوٹ وغیرہ تمام عیوب اللہ تعالیٰ کی ذات پر محال ہیں۔ کمی عیوب میں ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے تعلق ہی

نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کامل ہے۔

فتویٰ

لَوْسَلَّمَ عَلَى الذِّمِّيِّ تَبْجِيْلًا يَكْفُرُ لِاَنَّ تَبْجِيْلَ الْكَافِرِ كُفْرٌ"

(فتاویٰ امام ظہیر الدین، اشباہ، الحجۃ المؤتمنہ وغیرہا، درمختار ج:۲، ص:۲۵۱)

اگر ذمی کو تعظیم کے ساتھ سلام کرے کافر ہو جائے گا کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔ ذمی نرم درجے کے کافر کو کہتے ہیں تو اس کو تعظیم کے ساتھ سلام کرنے والا کافر ہو جاتا ہے تو بتاؤ ہزار درجے بڑے گستاخ کفار کی تعظیم کرنے والا کتنا بڑا کافر ہوگا!

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دُنیا سے مسلمان گیا

باب نمبر 9

حضور سید عالم نُور مجسم ﷺ حاظر وناظر ہیں

جانِ جہان و جانِ ایمان حضور رحمۃ اللعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے فضل وعطا سے بحیات حقیقی زندہ اور ہر زمان ومکان میں حاضر وناظر ہیں۔ کائنات میں کوئی شے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے غیب اور پوشیدہ نہیں۔

سرِ عرش پر ہے تری گزر دلِ فرش پر ہے تری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

آیات مبارکہ

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا (پ:۲۲، ع:۳، آیت:۴۵)

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر (کنز الایمان)

اس آیت مبارکہ میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شاہد فرمایا گیا، شاہد شہود سے ہے اور شہود حضور ہے۔ شاہد مشاہدہ سے ہے اور مشاہدہ رویت (دیکھنا) ہے تو وہ بے شک شاہد ہیں، بے شک حاضر ہیں بے شک ناظر ہیں۔

دوسری آیت

قرآن پاک میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو **شہید** بھی کہا گیا۔ شہید کا معنی حاضر وناظر ہے۔ **شہید** اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدًا O (پ:۵،ع:۲،آیت:۳۳)

بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔ (کنزالایمان)

مشکوٰۃ شریف (ص:۳۹۹) میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ میں اَلشَّہِیْدُ کے ساتھ بین السطور لکھا ہے۔ اَلْحَاضِرُ یعنی شہید کا معنیٰ حاضر وناظر ہے۔ یہی شہید کا کلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لیے استعمال فرمایا:

وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا ط (پ:۲،ع:۱،آیت:۱۴۳)

اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ (یعنی تم سب پر حاضر وناظر ہیں)۔

تیسری آیت

وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَہِیْدًاO (پ:۵،ع:۳،آیت:۴۱)

اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ بنا کر لائیں۔ (کنزالایمان)

اور اس سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اگلے پچھلے تمام حالات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں کیونکہ سچا گواہ وہ ہوتا ہے جو موقع پر حاضر وناظر ہو۔

فضل خدا سے غیب شہادت ہوا انہیں
اس پر شہادت آیت و وحی و اثر کی ہے

چوتھی آیت

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ (پ:۲۱،ع:۱۷،آیت:۶)

نبی مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ ان کے قریب ہے۔

جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ ان کے قریب ہیں تو پھر کسی مسلمان کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حاظر وناظر ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے!

شاہداور شہید کے معنیٰ حاضروناظر ہونے کی آیات واحادیث سے تصدیق

آیت نمبر 1

فَمَنۡ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهۡرَ فَلۡيَصُمۡهُ ط (پ:۲،ع:۷،آیت:۱۸۵)

توتم میں جوکوئی یہ (رمضان کا) مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے۔

شھد کا معنیٰ موجود ہونا، حاضروناظر ہونا ہے۔

آیت نمبر 2

وَلۡيَشۡهَدۡ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ O

(پ:۱۸،ع:۷،آیت:۲)

اور چاہیے کہ ان (زانی مرداور زانیہ عورت) کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر (وناظر) ہو۔

آیت نمبر 3

وَكُنَّا لِحُكۡمِهِمۡ شَاهِدِيۡنَ O (پ:۱۷،ع:۶،آیت:۷۸)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اورہم ان (حضرت داوٗد وسلیمان علیھما الصلوٰۃ والسلام) کے حکم (فیصلہ) کے وقت (اپنی شان کے لائق) حاضروناظر تھے۔

حدیث نمبر 1

اَلشَّاهِدُ يَرٰى مَا لَا يَرَى الۡغَائِبُ

(مسند احمد، جامع صغیر، ص:۱۲۴)

جوحاضروناظر دیکھتا ہے وہ غائب نہیں دیکھتا۔

حدیث نمبر 2

فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ

(البخاری، ج:۱،ص:۲۱،مسند امام احمد، ج:۵،ص:۳۵۹)

جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہاں موجود ہیں چاہیے کہ وہ میری احادیث غائب کو پہنچادیں۔ پتہ چلا شاہد غائب کی ضد ہے، شاہد کا معنی حاضر و ناظر ہے۔

حدیث نمبر 3

حُضُوْرُ مَجْلِسِ عِلْمٍ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ اَلْفِ رَكْعَةٍ وَعِيَادَةِ اَلْفِ مَرِيْضٍ وَ شُهُوْدِ اَلْفِ جَنَازَةٍ

(روح البیان، ج:۱،ص:۱۰۲)

علم دین کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار رکعت (نفل) پڑھنے سے افضل ہے اور ہزار مریضوں کی بیمار پرسی سے بہتر ہے اور ہزار جنازے میں حاضر ہونے سے درجہ زیادہ ہے۔

اس حدیث شریف میں بھی شہود کا معنیٰ حضور یعنی حاضر و ناظر ہونا ہے۔

حدیث نمبر 4

ترمذی شریف میں ہے کہ عورت اپنے خاوند کی مرضی کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔

وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ (ترمذی، ج:۱،ص:۱۶۳)

اس حال میں کہ اس کا شوہر گھر میں حاضر و ناظر ہو۔

معلوم ہوا کہ شاہد کا معنیٰ حاضر و ناظر ہے۔

حدیث نمبر 5

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، میرا ارادہ ہے کہ میں ان لوگوں کے

گھروں کو جلا دوں:

لَا یَشْھَدُوْنَ الصَّلَاۃَ

جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے۔

(مسلم، ج:۱،ص:۲۳۲، مشکوٰۃ، ص:۹۵، صحیح ابن خزیمہ، ج:۲،ص:۳۷۰)

وہابی ''شاہد'' کا ترجمہ قرآن وحدیث میں حاظر و ناظر نہیں کرتا اس لیے کہ اگر شاہد کا ترجمہ حاظر و ناظر کر دیا تو قرآن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شاہد فرمایا گیا ہے لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننا پڑے گا۔ اس طرح وہابی عقیدہ کی جڑ اکھڑ جائے گی اور لوگ سُنّی بریلوی بن جائیں گے۔

لیکن ہم خُدا عزّ وجل کے فضل اور انکے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے جنازے والی حدیث پاک پڑھا کر وہابی کو منوا کر چھوڑیں گے کہ شاہد کا ترجمہ حاضر و ناظر ہے۔

حدیث نمبر 6

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَغَآئِبِنَا الخ

اے اللہ تعالیٰ ہمارے زندوں اور مردوں کو بخش دے۔ اور ہمارے حاضر و ناظر اور غائب کو بخش دے۔ (ترمذی، ج:۱،ص:۱۹۸، مشکوٰۃ، ص:۱۴۶)

واضح ہوا کہ شاہد کا معنیٰ حاضر و ناظر ہے۔

نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صیغہ حاضر کے ساتھ سلام عرض کرنا واجب ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ

(بخاری، ج:۱،ص:۱۱۵، مسلم، مشکوٰۃ، ص:۸۵، فصل الاول)

اے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔

اس مقام پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر نمازی کی ذات میں حاضر وشاہد اور موجود ہیں۔نمازی کو چاہیے کہ اس معنیٰ سے آگاہ رہے۔ (اشعۃ اللمعات، ج:۱،ص:۳۱۲)

وہابی نواب صدیق حسن بھوپالی نے بھی یہی لکھا ہے۔

(مسک الختام، ج:۱،ص:۴۵۹)

حاضر وناظر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر قبر میں جلوہ فرما ہوتے ہیں

جب میت کو دفن کر دیا جاتا ہے تو دو فرشتے منکر اور نکیر اس کے پاس آکر اسے بٹھاتے ہیں اور تین سوالات کرتے ہیں۔

(۱) **مَنْ رَبُّکَ** (تیرا رب کون ہے؟) مسلمان جواب دے گا **رَبِّیَ اللّٰہُ** (میرا رب اللہ تعالیٰ ہے)۔(۲) **مَا دِیْنُکَ** ، (تیرا دین کیا ہے؟) مسلمان جواب دے گا **دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ** (میرا دین اسلام ہے)۔(۳) حضور ﷺ کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں **مَا عِلْمُکَ بِھٰذَا الرَّجُلِ**۔ (اس مرد کے بارے میں تیرا علم وعقیدہ کیا ہے؟)

یہاں ہٰذا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے قریب کا اشارہ ہے۔حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر وناظر جاننے والا اس سوال کا جواب دے گا، یہ میرے نبی رسول ہیں (علیہ الصلوٰۃ والسلام)۔

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ ﷺ کی

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کا منکر، اور جس کا عقیدہ ہو کہ ''حضور مر کر مٹی میں مل گئے (تقویۃ الایمان از اسمٰعیل دیوبندی، وہابی ص:٦١)۔ان تینوں سوالات کے جواب میں کہے گا ھا ھا لا ادری (ہائے افسوس! مجھے تو کوئی علم نہیں)۔ایسا شخص قبر کے امتحان میں فیل ہوگا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر جاننے والا پاس ہوگا (انشاء اللہ العزیز)۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام موت دینے کیلئے ایک وقت میں کروڑوں مقامات پر حاضر و ناظر ہوتے ہیں

قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ (پ:٢١، ع:١٤، آیت:١١)

(اے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام) تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔ (کنز الایمان)

حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک وقت میں کئی مرنے والوں کی قبروں پر صدقہ وخیرات لے کر جاتے ہیں

جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اس کے مر جانے کے بعد اس کے گھر والے صدقہ وخیرات کرتے ہیں تو

اَهْدَا هَالَهُ جِبْرِيْلُ عَلٰى طَبَقٍ مِّنْ نُوْرٍ

جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام اس صدقہ وخیرات کو ایک نورانی طبق میں رکھ کر مرنے والے کی قبر پر لے جاتے ہیں۔ (شرح الصدور، ص:١٢٩)

جب حضرات جبرائیل وعزرائیل اور منکر ونکیر (علیہم الصلوٰۃ والسلام) ایک وقت میں بے شمار جگہوں پر موجود اور حاضر و ناظر ہو سکتے ہیں تو جو تمام انبیاء ورسل وملائکہ اور تمام

خلق کے سلطان و آقا ہیں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کیا وہ سارے جہان میں جلوہ گر اور حاضر وناظر نہیں ہو سکتے؟

توبہ کی قبولیت کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار پُر انوار میں حاضر ہونا ضروری ہے

رب عز وجل ارشاد فرماتا ہے:

وَ تُوْبُوْآ اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّہَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ O

(پ:۱۸، ع:۱۰، آیت:۳۱)

اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

(کنز الایمان)

توبہ میں یقیناً شرع کو جلدی منظور ہے۔ گھڑی بھر کی تاخیر منظور نہیں، نہ یہ کہ مہینے دو مہینے کے لیے ملتوی کر لی جائے۔ اور توبہ کا طریقہ بھی اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے:

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْآ اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُو اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا O

(پ:۵، ع:۶، آیت:۶۴)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنز الایمان)

توبہ کا حکم دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے مانگو اور فوراً مانگو اور طریقہ یہ بتایا گیا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حضور حاضر ہو کر توبہ کرو اگر وہ دور ہیں تو فوری توبہ کیسے ممکن اور

مدینہ طیبہ حاضر ہونا ہر مسلمان کو کیسے آسان! نہیں نہیں، یہی معنی ہیں کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ ہر مسلمان کے دل میں وہ تشریف فرما ہیں، ہر مسلمان کے گھر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ فرما ہیں۔

بحکم خدا تم ہو موجود ہر جا
بظاہر ہے طیبہ ٹھکانہ تمہارا

وہابیہ کے طرف سے اعتراضات اوران کے جوابات

(1) اگر رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر ہیں تو ان کی موجودگی میں مصلّے پر کھڑے ہر کر نماز کیوں پڑھاتے ہو؟

الجواب

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام صحابہ علیہم الرضوان کی موجودگی میں ارشاد فرمایا:

مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ

ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہہ دو کہ وہ (میری موجودگی میں) مصلّے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائیں۔ (بخاری، ج:۱ص:۹۸، مسلم، الجامع الصغیر، ج:۲،ص:۵۰۰)

ثابت ہوا کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر ہوں پھر بھی ان کی اجازت سے اُن کا غلام اُمّتی ان کے مصلّے پر کھڑا ہوکر نماز پڑھا سکتا ہے۔

(2) اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر و ناظر ہیں تو ہجرت کیوں فرمائی؟

(3) ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی باری مقرر کیوں فرمائی؟

(4) اگر حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مکے میں ہوتے تو قرآن مکے میں اترتا اور مدینے میں ہوتے تو قرآن مدینے میں نازل ہوتا۔ اگر آپ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو کچھ

سورتیں مکی اور کچھ مدنی کیوں ہیں؟

الجواب

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دو حالتیں ہیں، ایک روحانی، ایک جسمانی۔ ہجرت فرمانا، ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی باری مقرر فرمانا، سورتوں کا مکی مدنی ہونا یہ جسمانی طور پر ہے ورنہ روحانی طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت، رسالت، رحمت، علم اور فیضان ہر جگہ موجود و حاضر وناظر ہے۔

(5) اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر جگہ حاضر وناظر ہیں تو معراج کس لیے کرائی گئی؟ اگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) عرش پر گئے تو فرش پر نہ رہے اور اگر فرش پر رہے تو معراج نہ ہوئی۔

الجواب

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ (پ:۲۶،ع:۱۶،آیت:۱۶)

اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔

اور فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ (پ:۲،ع:۲،آیت:۱۵۳)

بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

نیز فرمایا:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ (پ:۲،ع:۸،آیت:۱۹۴)

اور جان رکھو کہ اللہ ڈر والوں کے ساتھ ہے۔

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام صابرین اور متقین کے بادشاہ ہیں، تو معراج والی رات اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھا، انکی شہ رگ کے قریب تھا تو مکان پر بلانے کا کیا مطلب ہوا؟ کیا شب معراج اللہ تعالیٰ فرش پر اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نہ رہا تھا؟ تمہارے نزدیک خدا بھی حاضر وناظر نہ ہوا! (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اگر اللہ تعالیٰ ہر جگہ اپنی شان کے لائق جلوہ گر ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کا جلوہ ہیں۔

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

(6) ایک سُنّی کہتا ہے، ''دم بدم پڑھو درود، حضرت بھی ہیں یہاں موجود''
دوسرا کہتا ہے، ''جان کنی کے وقت آنا'' تو دونوں میں ایک تو جھوٹا ہوا۔

الجواب

دونوں سچے ہیں جو یہ کہتا ہے ''حضرت بھی ہیں یہاں موجود'' وہ کہتا ہے کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت، رسالت، رحمت، نور، علم اور فیضان ہر جگہ موجود ہے۔ ''دم بدم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود شریف پڑھو'' دوسرا سُنّی عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) آپ کی نبوت، رسالت، رحمت، نور، علم اور فیضان الحمد للہ میرے پاس موجود ہے لیکن وقت نزع خدا کے لیے جسم انور بھی میرے سامنے کر دینا۔

ہے انہیں کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہیں

☆☆☆

باب نمبر 10

حضور اکرم ﷺ کے لیے عطائی علم غیب شریف کا ثبوت

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

آیات مبارکہ

(1) عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًاۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُکُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًاۙ

(پ:۲۹، ع:۱۲، آیت:۲۷،۲۶)

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلّط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ ان کے آگے پیچھے پہرہ مقرر کر دیتا ہے۔ (کنز الایمان)

اس آیت سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور تمام مرتضٰی رسولوں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے لیے عطائی علم غیب کا ثبوت ملتا ہے۔ اور ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم مرتضٰی رسولوں میں سب سے اعلٰی ہیں، اور اللہ تعالٰی کے حبیب ہیں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) لہٰذا باقی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب بھی سب سے زیادہ عطا فرمایا گیا۔

(2) وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ (پ:۴، ع:۹، آیت:۱۷۹)

اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔ (کنز الایمان)

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو علم غیب عطا فرماتا ہے۔ (علیہم الصلوٰۃ والسلام)

(3) وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ؕ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا○

(پ:۵،ع:۱۴،آیت:۱۱۳)

اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (کنز الایمان)

تفسیر جلالین شریف میں ہے:

"وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ" مِنَ الْاَحْکَامِ وَالْغَیْبِ

(جلالین،ص:۸۷)

(یہاں مِن بیانیہ ہے) یعنی تمام احکام شرعیہ اور تمام غیب سکھائے۔

اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے تمام علوم غیبیہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سکھا دیئے۔ یہاں فرمایا کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم (بڑا فضل) ہے۔ اور دوسری جگہ رب تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ

یعنی اے حبیب (علیک الصلوٰۃ والسلام) فرما دو کہ تمام دنیا کا سامان قلیل (تھوڑا) ہے۔

اس قلیل کا اندازہ کوئی دنیادار نہیں لگا سکتا تو محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر فضل عظیم کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟

(4) مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ (پ:۷، ع:۱۰، آیت:۳۸)

ہم نے اس کتاب میں کچھ اُٹھا نہ رکھا۔ (کنزالایمان)

کتاب سے مراد قرآن مجید یا لوح محفوظ ہے یعنی ہم نے قرآن میں سارے علوم بیان کردیے کچھ بچا نہ رکھا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ اور کون محبوب تھا جس کے لیے وہ علوم اُٹھا رکھے جاتے۔ اس سے حضور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب کُلّی ثابت ہوا کیونکہ سارے علوم ان کتابوں میں اور یہ کتابیں حضور علیہما لصلوٰۃ والسلام کے علم میں ہیں۔ نیز اگر کسی کو یہ علوم بتانا نہ تھے تو رب تعالیٰ نے انہیں لکھا ہی کیوں؟ لکھنے کا منشا یہ تو نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو (معاذ اللہ) اپنے بھول جانے کا اندیشہ تھا تو لامحالہ اس لیے لکھا کہ اپنے محبوبوں کو بتائے۔ (علیہم الصلوٰۃ والسلام)

حق نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے

دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

(5) وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ (پ:۱۱، ع:۹، آیت:۳۷)

اور لوح میں جو کچھ لکھا ہوا ہے (یہ قرآن) سب کی تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں۔ (کنزالایمان)

لوح محفوظ کا سارا علم قرآن میں اور سارا قرآن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں ہے۔ لہٰذا لوح محفوظ کے تمام علوم اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائے۔

قصیدہ بردہ شریف میں علامہ بوصیری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

یعنی لوح وقلم کا سارا علم آپ کے علم کا ایک حصہ ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

(6) وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّ هُدًی وَّرَحْمَةً وَّ بُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَO (پ:۱۴، ع:۱۸، آیت:۸۹)

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اُتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو۔ (کنز الایمان)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے جو علم حاصل کرنا چاہے قرآن کو لازم کرے اس میں اولین وآخرین کی خبریں ہیں۔

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اُمّت کے سارے علوم حدیث کی شرح ہیں اور حدیث پاک قرآن کریم کی شرح ہے۔

جب قرآن مجید میں تمام غیبی علوم موجود ہیں اور ہمارے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پورے قرآن کو جانتے ہیں تو ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کلی علم غیب عطا فرمایا:

ان پر کتاب اتری بیاناً لکل شیءٍ

تفصیل جس میں ما عبر و ما غبر کی ہے

(7) اَلرَّحْمٰنُO عَلَّمَ الْقُرْاٰنَO خَلَقَ الْاِنْسَانَO عَلَّمَهُ الْبَیَانَO (پ:۲۷، ع:۱۱، آیت:۱تا۴)

رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا، انسانیت کی جان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کو پیدا کیا۔ **مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن** کا بیان انہیں سکھایا۔ (کنزالایمان)

سکھانے والا اللہ تعالیٰ، جو کتاب سکھائی گئی وہ قرآن پاک جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور جسے سکھائی گئی وہ نبیوں کے سلطان (علیہم الصلوٰۃ والسلام) تو پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم شریف میں کوئی کمی کیسے رہ سکتی ہے؟ جو شخص نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم پر اعتراض کرتا ہے اس کے نزدیک یا تو قرآن پاک میں کُل علم نہیں ہے یا اللہ تعالیٰ نے اچھی طرح پورا قرآن سکھایا ہی نہیں، اور یا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قرآن پاک کو صحیح طرح سمجھ نہیں سکے، ایسا شخص خدا اور رسول (عزوجل، ﷺ) اور قرآن کا منکر ہے۔

تو دانائے ماکان و مایکون ہے

مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں

(8) **ذٰلِکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ** ط (پ:۳، ع:۱۳، آیت:۴۴)

یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر (اے محبوب علیک الصلوٰۃ والسلام) تمہیں بتاتے ہیں۔

(9) **تِلْکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَآ اِلَیْکَ** ج (پ:۱۲، ع:۴، آیت:۴۹)

یہ غیب کی خبریں ہیں (اے پیارے حبیب علیک الصلوٰۃ والسلام) ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔ (کنزالایمان)

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتائے جانے کے باوجود بھی غیب کے علم کو غیب ہی کہا جاتا ہے جیسا کہ اگلی آیت سے ظاہر ہے۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

(10) **وَمَا هُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ** O (پ:۳۰، ع:۶، آیت۲۴)

اور یہ نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) غیب بتانے میں بخیل نہیں۔ (کنزالایمان)

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب دیا گیا، دوسرے یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس میں سے بہت کچھ بتا دیا۔ ظاہر ہے کہ بخیل نہ ہونا، سخی ہونا اُسی کی صفت ہو سکتی ہے جس کے پاس قدرت کے خزانے ہوں اور وہ مخلوق خدا میں بانٹتا رہے۔ غیب سے مراد مسائل شرعیہ ہیں جو عالم غیب سے آئے یا گذشتہ یا آئندہ زمانے کے غیبی حالات مراد ہیں یا عالم غیب کی خبریں مراد ہیں۔ ثابت ہوا کہ ہمارے نبی محترم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب جانتے ہیں۔

نبی کا معنٰی ہی غیب بتانے والا اور عالم غیب کی خبریں بتانے والا، لفظ نبی **نَبَاء** " سے بنا اور **نَبَاء** " خبر کو کہتے ہیں۔

حضرت امام قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

اَلنُّبُوَّۃُ ------ هِیَ الْاِطِّلَاعُ عَلَی الْغَیْبِ

یعنی نبوت کا معنی ہی غیب جاننا ہے۔ (شفاء شریف، ج:۱، ص:۱۶۱)

☆☆☆☆

باب نمبر 11

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو روزِ اوّل سے روزِ آخر تک تمام علوم غیبیہ سکھائے

کہنا نہ کہنے والے تھے جب سے تو اطلاع
مولیٰ کو قول و قائل و ہر خشک و تر کی ہے

احادیثِ مبارکہ

(1) عَنْ عُمَرَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَقَامًا فَاَخْبَرَ نَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ مَنَازِلَھُمْ وَاَھْلُ النَّارِ مَنَازِلَھُمْ حَفِظَ ذٰلِکَ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ۔

(بخاری، ج ا،ص:۴۵۳، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی قول اللہ تعالیٰ وھو الذی یبدؤ الخلق، مشکوٰۃ:۵۰۶، کتاب الفتن باب بدء الخلق الخ، قدیمی کتب خانہ عمدۃ القاری، ج:۱۰،ص:۵۴۳، دارالحدیث ملتان)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہم میں ایک جگہ قیام فرمایا پھر ہم کو ابتدائے پیدائش سے لے کر جنتیوں کے اپنی منزلوں میں پہنچنے اور دوزخیوں کے اپنی منزلوں میں پہنچنے تک تمام خبریں دیں۔ جس نے یاد رکھا اُس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

(2) مسلم نے حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح روایت کیا:

فَاَخْبَرَ نَا بِمَا ھُوَ کَائِنٌ " اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ قَالَ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا۔ (صحیح مسلم، ج:۲،ص:۳۹۰، مشکوٰۃ شریف، ص:۵۴۳)

پس نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو قیامت تک ہونے والے تمام واقعات کی خبر دے دی پس ہم میں بڑا عالم وہ ہے جو ان باتوں کو زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔

(3) حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَ مَغَارِبَھَا۔

(مشکوٰۃ، ص:۵۱۲، کتاب الفتن باب فضائل سید المرسلین ﷺ، الفصل الاول، قدیمی کتب خانہ کراچی)

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی پس میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔

(4) **قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ رَاَیْتُ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ قَالَ فَوَضَعَ کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَھَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ**

(مشکوٰۃ، ص:۷۰، کتاب الصلوٰۃ، باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، الفصل الثانی قدیمی کتب خانہ کراچی، ترمذی، ص:۱۵۹، ج:۲)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کو احسن صورت میں دیکھا (جو اس کی شان کے لائق ہے) فرمایا رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میری پشت پر رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے قلب میں پائی پس میں نے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو جان لیا۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

''عبارت است حصول تمام علومہ جزوی وکلی واحاطہ عام''

عبارت ہے کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام علوم حاصل ہو گئے جزوی بھی اور کلی بھی اور سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احاطہ علم میں ہو گیا۔

(اشعۃ اللمعات، ص:۳۴۲، ج:۱)

(5) سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے کلی علم کا ثبوت

احمد و ترمذی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح روایت کیا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میری پشت پر رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی۔

فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَ عَرَفْتُ

(مسند امام احمد بن حنبل، ص:۲۴۳، ج:۵، اشعۃ اللمعات، ص:۳۴۳، ج:۱، مشکوٰۃ، ص:۷۲، کتاب الصلوٰۃ، باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ، الفصل الثالث قدیمی کتب خانہ کراچی)

پس کل شے میری لیے ظاہر ہو گئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

نہ روح امیں نہ عرش بریں نہ لوح مبیں کوئی بھی کہیں

خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لیے

(6) **اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْہَا وَاِلٰی مَاھُوَ کَائِنٌ" فِیْہَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ جَلْیَانًا۔**

(زرقانی، ص:۲۳۷، ج:۷، مواہب اللدنیہ، ص:۱۹۲، ج:۲، طبرانی، الخصائص الکبریٰ، مجمع الزوائد، ص:۲۸۷، ج:۸، کنز العمال، ص:۴۲۰، ج:۱۱)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے ساری دنیا کو پیش فرمایا پس میں اس دنیا کو اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے اس ہاتھ کو ظاہر دیکھتا ہوں۔

(7) **مَامِنْ شَیْءٍ لَمْ اَکُن اُرِیْتُهٗ اِلَّا رَاَیْتُهٗ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا حَتّٰی الْجَنَّةَ وَالنَّارَ۔**

(بخاری شریف، ص:۱۸، ج:۱، کتاب العلم، باب الفتیا وھو واقف الخ قدیمی کتب خانہ)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک میں نے اپنے اس مقام میں ہر وہ چیز دیکھی جو میں نے دیکھی نہ تھی یہاں تک کہ میں نے جنت اور دوزخ کو دیکھا۔

(8) **عَنْ حُذَیْفَةَ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **قَالَ وَاللّٰہِ مَاتَرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنْ قَآئِدِ فِتْنَةٍ اِلٰی اَنْ تَنْقَضِیَ الدُّنْیَا یَبْلُغُ مَنْ مَّعَهٗ ثَلٰثَمِائَةٍ فَصَاعِدًا اِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاِسْمِهٖ وَاسْمِ اَبِیْهِ وَاسْمِ قَبِیْلَتِهٖ۔** (ابوداؤد، ج:۲، ص:۲۲۶، مشکوٰۃ، ص:۴۶۳، کتاب الفتن، قدیمی کتب خانہ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا، فرمایا اللہ کی قسم! حضور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کے ختم ہونے تک کسی فتنہ کے چلانے والے کو نہیں چھوڑا جس کے پیروکار تین سو سے زیادہ ہوں گے مگر رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فتنہ چلانے والے کا نام، اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام بتا دیا۔

(9) پیٹ کا علم

رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت ام فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا گیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں، عرض کی یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام آج رات میں نے ایک براخواب دیکھا، فرمایا وہ خواب کیا ہے؟ عرض کی وہ بہت شدید خواب ہے، رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ خواب کیا ہے؟ حضرت ام فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی میں نے دیکھا گویا آپ کے جسم انور کا ایک ٹکڑا قطع کیا گیا اور میری گود میں رکھا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رَاَیْتِ خَیْرًا تَلِدُ فَاطِمَۃُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ غُلَامًا یَکُوْنُ فِیْ حِجْرِکِ۔

تو نے اچھا خواب دیکھا حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ہاں ان شاء اللہ تعالیٰ لڑکا پیدا ہوگا جو تمہاری گود میں رہے گا۔

حضرت اُمّ فضل فرماتی ہیں پس حضرت فاطمہ کے ہاں حُسین پیدا ہوئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تو وہ میری گود میں رہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ (مشکوٰۃ، ص:۵۷۳، ابن ماجہ، ص:۲۸۴، مسند امام احمد، ج:۲، ص:۳۳۵)

(10) آئندہ کل کا علم

قَالَ یَوْمَ خَیْبَرَ لَاُعْطِیَنَّ ھٰذِہِ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنگ خیبر کے دن فرمایا کہ میں آئندہ کل یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ خیبر فتح فرمائے گا۔ وہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسے دوست رکھتے ہیں۔

جب صبح ہوئی تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اَیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کی یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام، ان کی آنکھیں دکھتی ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں اپنا لعاب مبارک لگایا تو آنکھیں بالکل درست ہوگئیں گویا درد تھا ہی نہیں، پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا۔ ان کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے خیبر فتح فرمادیا۔

(بخاری، ج:۱، ص:۴۱۳، مسلم شریف، ج:۲، ص:۲۷۸، مشکوٰۃ شریف، ص:۵۶۳، مناقب علی رضی اللہ عنہ قدیمی کتب خانہ)

(11) کون کہاں مرے گا

بدر کے مقام پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْاَرْضِ هٰهُنَا وَهٰهُنَا قَالَ فَمَا مَاطَ اَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

(صحیح مسلم، ج:۲، ص:۱۰۲، ابو داؤد، ج:۲، ص:۸، نسائی، ج:۱، ص:۲۲۶، مشکوٰۃ، ج:۱، ص:۵۴۳، مسند ابو داؤد، طیالسی، ص:۹، الخصائص الکبریٰ، ج:۱، ص:۱۹۹)

یہ فلاں شخص کے قتل ہونے کی جگہ ہے اور اپنے مبارک ہاتھ کو زمین پر اِدھر اُدھر رکھتے تھے۔ راوی نے فرمایا کہ قتل کیے جانیوالوں میں سے کوئی بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے ذرا نہ ہٹا (بلکہ اسی جگہ قتل کیا گیا جس کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نشاندہی فرمائی تھی)۔

باب نمبر 12

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب پر اعتراضات اور جوابات

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خُدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

اعتراض (1)

علم غیب خُدا کی صفت ہے، اس میں کسی کو شریک کرنا شرک فی الصفات ہے۔

الجواب

غیب جاننا بھی خُدا کی صفت ہے اور حاضر چیزوں کا جاننا بھی خُدا کی صفت ہے۔ **عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ** (غائب اور حاضر کو جاننے والا) تو کسی کے لئے حاضر چیزوں کا علم ماننا بھی شرک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سمیع وبصیر ہے۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی عطا سے دیکھتے سنتے ہیں۔ ہماری دیکھنے سننے کی صفات عطائی اور حادث ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کی یہ صفات ذاتی اور قدیم ہیں تو پھر شرک کیسا؟ اسی طرح علم غیب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عطائی حادث اور متناہی، رب تعالیٰ کا علم ذاتی، قدیم اور معلومات غیر متناہیہ کا ہے۔

اعتراض (2)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک نکاح میں تشریف لے گئے جہاں انصار کی کچھ بچیاں دف بجا کر جنگ بدر کے مقتولین کے مرثیہ کے اشعار پڑھنے لگیں ان میں سے کسی

نے یہ مصرع پڑھا:

وَفِيْنَا نَبِيٌّ " يَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ

(ہم میں ایسے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو آئندہ کل کی بات جانتے ہیں) تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

دَعِیْ هٰذِهٖ وَقُوْلِیْ بِالَّذِیْ كُنْتِ تَقُوْلِیْنَ

(یہ چھوڑ دو وہی پڑھے جاؤ جو پہلے پڑھ رہی تھیں) اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو سچی بات سے نہ روکتے۔

الجواب

پہلی بات تو یہ کہ یہ مصرع بچیوں نے تو بنایا ہی نہ تھا اور نہ ہی کافروں مشرکوں نے بنایا تھا۔ ظاہر ہے یہ کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شعر ہے۔ بتاؤ شعر بنانے والے وہ صحابی مشرک ہیں یا مسلمان؟

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شعر بنانے والے کو بُرا کہا نہ شعر کی مذمت کی بلکہ بچیوں کو پڑھنے سے روکا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چار وجوہ سے ان کو پڑھنے سے روکا:

اولاً: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انکسار فرمایا کہ جو اشعار پہلے پڑھ رہی تھیں وہ پڑھتی رہو میرے آنے کی وجہ سے موضوع تبدیل نہ کرو۔

دوم: یہ کہ کھیل کود کے دوران نعت کے اشعار پڑھنے سے ممانعت فرمائی کہ نعت کے لئے ادب چاہیے۔

سوم: علم غیب ذاتی کی نسبت اپنی طرف کرنے کو ناپسند فرمایا۔

چہارم: یہ کہ مرثیہ کے درمیان نعت پڑھنا ناپسند فرمایا۔

اعتراض (3)

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا تو خیبر میں زہر آلود گوشت کیوں کھایا؟

الجواب

خیبر والوں میں سے ایک یہودن نے زہر آلود بھُنی ہوئی بکری حضور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ میں بھیجی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس گوشت میں سے بازو لیا پس اس میں سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تناول فرمایا۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو صحابہ کرام علیہم الرضوان تھے انہوں نے بھی تناول فرمایا۔ پھر رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا **اِرْفَعُوْا اَیْدِیَکُمْ** کھانے سے ہاتھ اٹھالو اور یہودن کو پیغام بھیج کر بلایا اور فرمایا **سَمَمْتِ هٰذِهِ الشَّاةَ** اس بکری کے گوشت میں تو نے زہر ملایا! تو وہ بولی، آپ کو کس نے خبر دی؟ فرمایا **اَخْبَرَتْنِیْ هٰذِهٖ فِیْ یَدِیْ لِلذِّرَاعِ** یہ جو میرے ہاتھ میں بکری کا بازو ہے اس نے مجھے بتایا۔ وہ عورت کہنے لگی ہاں! میں نے کہا اگر آپ سچے نبی ہیں تو آپ کو نقصان نہ پہنچے گا اور اگر آپ نبی نہیں تو ہم آپ سے خلاصی پائیں گے۔ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عورت کو معاف فرما دیا اور جن صحابہ علیہم الرضوان نے گوشت کھایا تھا وہ شہید ہو گئے۔

(مشکوٰۃ، ص: ۵۴۲، باب فی المعجزات)

گوشت جانتا تھا کہ مجھ میں زہر ملا ہوا ہے کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو

علم نہ تھا؟ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو علم تھا کہ اس میں زہر ہے اور یہ بھی علم تھا کہ زہر بحکم الٰہی اثر نہ کرے گا اور یہ بھی خبر تھی کہ رب تعالٰی کی مرضی یہی تھی کہ ہم اسے کھائیں تا کہ بوقت وصال اس کا اثر لوٹ آئے اور ہم کو شہادت کا مرتبہ عطا فرمایا جائے۔ راضی برضا تھے۔

اعتراض (4)

بئرِ معونہ کے منافقین دھوکے سے ستر (۷۰) صحابہ رضی اللہ عنہم کو لے گئے جنہیں وہاں لے جا کر شہید کر دیا۔ اگر آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو علمِ غیب تھا تو انہیں بھیج کر کیوں شہید کروایا؟

الجواب

بعطائے الٰہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا اور یہ بھی خبر تھی کہ مرضی الٰہی یہی ہے اور ان کی شہادت کا وقت آ گیا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا ہی اُنہیں کو جنہوں نے شہید ہونا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام مرضی الٰہی پا کر فرزند پر چھُری لے کر تیار ہو گئے، کیا یہ بے گناہ پر ظلم تھا؟ نہیں بلکہ رضائے مولا پر رضا تھی۔ اچھا بتاؤ رب تعالٰی کو تو خبر تھی کہ یہ صحابہ علیہم الرضوان شہید ہونگے، اس نے وحی بھیج کر کیوں نہ روک دیا؟ کئی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو شہید کیا گیا۔ قرآن پاک میں ہے۔

وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ (پ:۱، ع:۷)

اور انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کو ناحق شہید کرتے۔ (کنز الایمان)

کیا اللہ تعالٰی کے علم میں نہ تھا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو شہید کیا جائے گا تو پھر اللہ تعالٰی نے انہیں کیوں بھیجا؟

اعتراض (5)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار گم ہو گیا جگہ جگہ تلاش کیا نہ ملا اونٹ کے نیچے سے برآمد ہوا۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا تو لوگوں کو اس وقت کیوں نہ بتایا کہ ہار وہاں ہے؟ معلوم ہوا کہ علم نہ تھا۔

الجواب

بیان نہ کرنا اس بات کی دلیل نہیں ہوتا کہ علم ہی نہیں۔ نہ بتانے میں بہت سے حکمتیں ہوتی ہیں۔ جو نبی آسمان کے ستاروں کی تعداد جانتا ہو، تمام اُمتیوں کی نیکیوں کی تعداد جانتا ہو، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ وُزِنَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ بِاِیْمَانِ اَھْلِ الْاَرْضِ لَرَجَحَ عَلَیْھِمْ

اگر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان تمام زمین والوں (اُمتیوں) کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان ان سب کے ایمان پر بھاری ہوگا۔ (نور الابصار، ص:۵۶)

جو نبی تمام مومنوں کے ایمان کی کمیت جانتا ہو، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کو سب کے ایمان پر بھاری جانتا ہو، وہ نبی اونٹ کے نیچے ہار کو بھی جانتا تھا۔ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)۔ بتایا اس لیے نہیں کہ مرضی الٰہی یہ تھی کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار گم ہو، مسلمان ہار کی تلاش میں رُک جائیں، ظہر کا وقت آجائے، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو طہارت کے لئے پانی کی ضرورت ہو لیکن پانی نہ ملے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا جائے کہ کیا کریں، تب آیت تیمم نازل ہو۔

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا

بِرُءُوسِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ط (پ:۵،ع:۴)

اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو، تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو۔

(کنزالایمان)

جس سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عظمت قیامت تک کے مسلمانوں کو معلوم ہو کہ ان کے طفیل ہم کو تیمم کا حکم ملا۔ اگر اس وقت ہار بتا دیا جاتا تو آیت تیمم کیسے نازل ہوتی؟ رب تعالیٰ کے کام اسباب سے ہوتے ہیں۔ تعجب ہے کہ جو آنکھ قیامت تک کے حالات کا مشاہدہ کرے اس سے اونٹ کے نیچے پڑی ہوئی چیز کس طرح مخفی رہے۔

اعتراض (6)

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ غار میں تشریف لے گئے تو سانپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈس لیا۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیب کا علم تھا تو بتایا کیوں نہیں؟

الجواب

یہاں بھی بتانے کی نفی ہے علم کی نفی نہیں۔ نہ بتانے میں حکمتیں تھیں۔

ایک یہ کہ سانپ کو زیارت سے مشرف کرانا تھا۔

دوسری یہ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جاں نثاری کا صلہ دینا تھا۔

تیسری یہ کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف کی جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا مبارک لعاب دہن لگایا جس سے زہر کا اثر جاتا رہا۔ اس طرح حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم نے یہ ظاہر فرمانا تھا کہ میرا لعاب دہن دافع بلا، حاجت روا اور مشکل کشا ہے۔

صدیق رضی اللہ عنہ بلکہ غار میں جان ان پہ دے چکے
اور حفظ جاں تو جان فروضِ غرر کی ہے
مولا علی رضی اللہ عنہ نے واری تیری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر جو سب سے اعلیٰ خطر کی ہے
ہاں تو نے ان کو جان انہیں پھیر دی نماز
پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

چوتھی یہ کہ بوقت وصال سانپ کے زہر کے اثر کی وجہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہادت کا مرتبہ ملنا تھا۔

اعتراض (7)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تہمت لگی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس میں پریشان تو رہے مگر بغیر وحی آئے ہوئے کچھ نہ فرما سکے کہ یہ تہمت صحیح ہے یا غلط۔ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو پریشانی کیسی؟ اور اتنے روز تک خاموشی کیوں فرمائی؟

الجواب

اس واقعہ میں بھی نہ بتانا ثابت ہوتا ہے، بے علمی ثابت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے

بھی کئی روز تک ان کی عصمت کی آیات نہ اُتاریں، تو کیا رب تعالیٰ کو بھی خبر نہ تھی؟

تفسیر ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) میں ہے:

لَمْ تَفْجُرْ اِمْرَأَةُ نَبِيٍّ قَطُّ۔

(تنویر المقیاس علی حامش درمنثور، ج: ۲، ص: ۱۰۱، ابن کثیر، ج: ۷، ص: ۶۳، روح المعانی، درمنثور، ج: ۶، ص: ۲۴۵، تفسیر کبیر، ج: ۸، ص: ۱۸۸، الجامع الاحکام القران، ج: ۸، ص: ۲۰۲)

کسی نبی علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بیوی نے کبھی بدکاری نہیں کی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول (علیک الصلوٰۃ والسلام) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یقیناً سچی ہیں اور منافق جھوٹے ہیں:

لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى عَصَمَكَ عَنْ وَقْعِ الذُّبَابِ عَلٰى جِلْدِكَ لِاَنَّهٗ يَقَعُ عَلَى النَّجَاسَةِ۔

اس لیے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسم انور پر مکھی بیٹھنے سے آپ کو بچایا کیونکہ وہ گندگی پر بیٹھتی ہے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک بدعورت کی صحبت سے آپ کو محفوظ نہ رکھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

اِنَّ اللّٰهَ مَا اَوْقَعَ ظِلَّكَ عَلَى الْاَرْضِ لِئَلَّا يُصِيْبَهٗ اَحَدٌ بِقَدَمِهٖ۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر پڑنے نہیں دیا کہ کہیں کسی کا پاؤں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سایہ پر نہ پڑ جائے تو کسی شخص کے لئے کیسے ممکن ہے کہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ کی آبرو خراب کرے۔ (معاذ اللہ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

انَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَخْبَرَكَ بِنَجَاسَةٍ عَلٰى نَعْلِكَ وَاَمَرَكَ بِاِخْرَاجِهٖ

بیشک حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نعل مبارک پر لگی ہوئی (جوں کے خون کی) نجاست کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی اور آپ سے عرض کی کہ حضور نعل شریف اتار لیں۔

اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ بدکارہ ہوتی (معاذ اللہ) تو اللہ تعالیٰ حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیج کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ کو آپ سے جدا کروا دیتا، جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نہ آنا دلیل ہے کہ آپ کی زوجہ پاک ہے۔

(ازنزہتہ المجالس، ج: ۲، ص:۱۸۲، مدارج النبوۃ، ج:۱،ص:۲۰۱، روضۃ الاحباب،ص:۲۲۶،تفسیر مدارک، ج:۳،ص:۱۰۳،تفسیر روح البیان، ج:۴،ص:۱۱۲)

بنت صدیق آرام جان نبی
اس حریم برأت پہ لاکھوں سلام
یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ
ان کی پر نور صورت پہ لاکھوں سلام

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے۔

فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى اَهْلِيْ اِلَّا خَيْرًا

(بخاری، ج:۲،ص:۵۱۵)

تو اللہ کی قسم! میں اپنی بیوی کی پاکیزگی بالیقین جانتا ہوں۔

رہی پریشانی اور اتنا سکوت یہ کیوں ہوا؟ پریشانی کی وجہ معاذ اللہ لاعلمی نہیں ہے۔ اگر کسی عزت وعظمت والے پر غلط الزام لگایا جائے اور وہ جانتا بھی ہو کہ یہ الزام غلط ہے پھر بھی بدنامی کے اندیشہ پر پریشان ہو جاتا ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو پریشان ہوئے ہی نہ تھے بلکہ چند روز اس انتظار میں خاموش رہے کہ میری زوجہ مطہرہ کی پاکی خود رب العلمین ارشاد فرمائے گا۔

اگر آیات کے نزول کا انتظار نہ فرمایا جاتا اور پہلے ہی اپنی بیوی محترمہ کی پاکدامنی کا اظہار فرمایا جاتا تو منافقین کہتے کہ اپنی اہل خانہ کی حمایت کی۔ مسلمانوں کو تہمت کے مسائل اور مقدمات کی تحقیق کے طریقہ کار کا پتہ نہ چلتا۔

اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق دے۔ (آمین)

باب نمبر 13

حبیب خدا علیہ التحیۃ والثنا کا اختیار اور شفاعت

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

حقیقی قادر و مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہے۔ اس نے اپنی خاص عطا اور فضل عظیم سے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کونین کا حاکم اور ساری خدائی کا والی و مختار بنایا۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم اور نائب اکبر ہیں۔

قادر کل کے نائب اکبر
کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں

حضور حاکم ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا کہ جو میرے محبوب کو حاکم نہ مانے وہ مسلمان ہی نہیں:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ○ (پ:۵، ع:۶)

تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔ (کنزالایمان)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں

رب العلمین نے ارشاد فرمایا:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ○۔ (پ:۱۷،ع:۷)

اورہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

(کنزالایمان)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دافع بلا ہیں

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے دنیا والوں سے عذاب کی بلا دفع فرماتا ہے:

وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمۡ وَاَنۡتَ فِیۡھِمۡ ط (پ:۹،ع:۱۸)

اوراللہ کا کام نہیں کہ ان پرعذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

(کنزالایمان)

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بوجھ اور گلے کے پھندے اتار کر بلا دفع فرماتے ہیں۔

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم احکام شرعیہ کے مالک ومختار ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیۡھِمُ الۡخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنۡھُمۡ اِصۡرَھُمۡ وَالۡاَغۡلٰلَ الَّتِیۡ کَانَتۡ عَلَیۡھِمۡ ط۔

(پ:۹،ع:۹)

اور وہ (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا۔ (کنزالایمان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا تو فرمایا **یٰاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَیْكُمُ الْحَجُّ فَحُجُّوْا** اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے۔ پس حج کیا کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا **اَكُلَّ عَامٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ** (یارسول اللہ، علیک الصلوٰۃ والسلام کیا ہر سال؟) تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے حتیٰ کہ اس آدمی نے تین بار عرض کیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ**۔ اگر میں ہاں فرما دیتا تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا۔

(مشکوٰۃ کتاب المناسک الفصل الاول، ص:۲۲۰، ۲۲۱، قدیمی کتب خانہ کراچی، ص: ۲۲۱، مسلم، ج:۱، ص:۴۳۲، نسائی، ج:۲، ص:۱، بیہقی، ج:۴، ص:۳۲۶، مسند امام احمد، ج: ۲، ص:۵۰۸، دارقطنی، ج:۲، ص:۲۸۱، ترمذی، ج:۱، ص:۱۶۸، ابن ماجہ، ص:۲۱۳، سنن دارمی، ج:۲، ص:۴۶، صحیح ابن حبان، ج:۷، ص:۷، صحیح ابن خزیمہ، ج:۴، ص:۱۲۹، بلوغ المرام، ص:۵۱)

پتہ چلا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہی قانون شریعت ہے۔

اللہ و رسول کا فضل وانعام ہے (عزوجل، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے:

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ج

(پ:۱۰، ع:۱۶)

اور انہیں (کفار و منافقین) کو برا لگا (یہی نہ کہ) اللہ و رسول نے انہیں (مسلمانوں کو) اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَاَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِ. (پ:۲۲، ع:۲)

اللہ تعالیٰ نے اسے نعمت دی اور (اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تم نے اسے نعمت دی۔ (کنزالایمان)

لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ ﷺ کی

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مومنوں پر مہربان ہیں

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان بیان فرماتا ہے:

بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ۝۔ (پ:۱، ع:۵)

مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

اب قابل غور امر یہ ہے کہ مہربانی وہی فرمائے گا جس کے پاس اختیار ہے اور جس کے پاس اختیار نہیں اس نے مہربانی و رحم کیا فرمانا۔

ثانیاً: رحم وہی فرمائے گا جو زندہ ہو اور جو مردہ ہو وہ کیسے رحم کرے گا۔

ثالثاً: نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنوں پر مہربان ہیں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بھی علم ہے کہ فلاں شخص کافر ہے اور فلاں مومن۔

رابعاً: کوئی مومن مشرق میں ہے اور کوئی مغرب میں کوئی شمال میں ہے تو کوئی جنوب میں

اور جوذات قریب نہ ہو وہ رحم کیسے فرمائے۔

اس آیت سے پتہ چلا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے باختیار، زندہ، ہرجگہ موجود اور ہر مومن وکافر کو جانتے ہیں۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم عطا فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ○ ط (پ:۳۰، ع:۱۸)

اے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور منگتا کو نہ جھڑکو۔

(کنزالایمان)

مومن ہوں مومنوں پر رؤف و رحیم ہو
سائل ہوں سائلوں کو خوشی لانہر کی ہے

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

(پ:۲۸، ع:۴)

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

(کنزالایمان)

حضور تمام خزانوں کے مالک وقاسم ہیں (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا:

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ ط (پ:۳۰، ع:۳۳)

اے محبوب بیشک ہم نے تمھیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ (کنزالایمان)

کوثر سے مراد حوضِ کوثر بھی ہے اور خیرِ کثیر بھی، جیسا کہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ہے۔

اَلْخَیْرَ الْکَثِیْرَ کُلَّہٗ۔ یعنی تمام خیر کثیر

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ" وَخَازِنٌ" وَاللّٰہُ یُعْطِیْ

میں تقسیم کرنے والا ہوں اور میرے پاس خزانے ہیں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

(بخاری، ج:۱، کتاب العلم، باب من یرد اللہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی، ص:۱۶، صحیح مسلم، ج:۱ص:۳۳۳، مشکوٰۃ، کتاب العلم الفصل الاول قدیمی کتب خانہ، ص: ۳۲)

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروروں درود

حضور احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَاِنِّیْ قَدْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ اَوْمَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ۔

اور بیشک تحقیق مجھے زمین کے تمام خزانوں یا تمام زمین کی کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں۔

(بخاری، ج:۱ص:۱۷۹، مسلم، ج:۲، ص: ۲۵۰، نسائی، ج:۲، ص:۴۲، مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین علیہ السلام، ص:۵۱۲)

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ کُلِّ شَیْءٍ

(مسند امام احمد، ج:۲، ص:۸۶، جامع صغیر، ج:۱ص:۱۱۰، الفتح الکبیر، ج:۱ص:۴۶۱، کنز العمال، ج:۶، ص:۱۰۶، طبرانی، ج:۲ص:۲۸۶، فتح الباری، ج:۱ص:۱۰۲،)

مجھے ہر چیز کی چابیاں عطا ہوئی ہیں۔

ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے
مالک کل کہلاتے یہ ہیں

بفضلہٖ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زمین وآسمان کے بادشاہ ہیں

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

مَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَلَهٗ وَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ وَوَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَمَّا وَزِيْرَايَ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ فَجِبْرَائِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَاَمَّا وَزِيْرَايَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ۔

ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں سے اور دو وزیر زمین والوں سے ہوتے ہیں۔تو اہل آسمان سے میرے دو وزیر جبرائیل ومیکائل ہیں اور اہل زمین سے ابوبکر وعمر (علیٰ نبینا الکریم وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیم)۔

(ترمذی، ج:۲، ابواب المناقب میر محمد کتب خانہ کراچی، ص:۲۰۹، مشکوٰۃ باب مناقب ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم الفصل الثانی قدیمی کتب خانہ کراچی، ص:۵۶۰)

قرآن وحدیث کے برعکس وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔اور یہ کہ جو نبی کو شفیع وجیہہ مانے سو وہ اصل مشرک ہے۔

(تقویۃ الایمان از اسمٰعیل دہلوی وہابی، دیوبندی)

مقام محمود---شفاعت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (پ:۱۵،ع:۹)

قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود میں بھیجے۔

حضور شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی گئی مقام محمود کیا چیز ہے؟

فرمایا **هِیَ الشَّفَاعَةُ** وہ شفاعت ہے۔

(بخاری، ج:۲،ص:۶۸۶، ترمذی، ابواب التفسیر میر محمد کتب خانہ کراچی، ج:۲،ص:۱۴۲)

حرزِ جاں ذکر شفاعت کیجیے
نار سے بچنے کی صورت کیجیے

رضائے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ط (پ:۳۰،ع:۱۸)

اور قریب تر ہے تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

جب یہ آیت اتری حضور محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثنا نے فرمایا:

اِذًا لَا اَرْضٰى وَ وَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِىْ فِى النَّارِ.

یعنی جب اللہ تعالیٰ مجھے راضی کر دینے کا وعدہ فرماتا ہے تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہا۔ (دیلمی، تفسیر کبیر، ج:۲۱،ص:۲۱۳)

حضور نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اَشْفَعُ لِاُمَّتِىْ حَتّٰى يُنَادِيَنِىْ رَبِّىْ اَرَضِيْتَ يَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ اَىْ رَبِّ رَضِيْتُ.

میں اپنی اُمت کی شفاعت کروں گا یہاں تک میرا رب مجھے فرمائے گا اے محمد صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیا تو راضی ہوا؟ میں عرض کروں گا اے میرے رب میں راضی ہوا۔

(تفسیر درمنثور، ج:٦،ص:٣٦١، روح البیان، ج:٦،ص:٤٥٥)

وجاہت

حضرت عیسیٰ وموسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے ہاں وجیہ ہیں۔

ارشاد باری ہے:

اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ O (پ:٣، ع:١٣)

جس کا نام ہے مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا رودار (وجیہ) ہوگا دنیا اور آخرت میں اور قرب والا۔

وَكَانَ عِندَ اللَّهِ وَجِيهًا O (کنز الایمان)

اور موسیٰ اللہ کے یہاں آبرو والا (وجیہ) ہے۔

ہمارے نبی تو تمام نبیوں کے سلطان اور اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

اَلَا وَاَنَا حَبِيبُ اللّٰهِ۔ سن لو میں اللہ کا حبیب ہوں۔

(ترمذی، ج:٢،ص:٢٠٢، مشکوٰۃ،ص:٥١٤، دارمی، ج:١،ص:٣٩)

انہیں اللہ تعالیٰ نے مقام محمود کا وعدہ فرمایا جہاں اوّلین وآخرین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کریں گے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانیوالی ہے

ان کی رضا کا طالب ان کا رب تعالیٰ ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے:

كُلُّهُمْ يَطْلُبُوْنَ رِضَائِيْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ يَا مُحَمَّدُ۔

اے پیارے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا کا طالب ہوں۔ (تکمیل الایمان، ص:۳۲، نزہتہ المجالس، ج:۲، ص:۱۳۵)

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

آپ درگاہ خدا میں ہیں وجیہ
ہاں شفاعت بالوجاہت کیجیے

حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے

اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَوَّلُ مَنْ يَّنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَ اَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ

قیامت کے دن میں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کا سردار ہوں گا۔ سب سے پہلے میں اپنی قبر انور سے نکلوں گا۔ سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔

(مسلم، ج:۲، ص:۲۴۵، مشکوٰۃ، ص:۵۱۱، ترمذی، ج:۲، ص:۲۰۲)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں:

شَفَاعَتِيْ لِاَهْلِ الْكَبَآئِرِ مِنْ اُمَّتِيْ

(ابن ماجہ، ص:۳۲۹، مشکوٰۃ، ص:۴۹۴، ترمذی، ص:۷۰، جامع صغیر مع فیض القدیر، ج:۴، ص:۱۲۶)

میری شفاعت میری امت میں ان کے لئے ہے جو کبیرہ گناہ والے ہیں۔

تجھ سا سیاہ کار کون ان سا شفیع ہے کہاں
پھر وہ تجھی کو بھول جائیں دل یہ ترا گمان ہے

نبی، عالم اور شہید شفاعت کریں گے (علیہم الصلوٰۃ والسلام)

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ثَلٰثَةٌ" اَلْاَنْبِیَآءُ ثُمَّ الْعُلَمَآءُ ثُمَّ الشُّهَدَآءُ

قیامت کے دن تین طرح کے حضرات شفاعت کریں گے۔ انبیاء پھر علماء پھر شہداء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) (ابن ماجہ، ص: ۳۳۰، مشکوٰۃ، ص: ۴۹۵، کنز العمال، ج: ۱۰، ص: ۱۵۱)

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو تمام نبیوں میں سب سے افضل ہیں۔ (علیہم الصلوٰۃ والسلام) لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت بدرجہ اولیٰ ثابت ہوئی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی کچا بچہ اپنے ماں باپ کی شفاعت کریگا

عالم ما کان وما یکون (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے غیب کی خبر عطا فرمائی

اِنَّ السِّقْطَ لَیُرَاغِمُ رَبَّهٗ اِذَا اَدْخَلَ اَبَوَیْهِ النَّارَ فَیُقَالُ اَیُّهَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهٗ اَدْخِلْ اَبَوَیْکَ الْجَنَّةَ فَیَجُرُّهُمَا بِسَرَرِهٖ حَتّٰی یُدْخِلَهُمَا الْجَنَّةَ

بیشک ماں کے پیٹ سے گرا ہوا کچا بچہ اپنے رب سے جھگڑا کرے گا۔ جس وقت رب تعالیٰ اُس کے ماں باپ کو دوزخ میں ڈالے گا، تو کہا جائیگا اے اپنے رب سے جھگڑنے والے گرے ہوئے بچے اپنے ماں باپ کو جنت میں داخل کر تو وہ کچا بچہ اپنے ماں باپ کو اپنی نال کے ساتھ کھینچے گا یہاں تک کہ ان دونوں کو جنت میں داخل کرے گا۔

(ابن ماجہ، ص: ۱۱۶، مشکوٰۃ، ص: ۱۵۳)

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادنیٰ اُمتی کچا بچہ اپنے والدین کی شفاعت کر کے ان کی حاجت روائی کریگا، بلا دفع کرے گا اور ان کا مشکل کشا بنے گا۔ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شفیع، حاجت روا اور دافع بلا اور مشکل کشا نہ مانے وہ کتنا بدنصیب ہے۔

روزہ اور قرآن شفاعت کریں گے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّھَوٰتِ بِالنَّھَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُہُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ فَیُشَفَّعَانِ۔

روزہ اور قرآن بندے کی شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے رب میں نے اس بندے کو دن کے وقت کھانے اور خواہشات سے باز رکھا تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول کر اور قرآن کہے گا میں نے اسے رات کو سونے سے روکا تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول کر پس روزہ اور قرآن دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

(بیہقی، مشکوٰۃ، ص: ۱۷۳)

جب روزہ اور قرآن شفاعت کریں گے تو جن کے صدقے رمضان اور قرآن ملے ان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے بارے میں سچے مسلمان کو کوئی شک نہیں ہو سکتا۔

جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شفیع نہ مانے اس کی شفاعت نہ ہوگی

متواتر حدیث شریف میں ہے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَقٌّ" فَمَنْ لَّمْ یُؤْمِنْ بِهَا لَمْ یَکُنْ مِّنْ اَهْلِهَا

(المطالب العالیہ، رقم: ۳۴۷۰، الفردوس، ج:۳، ص: ۵۷، تفسیر مظہری، ج: ۱۰، ص:۱۳۴، تاریخ بغداد، ج:۸، ص:۱۱، کنز العمال، ج:۱۴، ص:۳۹۹، جامع صغیر مع فیض القدیر، ج:۴، ص:۱۶۳)

میری شفاعت روز قیامت حق ہے جو اس پر ایمان نہ لائے گا اسکے قابل نہ ہوگا۔

حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے
منکر آج ان سے التجا نہ کرے

باب نمبر 14

غیراللہ سے امداد کا بیان

دیوبندیوں، وہابیوں نجدیوں کا اعلان

حاجت روا حاجت روا، ایک خدا ایک خدا اور یا اللہ مدد باقی سب شرک و بدعت۔

یاد رہے نجدی وہابی، دیوبندی، انبیاء اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امداد کے تو منکر ہوئے کہ جن کی امداد درحقیقت رب تعالیٰ کی امداد ہے اور امریکہ و برطانیہ کے کافروں، مشرکوں سے مدد طلب کی جو اصل میں "مِنْ دُوْنِ اللّٰه" ہیں آئندہ بھی ان سے امداد لینے کے معاہدے کیے گئے۔ اور وہابیوں کا یہ بھی نعرہ ہے، صرف اور صرف یا اللہ مدد، اور اپنے ساتھ کئی محافظ (Body guards) اور اسلحہ بھی رکھتے ہیں تا کہ مشکل میں ان سے امداد لی جاسکے۔

اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ ہے اس کی عطا کردہ طاقت سے اس کے بندے بھی مدد کرتے ہیں۔

مسلمانوں کے مددگار بہت ہیں

قرآنی آیات مبارکہ سے ثبوت:

(1) اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ○ (پ:٦، ع:١٢)

تمہارے دوست (مددگار) نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔ (کنزالایمان)

اس آیت سے پتہ چلا کہ اللہ و رسول (جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اور مؤمنین مسلمانوں کے مددگار ہیں۔

(2) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ

(پ:۲، ع:۳)

اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو۔ (کنز الایمان)

صبر اور نماز اللہ نہیں، غیر اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مدد لینے کا حکم فرما رہا ہے۔ جن کے ذریعے صبر اور نماز ملے کیا ان سے مدد لینا شرک ہے؟

(3) وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۪

(پ:۶، ع:۵)

اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔ (کنز الایمان)

اگر غیر خدا سے مدد لینا شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کی مدد کرنے کا ہرگز حکم نہ فرماتا کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک کی تعلیم نہیں دیتا۔

(4) حضرت ذوالقرنین (علی نبینا الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم) نے اپنی رعایا سے مدد مانگی۔

فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ (پ:۱۶، ع:۲)

تو میری مدد طاقت سے کرو۔ (کنز الایمان)

وہابیہ کے نزدیک تو حضرت ذوالقرنین (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) بھی شرک کرنے والے ہوئے۔ (معاذ اللہ)

(5) اللہ تعالیٰ نے نبیوں، رسولوں سے فرمایا کہ تم خاتم النبیین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مدد کرنا۔

لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ (پ:۳، ع:۱۷)

توتم ضرور بر ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔

(کنزالایمان)

اگر غیر اللہ سے امداد شرک ہوتی تو اللہ تعالیٰ انبیاء ورسُل سے کیوں فرماتا کہ جب سرورانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لائیں تو ان کی مدد کرنا۔

(6) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنین اور فرشتے بھی مددگار ہیں۔لیکن وہابی کہتا ہے کہ غیر اللہ سے امداد شرک ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ؕ" ٥ (پ:۲۸، ع:۱۹)

تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے، (مددگار) اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔ (کنزالایمان)

(7) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ٥

(پ:۲۶، ع:۵)

اے ایمان والو! اگر تم دین خدا کی مدد کروگے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا۔ (کنزالایمان)

پتہ چلا اللہ تعالیٰ کے بندوں کی مدد شرک نہیں۔ جب رب غنی ہوکر اپنے بندوں سے مدد مانگ رہا ہے تو بندہ مدد مانگنے سے کیسے بے پرواہ ہوسکتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی مدد سے مراد اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اسکے دین کی مدد ہے۔رب کریم کا مدد فرمانا مسلمانوں کو کامیابی دینا ہے۔

(8) فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ O (پ:۱۷،ع:۱)

تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تم کو علم نہ ہو۔ (کنزالایمان)

پتہ چلا علم والے بھی مددگار ہیں۔

ف: اس سے تقلید کا وجوب ثابت ہوا کیونکہ جو چیز معلوم نہ ہو وہ جاننے والے سے پوچھنا لازم ہے۔ لہٰذا غیر مجتہد کو اجتہادی مسائل مجتہدین سے پوچھنا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ انہیں خود اجتہاد کرنا حرام ہے۔ (نورالعرفان)

(9) يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ O (پ:۱۰،ع:۴)

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے (یہ مددگار کافی ہیں)

بے ایمانوں کا کوئی مددگار نہیں

(1) وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ O (پ:۳،ع:۵)

اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں (کنزالایمان)

(2) وَمَا لَهُمْ فِى الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ O (پ:۱۰،ع:۱۶)

اور زمین میں کوئی ان کا حمایتی ہوگا نہ مددگار۔ (کنزالایمان)

پتہ چلا بے یار و مددگار ہونا کفار و منافقین کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمانوں کے بہت مددگار ہیں۔

(3) وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا○ (پ:۱۵،ع:۱۴)

اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا (مرشد) نہ پاؤ گے۔ (کنزالایمان)

معلوم ہوا گمراہ کا نہ کوئی مددگار ہے نہ کوئی مرشد، رہبر۔ مسلمانوں کے لئے دونوں ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ۔ تفسیر روح البیان میں ہے:

وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَيْخٌ" فَشَيْخُهُ الشَّيْطَانُ۔

اور جس کا کوئی شیخ مرشد نہ ہو اس کا شیخ شیطان ہوتا ہے۔

(روح البیان، ج:۱ص :۲۳۶، یہی مفہوم دیکھئے رسالہ قشیریہ، ص:۴۲۶ دارالکتب بیروت از امام اجل ابوالقاسم عبدالکریم بن ھوازن قشیری متوفی ۴۶۵ھ)

مشرکین کفار سے مدد طلب کرنا حرام ہے

حدیث

جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غزوہ بدر کو تشریف لے چلے تو ایک بہادر شخص نے ایک مقام پر ساتھ چلنے کی اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَتُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کیا تو اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے؟ کہا نہیں، فرمایا: فَارْجِعْ فَلَنْ نَّسْتَعِيْنَ بِمُشْرِكٍ، تو واپس چلا جا ہم ہرگز کسی مشرک سے مدد نہ چاہیں گے۔ دوسرے مقام پر پھر وہی شخص حاضر ہوا اور ساتھ چلنے کی اجازت مانگی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہی ارشاد فرمایا، تیسرے مقام پر پھر وہ شخص آیا اور اجازت مانگی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَتُؤْمِنُ

بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ کیا تو اللہ و رسول (جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان رکھتا ہے؟ اس شخص نے عرض کی ہاں، فرمایا: **فَنَعَمْ اِذَنْ** ، ہاں اب چلو۔

(صحیح مسلم، ج:۲، ص:۱۱۸، مشکل آلا ثار، ج:۳، ص:۲۲۷، رسائل رضویہ)

حدیث پاک: حضرت خبیب بن اساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں اور میری قوم کے ایک شخص نے کسی غزوہ میں شرکت کے لئے اجازت مانگی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کیا تم دونوں مسلمان ہوئے! کہا نہیں، فرمایا، **فَاِنَّا لَا نَسْتَعِیْنَ بِالْمُشْرِکِیْنَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ**، پس ہم مشرکوں سے مشرکوں کے خلاف مدد نہیں لیتے نہ ہی آئندہ لیں گے۔ اس پر ہم دونوں مسلمان ہوئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں شریک ہوئے۔

(طبرانی، احمد، مشکل آلا ثار، ج:۳، ص:۲۳۹)

نتیجہ: بے ایمانوں، گستاخوں، بدمذہبوں سے مدد طلب کرنا حرام اور حضرات انبیاء و اولیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) سے استعانت (مدد مانگنا) قرآن و حدیث کی تعلیمات کے مطابق ہے۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔**

باب نمبر 15

اللہ عزوجل کے بندے بھی امداد کرتے ہیں

وہابی نجدیوں کی بولی

تجھ سوا مانگے جو غیروں سے مدد
فی الحقیقت ہے وہی مشرک اشد

(تذکیر الاخوان تتمہ تقویۃ الایمان از اسمٰعیل دہلوی وہابی دیوبندی)

احادیث مبارکہ

(1) مَنْ قَضٰی لِاَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِیْ حَاجَۃً یُّرِیْدُ اَنْ یَّسُرَّہٗ بِھَا فَقَدْ سَرَّنِیْ وَمَنْ سَرَّنِیْ فَقَدْ سَرَّ اللّٰہَ وَمَنْ سَرَّ اللّٰہَ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ۔ (مشکوٰۃ ص: ۴۲۵، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس (مسلمان) نے میرے کسی اُمتی کی (جائز) حاجت کو پورا کیا اور وہ اس مسلمان کی حاجت پوری کر کے اس کو خوش کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو یقیناً اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے یقیناً اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (مشکوٰۃ)

جو چاہے ان سے مانگ کہ دونوں جہاں کی خیر
زر نا خریدہ ایک کنیز ان کے در کی ہے

(2) اَللّٰهُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا دَامَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْهِ الْمُسْلِم

(ترمذی، ج:۱،ص:۱۴، مشکوٰۃ،ص۳۴، کنوز الحقائق، ج:۱،ص:۴۱)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ بندے کی امداد فرماتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی (جائز کاموں میں) امداد کرتا ہے۔

(3) مَنْ اَغَاثَ مَلْهُوْفًا کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ ثَلَاثًا وَّ سَبْعِیْنَ مَغْفِرَةً وَّاحِدَةً فِیْهَا صَلَاحُ اَمْرِهٖ کُلِّهٖ وَثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ لَهٗ دَرَجٰتٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

(الجامع الصغیر،ص:۵۱۷)

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے غمگین فریادی کی مدد کی (اس کا غوث بنا) اللہ تعالیٰ اس مدد کرنے والے کے لیے تہتر (۷۳) بخششیں لکھ دے گا، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے تمام کام سنور جائیں گے اور بہتر مغفرتیں اسے قیامت والے دن درجات کی صورت میں ملیں گی۔

(4) اَنَا غَیَّاثٌ لِّمَنْ اَکْثَرَ الصَّلَاةَ عَلَیَّ

(تنبیہ الغافلین،ص:۱۵۲)

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں بہت زیادہ مدد کرنے والا ہوں اس شخص کی جو مجھ پر زیادہ درود بھیجے۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

نہ کیوں کر کہوں یا حبیبی اغثنی
اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے

(5) اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی عِبَادًا اخْتَصَّهُمْ بِحَوَائِجِ النَّاسِ يَفْزَعُ النَّاسُ اِلَيْهِمْ فِیْ حَوَائِجِهِمْ اُولٰئِكَ الْاٰمِنُوْنَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ۔

(الجامع الصغیر،ص:۱۴۱)

حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں لوگوں کی حاجت روائی کے لیے مقرر کیا ہے۔ لوگ اپنی حاجتیں پوری کروانے کیلئے بیقرار ہو کر ان کی طرف جاتے ہیں۔ وہ (حاجت روا بندے) اللہ تعالیٰ کے عذاب سے امن میں ہوتے ہیں۔

نار دوزخ سے بچائے گا سہارا غوث (رضی اللہ عنہ) کا

لے چلے گا خلد میں ادنیٰ اشارہ غوث (رضی اللہ عنہ) کا

(6) اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا صَيَّرَ حَوَائِجَ النَّاسِ اِلَيْهِ

(الجامع الصغیر،ص:۲۹)

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو لوگوں کی حاجتوں کو اس کی طرف پھیر دیتا ہے یعنی اسے لوگوں کے لئے حاجت روا بنا دیتا ہے۔

(7) مَنْ يَّكُنْ فِیْ حَاجَةِ اَخِيْهِ يَكُنِ اللّٰهُ فِیْ حَاجَتِهٖ۔

(الجامع الصغیر، ج:۲،ص:۵۴۶)

سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی (جائز) حاجت پوری کرنے میں ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرماتا ہے۔

(8) مَنْ قَضٰى لِاَخِيْهِ الْمُسْلِمِ حَاجَةً كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ

كَمَنْ حَجَّ وَاعْتَمَرَ (الجامع الصغیر، ج:۲، ص:۵۳۹)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس مسلمان نے اپنے مسلمان بھائی کی (جائز) حاجت پوری کی اسے اتنا ثواب ملے گا گویا اس نے حج اور عمرہ کیا۔

(9) نِعْمَ الْعَوْنُ عَلَى الدِّيْنِ طَلَبُ الْعِلْمِ

(کنوز الحقائق، ج:۲، ص:۱۳۰)

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دین کی بہترین امداد یہ ہے کہ علم دین حاصل کیا جائے۔

(10) مَنْ بَكَّرَ يَوْمَ السَّبْتِ فِيْ طَلَبِ حَاجَةٍ فَأَنَا ضَامِنٌ لِّقَضَائِهَا۔

(کنوز الحقائق، ج:۲، ص:۹۱)

پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو کوئی شخص ہفتہ کے دن جائز طلب میں نکلے تو حاجت پوری کرنے کا میں ذمہ دار ہوں۔

(11) مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ

(ترمذی، ج:۲، ص:۲۱۲، مسند امام احمد، ج:۵، ص:۳۵۹، مشکوٰۃ، ص:۵۶۴، کنوز الحقائق، ج:۲، ص:۱۱۷)

حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس کا میں مددگار ہوں اس کے علی مددگار ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شیر شمشیر زن شاہِ خیبر شکن
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

(12) وَاِنْ اَرَادَ عَوْنًا فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِیْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِیْ يَا عِبَادَ اللّٰه اَعِيْنُوْنِیْ۔ (حصن حصین، ص:۱۶۳)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اگر مدد لینا چاہے تو کہے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو (تین بار) کچھ اللہ کے بندے ہیں، نظر نہیں آئیں گے اس کا کام کر جائیں گے۔

(13) رَحِمَ اللّٰهُ وَالِدًا اَعَانَ وَلَدَهٗ عَلٰى بِرِّهٖ۔

(کنوز الحقائق، ج:۱، ص:۱۳۷)

رحیم و کریم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ ایسے (ماں) باپ پر رحم فرمائے جو اپنی اولاد کی اسکے نیک کام پر امداد کریں۔

(14) قَلْب" شَاكِر" وَّلِسَان" ذَاكِر" وَّ زَوْجَة" صَالِحَة" تُعِيْنُكَ عَلٰى اَمْرِ دُنْيَاكَ وَ دِيْنِكَ خَيْرُ مَا اكْتَنَزَ النَّاسُ۔

(الجامع الصغیر، ج:۲، ص:۳۸۳)

رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

شکر کرنے والا دل اور ذکر کرنے والی زبان اور نیک بیوی جو تیری دنیا اور آخرت کے نیک کاموں میں امداد کرتی رہے، لوگوں کے خزانہ جمع کرنے سے بہتر ہیں۔

بیوی امداد کر سکتی ہے تو کیا حبیب خدا کونین کے بادشاہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم امداد نہیں کر سکتے؟

(15) مَنْ اَعَانَ ظَالِمًا سَلَّطَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔ (الجامع الصغیر، ج:۲، ص:۵۱۶)

حضور نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے ظالم کی امداد کی اللہ تعالیٰ اس ظالم کو اس امداد کرنے والے پر مسلط کر دے گا۔

(16) لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ رَأىٰ مَظْلُوْمًا فَلَمْ يَنْصُرْهُ۔

(کنوز الحقائق، ج:۲، ص:۱۶۴)

رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی اس شخص پر جس نے مظلوم کو دیکھا تو اسکی مدد نہ کی۔

حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں
مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

اللہ تعالیٰ کے بعض بندے دفع بلا کا سبب ہیں

(17) اَهْلُ بَيْتِيْ اَمَانٌ لِّاُمَّتِيْ فَاِذَا ذَهَبَ اَهْلُ بَيْتِيْ اَتَاهُمْ مَّا يُوْعَدُوْنَ۔ (مستدرک حاکم، ج:۳، ص:۱۶۲)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میرے اہلبیت میری امت کے لئے امان ہیں۔ جب اہل بیت نہ رہیں گے امت پر وہ آئے گا جو ان سے وعدہ ہے۔

(18) (حدیث قدسی) قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنِّيْ لَاَهُمُّ بِاَهْلِ الْاَرْضِ عَذَابًا فَاِذَا نَظَرْتُ اِلٰى عُمَّارِ بُيُوْتِيْ وَالْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ صَرَفْتُ عَذَابِيْ عَنْهُمْ۔

(بیہقی، شعب الایمان، ج:۷، ص:۵۰۰، کنز العمال، ج:۷، ص:۵۷۹)

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے:

رب العزت جل وعلا فرماتا ہے میں زمین والوں پر عذاب اتارنا چاہتا ہوں۔ جب میں میرے گھر آباد کرنے والے اور میرے لیے باہم محبت کرنے والے اور پچھلی رات کو استغفار کرنے والے دیکھتا ہوں اپنا عذاب ان سے پھیر دیتا ہوں۔

(19) لَوْلَا عِبَادُ اللّٰهِ رُكَّع" وَصِبْيَةٌ" رُضَّع" وَبَهَائِمُ رُتَّع" تُصَبَّ عَلَيْكُمُ الْعَذَابُ صَبًّا ثُمَّ رُصَّ رَصًّا۔

(عقیلی، ج:۴،ص:۱۶۲۶،طبرانی، ج:۲۲،ص:۳۰۹،سنن الکبریٰ، ج:۳،ص:۳۴۵،دیلمی، ج:۷،ص:۱۵۵)

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر اللہ تعالیٰ کے نمازی بندے نہ ہوتے اور دودھ پیتے بچے، اور گھاس چرتے چوپائے نہ ہوتے تو بے شک عذاب تم پر سختی سے ڈالا جاتا، پھر مضبوط ومحکم کر دیا جاتا۔

(20) هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ۔

(بخاری، ج:۱،ص:۴۰۵،مسند امام احمد، ج:۱،ص:۱۷۳،مصنف عبدالرزاق، ج:۵،ص:۳۰۳،طبرانی صغیر،ص:۶۷، کنز العمال، ج:۳،ص:۱۷۹)

سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے:

تمہارے ضعیفوں کے وسیلے سے ہی تمہاری امداد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔

دیوبندی وہابی اپنے مولوی کو نبیوں، رسولوں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) سے بڑا مانتے ہیں

مولوی محمود الحسن دیوبندی وہابی نے رشید احمد گنگوہی دیوبندی وہابی کے مرثیہ میں لکھا:

حوائج دین ودُنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی وجسمانی

(مرثیہ،ص:۸)

مُردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابنِ مریم

(مرثیہ،ص:۲۴)

ہم نبیوں، رسولوں اور ولیوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حاجت روا، دافع بلا اور مشکل کشا مانیں تو وہابیوں، دیوبندیوں کے نزدیک مشرک ٹھہریں اور وہ اپنے مولوی کو حاجت روا مانیں تو پکے موحد ہوں۔ یہ بہت بڑی گستاخی ہے۔

باب نمبر 16

تمام صحابہ کرام اوران کے پیروکار جنتی ہیں (علیہم الرّضوان)

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَ وَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَ نْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ لا رَّضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ o (پ:١١، ع:٢)

اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ جنکے نیچے نہریں بہیں، ہمیشہ ان میں رہیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔ (کنزالایمان)

اس آیت سے پتہ چلا تمام صحابہ کرام اوران کی پیروی کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہے مگر اگلے امام ہیں پچھلے مقتدی۔ اب جو کہے میں صحابہ سے راضی نہیں وہ بہت بڑا گستاخ اور خدا تعالیٰ کا مخالف ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت تک وہی حق پر ہیں جو صحابہ کرام کے پیروکار ہیں لہٰذا روافض وخوارج باطل پر ہیں جو صحابہ کے دشمن اور گستاخ ہیں۔ صحابہ کے غلاموں سے اللہ تعالیٰ راضی ہے تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کتنا راضی ہوگا۔

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر متقی سنی مسلمان کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے ہیں۔ سارے صحابہ عادل ہیں، ان میں کوئی گنہگار فاسق نہیں، جو کوئی شخص کسی تاریخی واقعہ یا

روایت سے کسی صحابی کا فاسق ہونا ثابت کرے وہ مردود ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ط (پ:۴،ع:۷)

اور بے شک اللہ نے (سارے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو) معاف کر دیا۔

(کنز الایمان)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط

(پ:۵،ع:۱۰)

صحابہ کرام کی تعداد تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے جن میں سے بعض کے فضائل خصوصی منقول ہیں اور کُل کے لئے مذکورہ ودیگر آیات جیسے حضرات انبیاء کے فضائل ہیں (علیہم الصلوٰۃ والسلام)

اہلسنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ ﷺ کی

حدیث شریف

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حُبُّ اَبِیْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ اِیْمَانٌ" وَّ بُغْضُهُمَا كُفْرٌ"

الجامع الصغیر مع تیسیر، ج:۱،ص:۴۹۲)

حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محبت ایمان ہے اور ان دونوں سے بغض رکھنا کفر ہے۔

حدیث شریف

عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ افْتَرَضَ عَلَیْکُمْ حُبَّ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ کَمَا افْتَرَضَ عَلَیْکُمُ الصَّلٰوۃَ وَالزَّکٰوۃَ وَالصَّوْمَ وَالْحَجَّ فَمَنْ اَبْغَضَ وَاحِدًا مِّنْھُمْ لَمْ یَقْبَلِ اللّٰہُ مِنْہُ صَلاَۃً وَّلاَ صَوْمًا وَّلاَ حَجًّا وَّلاَ زَکٰوۃً وَ یَحْشُرُہٗ مِنْ قَبْرِہٖ اِلَی النَّارِ (نورالابصار،ص:۴)

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ عزوجل نے تم پر ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت فرض کردی جس طرح تم پر نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ فرض کیا۔ تو جو کوئی شخص ان حضرات میں سے کسی ایک کے ساتھ بغض رکھے اللہ تعالیٰ اس سے نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ قبول نہ فرمائے گا اور اسے اس کی قبر سے نکال کر سیدھا دوزخ میں ڈالے گا۔

رافضی شیعہ مذہب

رافضی شیعہ ہمارے خدا کو نہیں مانتے۔ ہمارا خدا وہ ہے جس نے چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات کا قرآن اتارا۔ شیعہ کا خدا وہ ہے جس نے سترہ ہزار آیات کا قرآن اتارا۔ شیعہ ہمارے قرآن کو بھی نہیں مانتے۔ جس کے پاس قرآن نہیں اس کا ایمان نہیں۔ جب شیعہ کو پورا قرآن ملے گا اس وقت انہیں ایمان نصیب ہوگا۔ ہمارا خدا وہ ہے جس نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چار یار عطا فرمائے۔ شیعہ کا خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک ہی یار عطا فرمایا وہ بھی ان کے نزدیک غیر مسلموں کے پیچھے نمازیں پڑھتا رہا اور اس نے غیر مسلموں کی بیعت کی۔ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

چار یار ہیں (علیہم الرضوان) شیعہ اس نبی کو مانتے ہیں جس کا ایک ہی یار ہے۔ ہم اہلسنت و جماعت اس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں جس کی چار شہزادیاں ہیں، سیدہ فاطمہ، سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن، جیسا کہ شیعہ مذہب کی کتاب اصول کافی میں موجود ہے۔ رافضی شیعہ اس نبی کا کلمہ پڑھتے ہیں جس کی ایک ہی شہزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔

حالانکہ قرآن پاک میں ہے **وَبَنٰتِکَ** (پ:۲۲، ع:۵) اے محبوب تمہاری صاحبزادیاں۔ بنات جمع ہے بنت کی۔ اگر ایک صاحبزادی ہوتی تو بِنتِکَ ہوتا۔ پتہ چلا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک سے زیادہ چار صاحبزادیاں ہیں۔

(شیعہ مولوی مقبول نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے، ترجمہ مقبول، ص:۸۴۹، طبع ایران ج:۱، ص:۴۳۹، مترجم فارس طبع ایران، ج:۲، ص:۴۳۵)

رافضی شیعہ ہر اذان اور خطبہ میں یوں پڑھتے ہیں

عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ خَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْلٍ

یعنی مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں (یہ بات ٹھیک ہے)، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر فاصلے کے (پہلے) خلیفہ ہیں۔ اس سے صدیق و فاروق، وعثمان (علیہم الرضوان) کا انکار لازم آتا ہے۔ ان حضرات کی شان میں یہ گستاخی ہے اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت بھی ہے۔ کیونکہ مولا علی شیر خدا نے صدیق و فاروق و عثمان علیہم الرضوان کی بیعت کی، انہیں خلیفہ تسلیم کیا، ان سے محبت رکھی اور صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ دفن کیا۔ اگر یہ سب کچھ ڈر کر کیا، تو شیر خدا نہ ہوئے۔ اور اگر مرضی و محبت سے کیا تو

صدیق وفاروق وعثمان علیہم الرضوان کامل ترین مسلمان ہوئے۔

ترے چاروں ہمدم ہیں یک جان یک دل
ابوبکر فاروق عثمان علی رضی اللہ تعالٰی عنہم ہے

حدیث شریف

سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خُلِقْتُ اَنَا وَ اَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرُ مِنْ طِیْنَۃٍ وَّاحِدَۃٍ

(کنوز الحقائق، ج:۱، ص۱۲۳)

میں اور ابوبکر وعمر ایک ہی (نورانی) مٹی سے پیدا کیے گئے۔

حدیث شریف

رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا مبارک بیان ہے:

اَکْرِمُوْا اَبَا بَکْرٍ وَّ عُمَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ خَلَقَھُمَا مِنْ فَاضِلِ تُرْبَتِیْ

(کنوز الحقائق، ج:۱، ص:۳۹)

ابوبکر وعمر (رضی اللہ تعالٰی عنہما) کی عزت کرو اس لیے کہ یقیناً اللہ تعالٰی نے انہیں میرے جسم انور کی بچی ہوئی (نورانی) مٹی سے پیدا فرمایا۔

محبوبِ ربِ عرش ہے اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق وعمر کی ہے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

آپ عظیم المرتبہ صحابی، کاتب وحی اور مجتہد ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ

وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی ہیں، امام حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیر ہیں۔ ہم پر فرض ہے ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد امجاد کی طرفداری کریں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھیں۔ جنگ صفین میں آپ سے خطا اجتہادی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف فرمادیا جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ط (اور بے شک اللہ نے انہیں معاف کردیا)

سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی بیعت کی اور مسلمانوں کے دونوں گروہوں میں صلح ہوئی۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خبر فرمائی:

اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

(بخاری شریف، ج:۱،ص:۵۳۰،مشکوٰۃ شریف،ص:۵۶۹)

میرا یہ بیٹا (حسن) سید ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح فرمائے گا۔

وہ حسن مجتبےٰ سیّد الاسخیا
راکب دوش عزّت پہ لاکھوں سلام

حدیث شریف

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِیًا مَّهْدِیًّا وَّاهْدِبِهٖ

(ترمذی شریف،مشکوٰۃ،ص:۵۷۹)

اے اللہ! معاویہ کو ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنا اور ان کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا بلاشک وشبہ مقبول ہے۔ اب جو کوئی شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ قرآن وحدیث کا منکر ہے۔

باغ فدک کا مسئلہ

شیعہ کا اعتراض ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو کھجوروں کا باغ تھا وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہیں دیا گیا۔ یہ صدیق وفاروق وعثمان (علیہم الرضوان) کا جرم ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان معلوم تھا کہ **لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَا صَدَقَةٌ"**

ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی جو ہم چھوڑیں وہ (امت کے لیے) صدقہ ہے۔

(بخاری، ج:۳، ص:۶۰۹، مسلم)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس حدیث کا علم بعد میں ہوا۔ نیز شیعہ کے نزدیک حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پہلے خلیفہ تھے، باغ دینا تو ان کا کام تھا۔ جو جرم باغِ فدک نہ دینے کا صدیق وفاروق وعثمان علیہم الرضوان کے لئے ثابت کیا جاتا ہے وہ شیعہ کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کیا۔ شیعہ ان شاء اللہ العزیز قیامت تک کسی کتاب میں نہیں دکھا سکتے کہ مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باغ فدک دیا ہے۔

شیعہ تفرقہ باز لوگوں کو کہا جاتا ہے

لفظ شیعہ، اکثر کافر اور فسادی قوم کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں کہیں بھی اچھے معنی میں استعمال نہ ہوا۔ شیعہ کی جمع "شِیَع" اور "اَشْیَاع" ہے۔ چند آیات

مبارکہ درج کی جاتی ہیں:

(1) اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْ شِیَعًا لَّسْتَ مِنْھُمْ فِیْ شَیْءٍ ط

(پ:۸،ع:۷)

وہ جنہوں نے اپنے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں (تفرقے ڈالے) اور کئی گروہ ہو گئے (رافضی شیعہ ہو گئے) اے محبوب (علیک الصلوٰۃ والسلام) تمہیں ان (شیعوں) سے کچھ علاقہ (تعلق) نہیں۔

(2) وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَO لا مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْا شِیَعاً ط

(پ:۲۱،ع:۷)

اور مشرکوں سے نہ ہو، ان میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا (تفرقے ڈالے) اور ہو گئے گروہ گروہ (شیعہ ہو گئے)۔

(3) اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَھْلَھَا شِیَعاً

(پ:۲۰،ع:۴)

بے شک فرعون نے زمین میں (تکبر سے) غلبہ پایا تھا اور اس کے لوگوں کو اپنا تابع (شیعہ) بنایا۔

(4) وَلَقَدْ اَھْلَکْنَآ اَشْیَاعَکُمْ (پ:۲۷،ع:۱۰)

اور بے شک ہم نے تمہاری وضع کے (تمہارے شیعہ) ہلاک کر دیئے۔

(5) کَمَا فُعِلَ بِاَشْیَاعِھِمْ مِنْ قَبْلُ ط اِنَّھُمْ کَانُوْا فِیْ شَکٍّ مُّرِیْبٍO

(پ:۲۲،ع:۱۲)

جیسے ان کے پہلے گروہوں (شیعوں) سے کیا گیا تھا۔ بیشک وہ (شیعہ) دھوکہ

ڈالنے والے شک میں تھے۔

قرآن مجید میں لفظ شیعہ گیارہ جگہ آیا ہے اور ہر جگہ بمعنی کافر قوم ہے۔

(نور العرفان)

پیٹنا ناجائز ہے

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَ دَعَا بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ

(بخاری، ج:۱،ص:۴۹۹، مسلم، ج:۱،ص:۷۰، مشکوۃ شریف، ص:۱۵۰)

وہ ہمارا اُمتی ہی نہیں جس نے اپنے رخساروں کو پیٹا اور اپنے گریبانوں کو پھاڑا اور جاہلیت کی پکار کی۔

شیعہ سے سوال

رافضی شیعہ صاحب! ہم پانچ نمازیں پڑھتے ہیں بفضلہ تعالیٰ کیونکہ قرآن شریف میں موجود ہے: **وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ** (اور نماز قائم کرو)، تم جو دس دن پیٹتے ہو اس کا ثبوت نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں۔ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا تو کوئی صحابی نہیں پیٹا۔ جب صحابہ اہل بیت علیہم الرضوان کا وصال ہوتا تو کوئی صحابی نہ پیٹتا مگر یزید اور اس کی بیوی نے پیٹا تھا۔ جیسا کہ تمہاری کتاب جلاء العیون میں موجود ہے۔

کامیابی پر ماتم کرنا حماقت ہے

امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنتی جوانوں کے بادشاہ ہیں وہ پاس ہوئے ہیں۔ اگر کوئی شخص پاس ہوا ہو اور اس کے گھر کوئی دوسرا شخص پیٹنے جائے تو وہ پاس ہونے والا آدمی، اس کا بھائی اور باپ سب پیٹنے والے کی پٹائی کریں گے، اسی طرح تمہارے ساتھ ہوگا۔ حضرت شیر خدا کا دُرّہ لگ گیا تو تم **اَسْفَلَ السَّافِلِیْنَ** تک پہنچ جاؤ گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

زندوں کو پیٹنا انتہائی بے عقلی ہے

ہم پوچھتے ہیں کہ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما زندہ ہیں یا مردہ؟ (معاذ اللہ) وہ زندہ ہیں اور یقیناً زندہ ہیں۔ قرآن مجید میں ہے **بَلْ اَحْیَآء**" (شہدا سب زندہ ہیں) تو زندوں کو پیٹنے کا کیا مطلب؟ اگر زندوں کو پیٹنا جائز ہے تو پہلے اپنے باپ، ماں، بھائی، بہن، بیوی، بچوں کو پیٹو جو زندہ ہیں۔ اگر امام حسن و حسین علیہما الرضوان کو مردہ سمجھ کر ماتم کرتے ہو تو قرآن پاک کا انکار لازم آتا ہے اور قرآن کا منکر مسلمان نہیں ہوسکتا۔

پارہ ہائے صحف غنچہ ہائے قدس
اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام
آب تطہیر سے جس میں پودے جمے
اس ریاض نجابت پہ لاکھوں سلام

شیعہ کہتے ہیں

(1) پیٹنا تو قرآن پاک سے ثابت ہے:

وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ○ (پ:۱۲، ع:۱۲)

اور رات ہوئے (حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی) اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے۔

جواب

پہلی بات یہ کہ تم اس قرآن سے دلیل نہیں پکڑ سکتے کیونکہ یہ قرآن صدیق و فاروق وعثمان علیہم الرضوان کا لکھا ہوا ہے۔تمہارے نزدیک وہ غیر مسلم اور ان کا جمع کردہ قرآن غیر معتبر ہے۔(العیاذ باللہ)

دوسری بات یہ کہ **يَبْكُوْنَ** کا معنی رونا ہے پیٹنا نہیں۔

اگر تم اسی آیت سے پیٹنا ثابت کرتے ہو تو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھائیوں نے خود ہی کنویں میں ڈالا اور رونے کا مکر کیا۔معلوم ہوا تم بھی مکر کرتے ہو۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمہیں نے بُلا کر دھوکے سے شہید کیا۔ تمہاری کئی کتابوں میں لکھا بھی ہے کہ کوفہ والے سب شیعہ تھے۔اب تم اوپر اوپر سے روتے پیٹتے ہو،اس سے تم خود مجرم ثابت ہورہے ہو۔

(2) چلو اس آیت کو رہنے دو ہم دوسری آیت سے پیٹنا ثابت کرتے ہیں:

فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ○ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰى (پ:۱۲، ع:۷)

تو ہم نے اسے (سارہ کو) اسحٰق کی خوشخبری دی اور اسحٰق کے پیچھے یعقوب کی۔ بولی ہائے خرابی۔

ایک مقام پر ہے **فَصَكَّتْ وَجْهَهَا** پھر حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے

اپنا ماتھا ٹھونکا۔

پتہ چلا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ مطہرہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی اور اپنے خاوند کی بڑھاپے کی عمر میں بیٹے اور پوتے کی خوشخبری سن کر پیٹی تھیں۔

جواب

حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مرتبہ اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا تھا۔ تمہاری عورتیں بھی ایک مرتبہ ماتھے پر ہاتھ مار لیا کریں۔ تمہارا دین سنت سارہ ہوا، سنت ابراہیمی نہ ہوا۔ اگر حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سنت پر عمل کرنا ہے تو انہوں نے شہزادوں کی خوشی میں ماتھے پر ہاتھ مارا تھا۔ پتہ چلا کہ تم بھی خوشی سے پیٹتے ہو! حضرت امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رنج وغم پر تم خوشی مناتے ہو!

(3) ہم سنت حسینی پر عمل کرتے ہیں، اُن کو زخم لگے، اس لیے ہم پیٹتے ہیں۔

جواب

سنت حسینی تو یہ ہے کہ سر مبارک یزیدیوں نے جسم انور سے جدا کیا، تم بھی اپنے سروں کو یزیدیوں سے جدا کراؤ۔ امام عالی مقام کو تو یزیدیوں نے زخمی کیا تھا تم خود ہی یزیدی بن کر اپنے جسموں کو زخمی کرتے ہو!

لطیفہ: ایک خاوند نے اپنی چالاک بیوی کو ایک کلو گوشت لا کر دیا۔ پکانے کے بعد وہ نمک چکھنے لگی تو سارا گوشت کھا گئی۔ جب خاوند آیا تو اسے اچار کے ساتھ روٹی دی۔ خاوند نے پوچھا، اے رب کی بندی! جو کلو گوشت لایا تھا وہ کہاں ہے۔ عورت بڑی چالاک تھی، کہنے لگی کہ یہ بلی کھا گئی۔ خاوند نے اسی وقت بلی کو پکڑ لیا اور ترازو میں تولا تو بلی ایک کلو کی ہوئی، خاوند نے بیوی سے کہا کہ اگر یہ ایک کلو وزن کی بلی ہے تو کلو گوشت کہاں ہے۔ اگر کلو

گوشت ہے تو بلی کہاں ہے؟

رافضی شیعہ جی! ہمیں تمہاری چالاکی کا مکار عورت کی طرح پتہ نہیں چلتا۔ اگر تم حُسین ہو تو تمہیں زخم لگانے والا یزید کون ہے؟ اور اگر تم یزید ہو تو حسین کون ہے؟ آخر یہی کہنا پڑے گا کہ تم خودکشی کرتے ہو اور خودکشی کرنے والا دوزخی ہے جیسا کہ احادیث مبارکہ میں موجود ہے۔

(4) ہم حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت پر عمل کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے دانت نکالے۔

جواب

تم نے اپنے سارے دانت کیوں نہ نکالے؟ اگر تم خود نہیں نکال سکتے تو لاؤ ہم نکال دیں تاکہ تم کامل ایماندار بن جاؤ۔ نیز حضرت علی، امام حسن، امام حُسین، اہل بیت کرام اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنے دانت کیوں نہ نکالے؟ تمہارے نزدیک وہ عاشق نہ ہوئے یعنی ایماندار نہ ہوئے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور عشق کا نام ہی ایمان ہے۔

مولیٰ گلبن رحمت زہرا سبطین اس کی کلیاں پھول

صدیق و فاروق و عثمان وحیدر ہر ایک اسکی شاخ

(رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

باب نمبر 17

ممنوعات شرعیہ

گانا حرام ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ (پ ۲۱، ع: ۱۰)

اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں (گانا بجانا) خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اسے ہنسی بنالیں، ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

عوارف وغیرہ میں ہے کہ ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاتے تھے کہ بے شک ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے اَنَّ الْمُرَادَ بِهِ التَّغَنِّىْ کہ آیت میں لہو حدیث سے مراد گانا ہے۔

(یہی مفہوم دیکھیے طبری، ج:۲۱، ص:۶۲، تفسیرات احمدیہ، ص:۶۰۳، ابن کثیر، ج:۳، ص: ۴۸۶، ابن ابی شیبہ، ج:۶، ص:۳۰۹، مستدرک، ج:۲، ص:۴۱۱، بیہقی، ج:۱۰، ص:۲۲۳)

گانے اور باجے شیطانی آواز ہیں

قرآن پاک میں ہے:

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ

(پ:۱۵، ع:۷)

اور (اے ابلیس) گرالے ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے۔(۱)

تفسیر جلالین میں ہے:

بِدُعَائِکَ بِالْغِنَاءِ وَالْمَزَامِیْرِ وَکُلِّ دَاعٍ اِلَی الْمَعْصِیَۃِ

یعنی شیطان کی آواز سے مراد گانے، مزامیر اور گناہ کی طرف لے جانیوالی ہر چیز کے ذریعے بلانا ہے۔ (تفسیر جلالین، ص:۲۳۵)

احادیث مبارکہ

(1) کَانَ اِبْلِیْسُ اَوَّلَ مَنْ نَاحَ وَ اَوَّلَ مَنْ تَغَنّٰی

سب سے پہلے ابلیس نے نوحہ کیا اور سب سے پہلے اسی نے گانا گایا۔

(تفسیرات احمدیہ، ص:۶۰۱)

(2) اَلتَّغَنِّیْ حَرَام" وَالتَّلَذُّذُ بِهَا کُفْر" وَالْجُلُوْسُ عَلَیْهَا فِسْق" وَّمَعْصِیَۃ"

گانا حرام ہے، اور (حلال جان کر) اس سے لذت لینا کفر ہے اور (سننے سنانے کیلئے) گانے پر بیٹھنا فسق و فجور اور گناہ ہے۔ (تفسیرات احمدیہ، ص:۶۰۱)

(3) اَلْغِنَآءُ یُنْبِتُ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ کَمَا یُنْبِتُ الْمَآءُ الزَّرْعَ

گانا دل میں منافقت پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی اُگاتا ہے۔

(بیہقی، مشکوۃ، ص:۴۱۱)

(4) حضرت نافع فرماتے ہیں کہ ایک راستہ میں میں حضرت ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے ساتھ تھا۔ پس انہوں نے مزمار کی آواز سنی تو اپنی اُنگلیاں کانوں میں ڈال لیں

---

(۱) اس سے مراد گانا اور مزامیر ہیں ملاحظہ کریں، (تفسیر ابن کثیر، ج:۳، ص:۵۶)

اور راستے سے دوسری جانب دور ہو گئے، پھر دور جانے کے بعد مجھ سے فرمایا **یَا نَافِعُ هَلْ تَسْمَعُ شَيْئًا** اے نافع کیا تم مزمار کی کچھ آواز سنتے ہو؟ میں نے کہا نہیں، تو اپنے کانوں سے انگلیاں اُٹھائیں، فرمایا **كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعَ صَوْتَ يَرَاعٍ فَصَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ** میں رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا، پس آپ نے بانسری کی آواز سنی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح کیا، جیسے میں نے کیا۔ حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت چھوٹا تھا۔

(ابوداؤد، ج:۲،ص:۳۱۸، مشکوٰۃ، ص:۴۱۱، بیہقی، ج:۱۰،ص:۲۲۲، حلیۃ الاولیاء، ج:۶،ص:۱۲۹، طبرانی صغیر، ج:۱،ص:۱۳، مسند امام احمد، ج:۲،ص:۳۸، مرقاۃ، ج:۹،ص:۱۳۴)

(5) **فَالْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ وَالْاُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطٰى وَالْقَلْبُ يَهْوِىْ وَيَتَمَنّٰى وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ وَيُكَذِّبُهٗ۔**

(مشکوٰۃ، ص:۲۰، مسلم شریف، جلد:۲، ص:۳۳۶، الزواجر، ج:۲، ص:۳، اسی مفہوم کی حدیث دیکھئے، صحیح بخاری، ج:۲، ص:۹۲۲،۲۳، صحیح ابن حبان، ج:۷، ص:۲۹۹)

آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا سننا ہے، اور زبان کا زنا بولنا ہے اور ہاتھ کا زنا پکڑنا اور پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے، اور دل خواہش کرتا ہے اور تمنا کرتا ہے، فرج اس کی تصدیق کرتا ہے اور اسے جھوٹا کرتا ہے۔

لہٰذا گانے باجے، فلمیں، ڈرامے، ٹیلی ویژن، وی۔سی۔آر، ڈش انٹینا وغیرھا بے حیائی و حرام کاری کا سامان ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اَلْغِنَآءُ رُقْيَةُ الزِّنَا گانا زنا کا منتر ہے۔

(تفسیرات احمدیہ،ص:۶۰۳، کنز العمال،ج:۱۵،ص:۲۲۰)

(6) **مَنْ قَعَدَ اِلٰی قَيْنَةٍ يَّسْتَمِعُ مِنْهَا صَبَّ اللّٰهُ فِيْ اُذُنَيْهِ الْاٰ نُک**

جو کوئی شخص گانے والی عورت کے پاس بیٹھے، اس سے گانا سنے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے کانوں میں (پگھلا ہوا) سیسہ ڈالے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰)

(7) **قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی بَعَثَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَهُدًی لِّلْعٰلَمِيْنَ وَاَمَرَنِیْ رَبِّیْ بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِيْرِ وَالْاَوْثَانِ وَالصُّلُبِ وَاَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ۔**

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا اور میرے رب نے مجھے باجوں اور بانسریوں اور بتوں اور صلیبوں اور جاہلیت کے کاموں کو باطل کرنے کا حکم فرمایا۔

(مشکوٰۃ، مسند امام احمد، ج:۵،ص:۲۵۷)

(8) **لَيَكُوْنَنَّ فِیْ اُمَّتِیْ اَقْوَام "يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ**

ضرور بہ ضرور میری امت میں وہ لوگ ہوں گے جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو۔

(بخاری شریف، ج:۲،ص:۸۳۷، بیہقی، ج:۱۰،ص:۲۲۱، مسند الشامیین، ج:۱،ص:۳۳۴، تاریخ کبیر، ج:۱،ص:۳۰۴، فتح الباری، ج:۱۰،ص:۵۱)

حضرت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اَلْغِنَآءُ مُفْسِدَۃٌ لِّلْقَلْبِ وَ مُسْخِطَۃٌ لِّلرَّبِّ۔

گانا دل کوخراب کرنے والا اور رب تعالیٰ کو ناراض کرنے والا ہے۔

(تفسیرات احمدیہ، ص:۶۰۳)

مسئلہ سماع (قوالی)

مزامیر بہرحال حرام ہیں۔ احادیث صحیحہ مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعات یا متشابہ غیر معتبر ہیں۔ ہدایہ وغیرہ کتب معتمدہ میں تصریح ہے کہ مزامیر حرام ہیں۔ حضرت سلطان الاولیاء محبوب الٰہی نظام الحق والدین فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں، مزامیر حرام است یعنی مزامیر حرام ہیں۔

مولانا فخر الدین رازی خلیفہ سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خود حضور کے حکم سے رسالہ ''کشف القناع عن اصول السماع'' تحریر فرمایا۔ اس میں صاف ارشاد فرما دیا کہ:

اَمَّا سَمَاعُ مَشَائِخِنَا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ فَبَرِیٌٔ عَنْ ھٰذِہِ التُّھْمَۃِ وَھُوَ مُجَرَّدُ صَوْتِ الْقَوَّالِ مَعَ الْاَشْعَارِ الْمُشْعِرَۃِ

ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے بری ہے۔ وہ صرف قوال کی آواز ہے جو کمال صفت الٰہی سے خبر دیتے ہیں۔''

سماع کہ بے مزامیر ہو۔ اور مُسمِع (سنانے والا) نہ عورت ہو نہ امرد(۱) اور مسموع

(۱) (بے ریش، خوبصورت لڑکا)

(کلام) نہ فحش نہ باطل اور سامع (سننے والا) نہ فاسق ہو نہ شہوت پرست تو اس کے جواز میں شبہ نہیں قادریہ و چشتیہ سب کے نزدیک جائز ہے ورنہ سب کے نزدیک ناجائز۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰)

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
شرم نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوف خدا عزوجل یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

بے پردگی ناجائز ہے

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(1) وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔

(کنز الایمان)

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ عورت کو غیر محرم مردوں سے پردہ کرنا فرض ہے اور بغیر عذر شرعی گھر سے نکلنا حرام ہے۔ جب کسی حاجت کے لیے ان کو نکلنا ہو تو باپردہ نکلیں۔

(2) یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ؕ (پ:۲۲، ع:۵)

اے نبی (علیک الصلوٰۃ والسلام) اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔

(کنز الایمان)

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(1) اَلْمَرْأَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطٰنُ

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج:۲، ص:۳۸۴، مجمع الزوائد، ج:۲، ص:۱۳۵، مشکوٰۃ شریف، ص:۲۶۹)

عورت قابل پردہ ہے (چاہیے کہ غیر محرم مردوں سے پوشیدہ رہے) وہ جب گھر سے نکلتی ہے شیطان اس کی طرف نظر اٹھاتا ہے۔

(2) اِیَّاکُمْ وَالدُّخُوْلُ عَلَی النِّسَآءِ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ

(ترمذی، ج:۱، ص:۲۲۲، مشکوٰۃ شریف، ص:۲۶۸)

تم عورتوں میں داخل ہونے سے بچو۔ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عورت کے شوہر کے رشتہ دار یعنی عورت کے دیور، جیٹھ وغیرہ کے لیے کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا، دیور، جیٹھ موت ہے۔ یعنی عورت کو دیور، جیٹھ سے پردہ کرنا نہایت ضروری ہے۔

(3) لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ

(تفسیر مظہری، ج:۲، ص:۴۱۱، مشکوٰۃ شریف، ص:۲۷۰)

اللہ تعالیٰ لعنت کرے غیر محرم عورت کو دیکھنے والے پر اور اس بے پردہ عورت پر جو دیکھی جائے۔

علماء فرماتے ہیں خوبصورت اَمرد کا حکم مثل عورت کے ہے۔ منقول ہے کہ عورت کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں اور اَمرد کے ساتھ ستر (۷۰)۔ (فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰)

(اَمرد، بے ریش خوبصورت لڑکا)

(4) اُم المومنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ اوراُم المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر تھیں کہ جلیل القدر نابینا صحابی حضرت ابن اُمّ مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر بارگاہ ہوئے۔ تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، **اِحْتَجِبَا مِنْہُ** تم دونوں ان صحابی سے پردہ کرلو۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم **اَلَیْسَ ھُوَ اَعْمٰی لَا یُبْصِرُنَا** کیا وہ تو نابینا نہیں ہیں! وہ ہمیں دیکھتے نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا **اَفَعَمْیَا وَانِ اَنْتُمَا لَسْتُمَا تُبْصِرَانِہٖ** کیا تم دونوں بھی نابینا ہو، تم انہیں نہیں دیکھتی ہو؟

(ابوداؤد، ج:۲، ص:۲۱۲، مشکوٰۃ شریف، ص:۲۶۹، ترمذی، ج:۲، ص:۱۰۶)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جیسے مردوں کے لیے غیرمحرم عورتوں کو دیکھنا ناجائز ہے ویسے ہی عورتوں کے لیے غیرمحرم مردوں کو دیکھنا ناجائز ہے۔

(5) **قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِعَلِیٍّ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **یَا عَلِیُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَۃَ النَّظْرَۃَ فَاِنَّ لَکَ الْاُوْلٰی وَلَیْسَتْ لَکَ الْاٰخِرَۃُ**

(ترمذی شریف، ج:۲، ص:۱۰۶، مشکوٰۃ شریف، ص:۲۶۹، مجمع الزوائد، ج:۲، ص:۶۲)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''اے علی! ایک نگاہ کے بعد دوسری نگاہ نہ کرو کہ تم کو پہلی نظر ہی جائز ہے دوسری جائز نہیں۔''

پہلی نگاہ سے مراد وہ نگاہ ہے جو بغیر قصد اجنبی عورت پر پڑ جائے، اور دوسری نگاہ سے مراد دوبارہ اسے قصداً دیکھنا ہے اگر پہلی نگاہ بھی جمائے رکھی تو بھی دوسری نگاہ کے حکم میں ہوگی۔

پیر سے پردہ

پردہ کے باب میں پیر وغیر پیر ہر اجنبی کا حکم یکساں ہے۔ جوان عورت کو چہرہ کھول کر سامنے آنا منع ہے اور بڑھیا کے لیے جس سے احتمال فتنہ نہ ہو مضائقہ نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰، ص:۱۰۲)

(6) مَامِنْ مُسْلِمٍ يَنْظُرُ اِلٰى مَحَاسِنِ امْرَأَةٍ اَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ يَغُضُّ بَصَرَهٗ اِلَّا اَحْدَثَ اللّٰهُ عِبَادَةً يَّجِدُ حَلَاوَتَهَا

(احمد، مشکوۃ، ص:۲۷۰)

ایسا کوئی مسلم نہیں جو اچانک کسی اجنبی عورت کی خوبیاں پہلی بار دیکھے تو فوراً اپنی نگاہ نیچی کر لے مگر اللہ تعالیٰ اسے ایسی عبادت دیتا ہے جس کی وہ لذت پاتا ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فعل شریف

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِيْ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاِنِّيْ وَاضِعٌ ثَوْبِيْ وَاَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِيْ وَاَبِيْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَا دَخَلْتُ اِلَّا وَاَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِيْ حَيَآءً مِّنْ عُمَرَ

(احمد، مشکوۃ، ص:۱۵۴)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے اس کمرے میں داخل ہوتی تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبور پر انوار میں) جلوہ فرماتے حالانکہ میں نے کچھ کم کپڑے اوڑھے ہوتے تھے اور میں کہتی تھی

کہ وہ میرے شوہر اور (ان کے ساتھ) میرے والد ہی تو ہیں، پس جب ان کے ساتھ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن کیے گئے تو اللہ کی قسم میں داخل نہیں ہوئی مگر پورے کپڑے پہن کر (مکمل باپردہ ہوکر) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حیا کرتے ہوئے۔ انہوں نے تو قبر والے سے پردہ فرمایا تو جو عورت زندہ غیر محرم سے پردہ نہ کرے تو وہ کتنی بے حیا ہوگی۔

سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد مبارک

اس بتول جگر پارۂ مصطفےٰ ﷺ

حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

ایک مرتبہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ

اَیُّ شَیْءٍ خَیْرٌ لِّلنِّسَآءِ عورت کے لئے کون سی چیز بہتر ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی سوال سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کیا، **قَالَتْ لَا یَرَیْنَ لِلرِّجَالِ وَلَا یَرَوْنَهُنَّ**۔ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا عورتیں غیر مردوں کو نہ دیکھیں اور نہ ہی غیر محرم مرد انہیں دیکھیں۔ یہ بات جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّی** فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

(شہادت نواسہ سید الابرار، ص:۱۲۹ بحوالہ دار قطنی)

اور یہ بھی منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گلے سے لگالیا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰)

بغیر عذر شرعی جاندار کی تصویر بنانا بنوانا حرام ہے

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ذی روح کی تصویر بنانا بنوانا اعزازاً اپنے پاس رکھنا سب حرام فرمایا اور اس پر سخت سخت وعیدیں ارشاد فرمائیں اور ان کے دور کرنے، مٹانے کا حکم دیا۔ احادیث اس بارے میں حد تواتر پر ہیں۔ یہاں بعض مذکور ہوتی ہیں۔

(1) كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يَجْعَلُ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْساً فَتُعَذِّبُهٗ فِيْ جَهَنَّمَ۔

(مسند امام احمد، ج:۱،ص:۳۰۸، مسلم، ج:۲،ص:۲۰۲، مشکوٰۃ شریف، ص:۳۸۵)

ہر تصویر جاندار بنانے بنوانے والا دوزخی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر تصویر کے بدلے جو اس نے بنائی یا بنوائی ایک مخلوق پیدا کرے گا وہ جہنم میں ہمیشہ اسے عذاب کرے گی۔

(2) اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ

(جامع صغیر، ج:۱،ص:۱۳۳، بخاری، ج:۲،ص:۹۰۲، مسلم :ج:۲،ص:۲۰۱، سنن نسائی، ج:۲،ص:۲۵۷، مشکوٰۃ،ص:۳۸۵)

بے شک نہایت سخت عذاب روز قیامت جاندار کی تصویر بنانے بنوانے والوں پر ہے۔

(3) اِنَّ الَّذِيْنَ يَصْنَعُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ۔

(بخاری، ج:۲،ص:۱۱۲۸، مسلم:ج:۲،ص:۲۰۱، مشکوٰۃ،ص:۳۸۵، سنن نسائی، ج:۲،ص:۲۵۷)

بے شک جو یہ تصویریں بناتے ہیں قیامت کے دن عذاب کیے جائیں گے۔ ان سے کہا جائے گا یہ صورتیں جو تم نے بنائی تھیں ان میں جان ڈالو۔

(4) لَا تَدْخُلُ الْمَلٰئِکَۃُ بَیْتًا فِیْہِ کَلْب'' وَلَا تَصَاوِیْر''۔

(بخاری، ج:۱،ص:۴۵۸، مسلم، ج:۲،ص:۱۹۹، مشکوۃ،ص:۵۰، ابوداود، ج:۱،ص:۳۰، نسائی، ج:۲،ص:۱۷۲، ترمذی، ج:۲،ص:۱۰۸، ابن ماجہ،ص:۲۶۸، دارمی، ج:۲،ص:۳۷۰، موطا امام مالک،ص:۵۹۸، مسند ابویعلی، ج:۴،ص:۲۷۶، ابن حبان، ج:۸،ص:۵۳۹)

رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں کتا یا تصویریں ہوں۔

(5) عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمْ یَکُنْ یَتْرُکُ فِیْ بَیْتِہٖ شَیْئًا فِیْہِ تَصَالِیْبُ اِلَّا نَقَضَہٗ

(بخاری، ج:۲،ص:۸۸۰، ابوداود، ج:۲،ص:۲۱۶، مشکوۃ،ص:۳۸۶)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ بیشک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گھر میں جس چیز میں تصویر ملاحظہ فرماتے اسے بغیر توڑے نہ چھوڑتے۔

(6) دَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ الْبَیْتَ فَوَجَدَ فِیْہِ صُوْرَۃَ اِبْرَاھِیْمَ وَ صُوْرَۃَ مَرْیَمَ عَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَقَالَ ﷺ اَمَا لَھُمْ فَقَدْ سَمِعُوْا اَنَّ الْمَلٰئِکَۃَ لَا تَدْخُلُ بَیْتًا فِیْہِ صُوْرَۃ'' وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمَّا رَاٰی الصُّوَرَ فِی الْبَیْتِ لَمْ یَدْخُلْ حَتّٰی اَمَرَ بِھَا فَمُحِیَتْ۔ (صحیح بخاری، ج:۱،ص:۴۷۳)

بعض روایات میں حضرت اسمٰعیل اور ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصاویر کا بھی ذکر ہے۔ یہ سب روایات بخاری کی ہیں۔

ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے روز کعبہ معظمہ کے اندر تشریف فرما ہوئے اس میں حضرت ابراہیم واسمٰعیل وحضرت مریم و

ملائکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وغیرھم کی تصویروں پر نظر پڑی کچھ پیکر دار، کچھ نقش دیوار، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ویسے ہی پلٹ آئے اور فرمایا خبردار رہو۔ بیشک ان بنانے والوں کے کان تک یہ بات پہنچی ہوئی تھی کہ جس گھر میں کوئی تصویر ہو اس میں ملائکہ رحمت نہیں جاتے۔ پھر حکم فرمایا کہ جتنی تصویریں منقوش تھیں سب مٹادیں گئیں۔ اور جتنی مجسم تھیں سب باہر نکال دی گئیں۔ جب تک کعبہ معظّمہ سب تصاویر سے پاک نہ ہو گیا حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قدم مبارک سے اسے شرف نہ بخشا۔

پتہ چلا صالحین کی تصویریں تبرکاً رکھنا بھی منع ہے۔ بلکہ شرع مطہر میں زیادہ شدت عذاب تصاویر کی تعظیم ہی پر ہے۔ مشرکین کے معبود بت نیک بزرگوں کے ناموں پر ہی بنائے گئے تھے۔

(7) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مرض شریف میں بعض ازواج مطہرات نے ایک گرجا کا ذکر کیا جس کا نام ماریہ تھا اور حضرت اُمّ المومنین اُمّ سلمہ و اُمّ المومنین اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ملک حبشہ میں ہو آئی تھیں۔ ان دونوں بیبیوں نے ماریہ کی خوبصورتی اور اس کی تصویروں کا ذکر کیا۔ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سر مبارک اُٹھا کر فرمایا:

اُولٰئِکَ اِذَا مَاتَ فِیْھِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰی قَبْرِہٖ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوْا فِیْہِ تِلْکَ الصُّوَرَ اُولٰئِکَ شِرَارُ خَلْقِ اللّٰہِ (بخاری، ج:۱،ص:۱۷۹)

یہ لوگ جب ان میں کوئی نیک بندہ یا ولی انتقال کرتا ہے اس کی قبر پر مسجد بنا کر اس میں تبرکاً اس کی تصویر لگاتے ہیں۔ یہ لوگ بدترین خلق ہیں۔

تصاویر ذی روح کی ممانعت میں تمام احادیث عام ہیں۔ان میں کسی قسم کی تخصیص نہیں۔تصویر صالح کی ہو یا غیر صالح کی،جسم دار ہو یا مستوی،ہاتھ سے بنی ہو یا عکسی کیمرے کی مدد سے،ساکن ہو یا متحرک،بغیر عذر شرعی بنانا بنوانا یا بطور تعظیم اپنے پاس رکھنا سخت حرام ہے۔

مسئلہ

ایسا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا جس میں تصویر ہو،یا جائے نماز پر تصویر ہو یا نمازی کے سامنے یا دائیں بائیں یا سر کے اوپر تصویر ہو تو نماز مکروہ ہوگی مگر تصویر بہت چھوٹی ہو یعنی اتنی کہ اس کو زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اعضاء کی تفصیل نہ دکھائی دے یا تصویر کا سر کٹا ہوا ہو یا تصویر ذلت کی جگہ ہو مثلاً فرش پر کہ لوگ اسے روندتے ہوں جبکہ سجدہ اس پر نہ ہو یا غیر ذی روح کی تصویر ہو جیسے درخت،پہاڑ،ستارے وغیرہا کی تو نماز میں کراہت نہیں۔

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے

ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروروں درود

باب نمبر 18

جنازہ کے بعد دُعا کا ثبوت

آیت (1)

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ط اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ۝ ع

(سورۃ غافر/المؤمن، الآیۃ: ۶۰، پ: ۲۴، ع: ۱۱)

اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ بیشک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے ہیں (تکبر کرتے ہیں) عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہوکر۔

(کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہمیشہ دعا کرو، وہابی دیوبندی نجدی کہتے ہیں، جنازہ کے بعد دعا نہ کرو۔

حدیث شریف میں ہے:

(1) اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ دعا عبادت ہے۔

(کنز العمال، ج: ۱، ص: ۱۶۷، ترمذی، ج: ۲، ص: ۱۷۳، مشکوٰۃ، ص: ۱۹۴)

(جامع الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب [ومن] سورۃ المؤمن، رقم الحدیث: ۳۲۴۷، ص: ۳۸ ...ر ملام الریاض کتاب الدعوات، باب سنہ [الدعاء مخ العبادۃ] ۳۳۷۲، ۷۷۰)

(2) اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ دعا عبادت کا مغز ہے۔

(کتاب الدعوات، باب سنہ [الدعاء مخ العبادۃ]، ۳۳۷۱، ص: ۷۷۰، ابوداؤد، ج: ۱، ص: ۲۱۵، ترمذی، ج: ۲، ص: ۱۷۳، مشکوٰۃ، ص: ۱۹۴، تفسیر مظہری، ج: ۸، ص: ۲۷۰)

(3) لَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَمَ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مِنَ الدُّعَآءِ

(مشکوٰۃ،ص:۱۹۵)

دربار رب میں دعا سے بڑھ کر عزت والی کوئی چیز نہیں۔

جب دعا کرنا عبادت اور شرعاً محبوب ومطلوب ہے تو نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا بھی بہترین عبادت ہے جو اس عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل ہوکر جہنم میں جائیں گے۔

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے
یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا

آیت (2)

اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ لا

(پ:۲،ع:۷،سورۃ البقرۃ،آیت:۱۸۶)

دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔ (کنزالایمان)

آیت شریفہ میں کلمہ اِذَا ہے۔یعنی دعا کے لیے مخصوص وقت مقرر نہیں۔ جنازہ کے بعد دعا مانگی جائے یا کسی اور وقت اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ضرور قبول فرمائے گا۔

احادیث شریفہ

(4) اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَہُ الدُّعَآءَ

(ابن ماجہ،ص:۱۰۹،مشکوٰۃ،ص:۱۴۶،ابوداؤد،ج:۲،ص:۱۰۰،الجامع الصغیر،ص:۱۵، صحیح ابن حبان،ج:۶،ص:۳۱،بیہقی،ج:۴،ص:۴۰،بلوغ المرام،ص:۴۰)

جب تم میّت پر نماز جنازہ پڑھ لو تو اس کے لیے خالص دعا مانگو۔

مسئلہ

نماز جنازہ پڑھنے کہ بعد صفوں کو توڑ کر دعا کرنی چاہیے۔ اسی جگہ کھڑے کھڑے دعا شروع نہ کی جائے تاکہ نماز جنازہ میں زیادتی کے مشابہ نہ ہو۔

(5) **مَنْ صَلّٰی صَلاۃً فَرِیْضَۃً فَلَہٗ دَعْوَۃٌ مُسْتَجَابَۃٌ**

(الجامع الصغیر، ج:۲،ص:۵۳۳)

جس نے فرض نماز پڑھی اس کی دعا مقبول ہے۔

لہٰذا نماز جنازہ فرض پڑھنے کے بعد جو دعا مانگی جائے ضرور مقبول ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

(6) **سَلُو اللّٰہَ مِنْ فَضْلِہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُحِبُّ اَنْ یُّسْئَلَ۔**

(ترمذی، مشکوٰۃ ص:۱۹۵، کتاب الدعوات باب فی انتظار الفرج وغیر ذلک:۳۵۷۱، ص:۸۱۴)

اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو۔ بیشک اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے کہ اس سے مانگا جائے۔

لہٰذا جو نماز جنازہ کے بعد دعا مانگے اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔

(7) **مَنْ لَمْ یَسْئَالِ اللّٰہَ یَغْضَبْ عَلَیْہِ۔**

(ابن ماجہ، ص:۲۸۰، ترمذی، ج:۲، ص:۱۷۵، مشکوٰۃ، ص:۱۹۵)

جو اللہ تعالیٰ سے نہ مانگے اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرماتا ہے۔

پتہ چلا کہ جو شخص جنازے کے بعد دعا کر کے مغفرت نہ مانگے رب تعالیٰ کا غضب لے کر آئے گا۔

(8) **تَرْکُ الدُّعَآءِ مَعْصِیَۃٌ** (کنوز الحقائق)

دعا کو چھوڑنا گناہ ہے۔ لہٰذا بعد جنازہ دُعا ناجائز سمجھ کر چھوڑنا بھی سخت گناہ ہے۔

پرخار راہ برہنہ پا تشنہ آب دُور

مولیٰ پڑی ہے آفت جا نکاہ لے خبر

(9) اِنَّ رَبَّکُمْ حَیِیٌّ ''کَرِیْم'' یَسْتَحْیِیْ مِنْ عَبْدِہٖ اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ اَنْ یَّرُدَّ ھُمَا صِفْراً

(ابوداؤد، ج:۱، ص: ۲۱۵، ابن ماجہ، ص: ۲۸۳، مستدرک، ج:۱، ص: ۵۳۵، ترمذی، ج:۲، ص:۱۷۰، کتاب الاسماء والصفات، ص: ۶۹، کنز العمال، ج:۱، ص: ۱۶۷، مشکوٰۃ، ص: ۱۹۵، تفسیر مظہری، ج:۸، ص:۲۷۰)

بے شک تمہارا رب بہت زیادہ حیا اور بخشش والا ہے۔ اپنے بندے سے حیا فرماتا ہے جب وہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرے تو اس کے ہاتھ خالی موڑ دے (کیونکہ اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا امتی ہے)۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا

ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا تجھے حمد ہے خدایا

(10) حدیث قدسی میں ہے:

وَاِنْ سَئَالَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَ نِیْ لَاُعِیْذَ نَّہٗ

(بخاری، ج:۲، ص:۹۶۳، مشکوٰۃ، ص:۱۹۷)

(فرائض ونوافل کے ذریعے جو بندہ میرا مقرب بن جاتا ہے) اگر وہ مجھ سے مانگے تو ضرور بر ضرور میں اس کا سوال پورا کروں گا اور اگر مجھ سے (عذاب قبر و تکالیف دوزخ وغیرہ سے) پناہ مانگے تو میں ضرور بر ضرور اسے پناہ دوں گا۔

لہٰذا جنازے کے بعد بھی عذاب قبر و دوزخ سے بچنے کی دُعا کی جائے تو محبوب بندوں کی دعا بفضلہٖ تعالیٰ ضرور قبول ہوگی۔

بے ان کے واسطے کہ خدا کچھ عطا کرے

حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

(11) اَلدُّعَآءُ یَرُدُّ الْبَلَآءَ (الجامع الصغیر، ص:۲۵۹)

دعا بلا کو ٹال دیتی ہے۔

(12) اِنَّ الدُّعَآءَ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَ مِمَّا لَمْ یَنْزِلْ فَعَلَیْکُمْ عِبَادَاللّٰہِ بِالدُّعَآءِ

(کتاب الدعوات، باب [من فتح لہ منکم باب الدعاء] ۳۵۴۸، ص ۸۰۸، ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف، ص:۱۹۵)

بے شک دعا نفع دیتی ہے جو کچھ (تقدیر میں) اترا اور جو کچھ ابھی نہیں اترا۔ پس اے اللہ کے بندو تم پر دعا کرنا لازم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بندے تو بعد نماز جنازہ میت کے نفع کیلئے دعا کرتے ہیں۔ لیکن نفس و دیو کے بندے دعا نہیں کرتے بلکہ روکتے ہیں۔ ایسے لوگ مردوں کے دشمن ہیں۔

(13) اَکْثِرْ مِنَ الدُّعَآءِ فَاِنَّ الدُّعَآءَ یَرُدُّ الْقَضَآءَ الْمُبْرَمَ

(الجامع الصغیر، ج:۱، ص:۸۶)

دعا بکثرت مانگ کہ دعا تقدیر مبرم کو ٹال دیتی ہے۔

لاکھوں بلائیں کروڑوں دشمن

کون بچائے بچاتے یہ ہیں

تقدیر تین قسم پر ہے:

(1) مبرم حقیقی

کہ علم الٰہی میں کسی شے پر معلق نہیں۔اس کی تبدیلی ناممکن ہے۔اکابر محبوبان خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو انہیں اس خیال سے واپس فرمادیا جاتا ہے۔

(2) معلق محض

کہ صُحُفِ ملائکہ میں کسی شے پر اس کا معلق ہونا ظاہر فرمادیا گیا ہے۔اس تک اکثر اولیاء کی رسائی ہوتی ہے۔ان کی دعا سے،ان کی ہمت سے ٹل جاتی ہے۔

(3) معلق شبیہ بہ مبرم

کہ صحف ملائکہ میں اس کی تعلیق مذکور نہیں اور علم الٰہی میں تعلیق ہے اس تک خاص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی کو فرماتے ہیں میں قضائے مبرم کو رد کر دیتا ہوں۔حدیث شریف میں اسی کی نسبت ارشاد ہوا کہ دعا قضائے مبرم کو ٹال دیتی ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرّہ کے صاحبزادوں حضرت محمد سعید و حضرت محمد معصوم رحمہما اللہ تعالیٰ کے استاد مکرم ملا طاہر لاہوری پر حضرت مجدد قدس سرّہ العزیز کی اچانک نظر پڑی کہ انکی پیشانی پر لکھا ہوا ہے **ھٰذَا شَقِیّ**" یہ بدبخت ہے، یہی بات حضرت نے اپنے صاحبزادوں کو سنائی تو صاحبزادوں نے عرض کی حضور دعا فرمایئے ہمارے استاد سعادت مندوں میں لکھے جائیں۔

حضرت مجدد قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ ہم نے لوح محفوظ پر دیکھا تو لکھا ہوا

تھا کہ ملا صاحب شقی ہیں اور یہ ہے بھی قضائے مبرم، لیکن صاجزادوں نے عرض کی کہ ہم تو اپنے استاد مکرم کی تقدیر بدلوا کر چھوڑیں گے۔

چنانچہ حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں:

فَدَعَوْتُ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ وَقُلْتُ اَللّٰھُمَّ رَحْمَتُکَ وَاسِعَۃٌ فَضْلُکَ غَیْرُ مُقْتَصَرٍ عَلٰی اَحَدٍ اَرْجُوْکَ وَ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَمِیْمِ اَنْ تُجِیْبَ دَعْوَتِیْ فِیْ مَحْوِ کِتَابِ الشِّقَاءِ مِنْ نَاصِیَۃِ مُلَّا طَاھِرٍ وَ اِثْبَاتِ السَّعَادَۃِ مَکَانَہٗ کَمَا اَجَبْتَ دَعْوَۃَ السَّیِّدِ السَّنَدِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

پس میں نے اللہ سبحانہ سے دعا مانگی اور عرض کی اے اللہ تعالیٰ تیری رحمت وسیع اور تیرا فضل ہر ایک پر بے پایاں ہے۔ تیرے فضل وکرم کی امید پر عرض کرتا ہوں کہ مُلّا طاہر کی پیشانی پر شقاوت کی جگہ سعادت لکھ دے۔ میری یہ التجا قبول فرما جس طرح سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا قبول فرمائی۔

فرماتے ہیں جب میں نے دعا سے فراغت پائی تو ادھر لوح محفوظ سے اور ادھر مُلّا طاہر کی پیشانی سے بد بخت کا لفظ مٹا کر سعادت کا لفظ لکھا جا رہا تھا۔

(تفسیر مظہری، سورہ رعد، ج:۵،ص:۲۴۶)

ہم نماز جنازہ کے بعد مل کر میت کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اگر اس بیچارے بندے کی تقدیر بری ہے تو کسی نیک بندے کے صدقے اس کی نجات ہو جائے۔

میری تقدیر بری ہو تو بھلی کر دے کہ ہے

محو و اثبات کے دفتر پہ کڑوڑا تیرا

اعتراض

وہابی دیو بندی نجدی کہتے ہیں کہ جنازہ خود دعا ہے اس کے بعد دعا نہیں کرنی چاہیے۔

جواب

مشکوۃ شریف میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

اَفْضَلُ الدُّعَآءِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ (مشکوۃ شریف، ص:۲۰۱)

یعنی افضل دعا الحمد شریف ہے۔

تم نماز کے بعد دعا کیوں مانگتے ہو؟ افضل دعا تو نماز میں مانگ لی۔

باب نمبر 19

دفن کے بعد قبر پر اذان کہنے کا ثبوت

در بدر کب تک پھریں خستہ خراب
طیبہ میں مدفن عنایت کیجئے
خاک ہو جائیں در پاک پہ حسرت مٹ جائے
یا الٰہی نہ پھرا بے سرو سامان ہم کو

زیادہ نیکی بہتر ہے

اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے:

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ ط (پ:۲، ع:۷، سورۃ البقرۃ، آیت:۱۸۴)

پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے۔

(کنز الایمان)

معتبر کتب میں ہے کہ قبر پر اذان کا جواز یقینی ہے۔ ہرگز شرع مطہر سے اس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں اور جس امر سے شرع منع نہ فرمائے اصلاً ممنوع نہیں ہوسکتا۔

قبر میں شیطان کا دخل

جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور نکیرین سوال کرتے ہیں شیطان رجیم وہاں خلل انداز ہوتا ہے اور جواب میں (العیاذ باللہ تعالیٰ) بہکاتا ہے۔

امام اجل سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا گیا:

اِنَّ الْمَیِّتَ اِذَا سُئِلَ مَنْ رَّبُّکَ تَرَاءٰی لَہُ الشَّیْطٰنُ

فَيُشِيْرُ اِلٰى نَفْسِهٖ اَنِّىْ اَنَا رَبُّكَ فَلِهٰذَ اُوْرِدَ سُوَالَ التَّثْبِيْتِ لَهٗ حِيْنَ يُسْئَلُ

(نوادرالاصول از امام ترمذی، ص:۳۲۳)

یعنی جب مردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے۔ شیطان اس پر ظاہر ہوتا ہے اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے کہ میں تیرا رب ہوں اسی لیے حکم آیا کہ میت کے لیے جواب میں ثابت قدم رہنے کی دعا کریں۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ وہ حدیثیں اس کی تائید کرتی ہیں جن میں آیا ہے کہ میت کو دفن کرتے وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دعا کرتے:

اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنَ الشَّيْطٰنِ

اے اللہ اس میت کو شیطان سے بچا۔

اگر شیطان کا قبر میں دخل نہ ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا کیوں فرماتے؟

اذان سے شیطان بھاگتا ہے

صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ اذان سے شیطان دفع ہو جاتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ اَدْبَرَ الشَّيْطٰنُ وَلَهٗ حُصَاصٌ"

(بخاری، مسلم، ج:۱،ص:۱۶۷)

جب مؤذن اذان کہتا ہے شیطان پیٹھ پھیر کر پیچھے سے ہوا نکالتا ہوا بھاگتا ہے۔
صحیح مُسلم کی حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے واضح کہ اذان سے شیطان چھتیس (۳۶) میل تک بھاگ جاتا ہے۔ اور خود حدیث میں حکم آیا کہ جب شیطان کا کھٹکا ہو فوراً

اذان کہو کہ وہ دفع ہو جائے گا۔

لہٰذا قبر پر اذان عین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق اور مسلمان بھائی کی عمدہ امداد ہوئی۔

دفن کے بعد قبر پر اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا سنت ہے

جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہو چکے اور قبر درست کر دی گئی، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ساتھ صحابہ کرام بھی دیر تک سبحان اللہ سبحان اللہ پھر اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے رہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دریافت کرنے پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لَقَدْ تَضَايَقَ عَلٰى هٰذَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ قَبْرُهٗ حَتّٰى فَرَّجَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ (مشکوٰۃ، ص:۲۶، مسند امام احمد، ج:۳، ص:۳۷۷)

اس نیک مرد پر قبر تنگ ہوئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وہ تکلیف اس سے دور فرمائی۔

یعنی بار بار سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنے کی برکت سے میت پر آسانی ہوگئی۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میت پر آسانی کے لیے بعد دفن کے قبر پر اللہ اکبر اللہ اکبر بار بار فرمایا ہے اور یہی کلمہ مبارکہ اذان میں چھ (۶) بار آیا ہے۔ تو عین سنت ہوا۔ اذان میں اس کے ساتھ اور کلمات طیبات زائد ہیں۔ اللہ جل جلالہٗ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا زیادہ ذکر کرنے سے زیادہ رحمت الٰہی کا نزول ہوگا نہ کہ نقصان۔

(مشکوٰۃ، ص:۲۵، بخاری، ج:۱، ص:۱۸۴، مسلم، ج:۲، ص:۳۸۶، ترمذی، ج:۱، ص:۲۰۵، نسائی، ج:۱، ص:۲۳۳، ابوداؤد، ج:۲، ص:۲۹۷)

اذان میں میت کوکلمہ پاک پڑھنے اورنکیرین کے سوالوں کے صحیح جوابات دینے کی تلقین

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

(ابن ماجہ، ص:۱۰۵، ابوداؤد، ج:۲، ص:۸۸، مسلم، ج:۱، ص:۳۰۰، نسائی، ج:۱، ص:۲۰۲، ترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی تلقین المریض عندالموت الخ، ج:۱، ص:۱۹۲)

اپنے مُردوں کو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ سکھاؤ، جو مر رہا ہو، وہ مجازاً مردہ اور جو دفن ہو چکا حقیقۃً مردہ ہے۔

بے شک اذان میں کلمہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ تین جگہ موجود ہے بلکہ اس کے تمام کلمات جواب نکیرین بتاتے ہیں۔

سوال مَنْ رَّبُّکَ کا جواب

اذان کی ابتدا میں اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور آخر میں اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه سننے سے میت کو یاد آئے گا کہ میرا رب اللہ ہے۔

سوال مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ حَقِّ هٰذَا الرَّجُلِ کا جواب

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط تعلیم کریں گے میں انہیں اللہ کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جانتا ہوں۔

قبر کے یہ سوالات وجوابات ان کتب حدیث میں موجود ہیں۔ (مشکوٰۃ، ص:۲۵،

بخاری، ج:۱،ص:۱۸۴، مسلم، ج:۲،ص:۳۸۶، ترمذی، ج:۱، کتاب الجنائز باب ماجاء فی عذاب القبر ،۱۷۱،ص:۲۵۸، نسائی، ج:۱،ص:۲۳۳، ابوداؤد، ج:۲،ص:۲۹۷)

سوال مَا دِیْنُکَ کا جواب

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ سے اشارہ ہوگا کہ میرا دین وہ ہے جس میں نماز رکن وستون ہے کہ:

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ

تو بعد دفن قبر پر اذان دینا عین ارشاد کی تعمیل ہے۔

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے

جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی ﷺ

اللہ اکبر اللہ اکبر کہنے سے آگ بجھتی ہے

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اَطْفِؤُا الْحَرِیْقَ بِالتَّکْبِیْرِ

آگ کو تکبیر سے بجھاؤ (ابویعلی، مجمع الزوائد، ج:۱،ص:۱۳۸)

حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اِذَا رَاَیْتُمُ الْحَرِیْقَ فَکَبِّرُوْا فَاِنَّہٗ یُطْفِیءُ النَّارَ

(ابن عساکر، الکامل ابن عدی، ج:۱۰،ص:۱۴۶۹)

جب آگ دیکھو اللہ اکبر اللہ اکبر کا بکثرت ورد کرو وہ آگ کو بجھا دیتا ہے۔ چوں عذاب قبر بآتش است ودست شما بآں نمیرسد تکبیر باید گفت تا مردگان از آتش دوزخ خلاص پابند۔ (وسیلۃ النجات)

جب قبر کا عذاب بھی آگ ہے اور تم اسے بجھا نہیں سکتے تو تکبیر کہو، تا کہ مردے دوزخ کی آگ سے نجات پائیں۔

دفن کے بعد قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا مانگنا سنت ہے

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب دفن میت سے فارغ ہوتے قبر پر وقوف فرما کر ارشاد فرماتے:

اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْکُمْ وَسَلُوْا اللّٰہَ بِالتَّثَبُّتِ فَاِنَّہٗ الْاٰنَ یُسْئَالُ

یعنی اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اس کے لیے جواب نکیرین میں ثابت قدم رہنے کی دعا مانگو کہ اب اس سے سوال ہوگا۔

(ابوداؤد، ج:۲،ص:۱۰۳، حاکم، بیہقی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب مردہ دفن ہو کر قبر درست ہو جاتی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قبر پر کھڑے ہو کر دعا کرتے:

اَللّٰھُمَّ نَزَلَ بِکَ صَاحِبُنَا وَخَلَفَ الدُّنْیَا خَلْفَ ظَھْرِہٖ اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ عِنْدَ الْمَسْئَلَۃِ نُطْقَہٗ وَلَا تَبْتَلِہٖ فِیْ قَبْرِہٖ بِمَالَا طَاقَۃَ لَہٗ بِہٖ۔

(درمنثور، ج:۴،ص:۸۳)

الٰہی ہمارا ساتھی تیرا مہمان ہوا اور دنیا اپنے پس پشت چھوڑ آیا۔ الٰہی سوال کے وقت اس کی زبان درست رکھ اور قبر میں اس پر وہ بلا نہ ڈال جس کی اسے طاقت نہ ہو۔

(سعید بن منصور فی سننہ)

اذان دعا ہے

ملا علی قاری فرماتے ہیں:

كُلُّ دُعَآءٍ ذِكْرٌ" وَّ كُلُّ ذِكْرٍ دُعَآءٌ"

ہر دعا ذکر ہے اور ہر ذکر دعا ہے۔ (مرقاۃ، ج:۵،ص:۱۱۳)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خاص کلمہ اللہ اکبر کو دعا فرمایا۔ (صحیحین)

پس اذان دعا ہے اور بلاشبہ دفن کے بعد قبر کے پاس کہنا سنت ہے۔

اذان کے سبب دعا قبول ہوتی ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ الدُّعَآءُ عِنْدَ النِّدَآءِ وَعِنْدَ الْبَاْسِ

(ابوداؤد، مستدرک، ج:ا،ص:۱۹۸)

دو دُعائیں رد نہیں ہوتیں۔ ایک اذان کے وقت اور ایک جہاد میں جب کفار سے لڑائی ہو۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

اِذَا نَادَى الْمُنَادِیْ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَاسْتُجِيْبَ الدُّعَآءُ

(ابویعلیٰ، ابوداؤد، مستدرک، ج:ا،ص:۵۴۶)

جب اذان دینے والا اذان دیتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے۔

لہٰذا بعد دفن اذان کہنے کے بعد دعا مانگی جائے تو ضرور قبول ہوگی۔

رضا کا خاتمہ بالخیر ہوگا
تیری رحمت اگر شامل ہے یا غوث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اذان باعث مغفرت ہے

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

یُغْفَرُ لِلْمُؤَذِّنِ مُنْتَهٰی اَذَانِهٖ وَیَسْتَغْفِرُ لَهٗ کُلُّ رَطْبٍ وَّیَابِسٍ سَمِعَهٗ (مسند امام احمد، ج:۲، ص:۱۳۶، طبرانی)

اذان کی آواز جہاں تک جاتی ہے موذن کے لیے اتنی ہی وسیع مغفرت آتی ہے۔ اور جس تر وخشک چیز کو اس کی آواز پہنچتی ہے اذان دینے والے کے لیے استغفار کرتی ہے۔

مغفور کی دعا زیادہ قابل قبول ہے

خود حدیث شریف میں وارد ہے کہ مغفوروں سے دعا منگوانی چاہیے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اِذَا لَقِیْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ اَنْ یَّسْتَغْفِرَ لَکَ قَبْلَ اَنْ یَدْخُلَ بَیْتَهٗ فَاِنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ

(مسند امام احمد، ج:۲، ص:۱۲۸)

جب تو حاجی سے ملے اسے سلام کر اور مصافحہ کر اور قبل اس کے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو اس سے اپنے لیے استغفار کرا کہ وہ بخشا ہوا ہے۔ پس دفن کے بعد قبر کے پاس کسی نیک آدمی سے اذان کہلوائی جائے تا کہ اس کی بخشش ہو، پھر میت کے لیے دعا کرے تو اس کی دعا میں قبولیت کی زیادہ امید ہے۔

اذان ذکر خدا عزّ وعلا اور ذکر مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ○

(پ:۲۲،ع:۳،سورۃ الاحزاب،آیت:۴۱)

اے ایمان والواللہ کا ذکر کرو بکثرت ذکر کرنا۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ○ (پ:۳۰،ع:۱۹،سورۃ الم نشرح،آیت:۴)

(اے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (کنزالایمان)

امام ابن عطا پھر امام قاضی عیاض وغیرھما ائمہ کرام رحمھم اللہ تعالیٰ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

جَعَلْتُكَ ذِكْرًا مِّنْ ذِكْرِيْ فَمَنْ ذَكَرَكَ فَقَدْ ذَكَرَنِيْ

میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا۔ جو تمہارا ذکر کرے وہ میرا ذکر کرتا ہے۔ (نسیم الریاض،ج:۱،ص:۱۲۵)

لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر عین ذکر خدا ہے اور ذکر الٰہی سے رحمت نازل ہوتی ہے اور عذاب دور ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

مَا مِنْ شَيْءٍ اَنْجٰى مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

(مسند احمد،ج:۵،ص:۲۳۹،بیہقی)

کوئی چیز ذکر خدا سے زیادہ عذاب خدا سے نجات بخشنے والی نہیں۔

اور خود اذان کی نسبت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

إِذَا أُذِّنَ فِيْ قَرْيَةٍ اٰمَنَهَا اللّٰهُ مِنْ عَذَابِهٖ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ

(طبرانی، المعجم الکبیر، ج:۱،ص:۲۵۷)

جب کسی بستی میں اذان کہی جائے اللہ تعالیٰ اس بستی کو اس دن عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔ (برابر ہے وہ بستی زندوں کی ہو یا مردوں کی)۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحیح حدیث میں ذکر کرنے والوں کی نسبت فرماتے ہیں:

حَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ غَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَ نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ۔

(مسلم، ج:۲،ص:۳۴۵، ترمذی، کتاب الدعوات باب ماجاء فی القوم یجلسون الخ، رقم حدیث:۳۳۷۸،ص:۱۷۷)

انہیں ملائکہ گھیر لیتے ہیں اور رحمت الٰہی ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینہ اور چین اُترتا ہے۔

اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اُذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ كُلِّ شَجَرٍ وَّ حَجَرٍ

(احمد، طبرانی، المعجم الکبیر، ج:۲۰،ص:۱۵۹)

ہر پتھر اور درخت کے پاس اللہ کا ذکر کر۔

ہمیں حکم ہے کہ ہم ہر سنگ و درخت کے پاس ذکر الٰہی کریں، قبر مومن کے پتھر کیا اس حکم سے خارج ہیں؟

اذان بے شک ذکر خدا ہے۔ پھر خدا جانے ذکر خدا سے روکنے کی وجہ کیا ہے؟

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم

اذان سے گھبراہٹ اور پریشانی دور ہوتی ہے

خود ظاہر اور حدیثوں سے بھی ثابت ہے کہ مُردے کو اس نئے تنگ و تار مکان میں سخت وحشت اور گھبراہٹ ہوتی ہے، مگر جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اور اذان سے وحشت دفع ہوتی ہے اور دل کو اطمینان ہوتا ہے کہ وہ ذکر خدا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ؈ (پ:۱۳،ع:۱۰،سورۃ الرعد:۲۸)

سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔ (کنزالایمان)

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

نَزَلَ اٰدَمُ بِالْھِنْدِ وَاسْتَوْحَشَ فَنَزَلَ جِبْرَئِیْلُ علیه الصلوٰة والسلام فَنَادٰی بِالْاَذَانِ۔

(ابونعیم، ابن عساکر، حلیۃ الاولیاء ج:۲، ص:۱۰۷)

جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت سے ہندوستان میں اترے انہیں گھبراہٹ ہوئی تو جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتر کر اذان دی۔

حضرت امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ، سے مروی ہے فرمایا مجھے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غمگین دیکھا تو ارشاد فرمایا:

یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اِنِّیْ اَرَاکَ حَزِیْنًا فَمُرْ بَعْضَ اَھْلِکَ یُؤَذِّنُ فِیْ اُذُنِکَ فَاِنَّهٗ دَرْءٌ لِلْھَمِّ (مسند الفردوس، مرقات، ج:۲، ص:۱۴۹)

اے علی میں تجھے غمگین پاتا ہوں، اپنے کسی گھر والے سے کہہ کہ تیرے کان میں اذان کہے، اذان غم و پریشانی کی دافع ہے۔

اور مولا علی تک جس قدر اس حدیث شریف کے راوی ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب

نے فرمایا:

فَجَرَّبْتُہٗ فَوَجَدْتُہٗ کَذٰلِکَ

میں نے اِسے تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا۔ (ابن حجر، مرقاۃ)

اگر میت کے غم والم اور گھبراہٹ کو دور کرنے کے لیے بعد دفن قبر پر اذان کہی جائے تو یہ عین ارشاد کے مطابق ہے۔

لحد میں عشق رخ شاہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

اعتراض

مانعین اعتراض کرتے ہیں کہ اذان تو نماز کے لیے ہوتی ہے۔ دفن کے بعد قبر پر جو اذان دیتے ہو وہ کون سی نماز کے لیے ہے؟

جواب

وہ نہیں جانتے کہ اذان میں کیا کیا اغراض ومنافع ہیں۔ شرع مطہر نے نماز کے علاوہ کئی جگہوں پر اذان مستحب فرمائی ہے۔ درج ذیل مقامات پر اذان کہنا سنت ہے:

نماز پنجگانہ کے لیے، بچہ کے کان میں، آگ لگنے کے وقت، جب جنگ واقع ہو، مسافر کے پیچھے، جن کے ظاہر ہونے پر، غصہ والے پر جو مسافر کہ راستہ بھول جائے، مرگی والے کے لیے۔ (درمختار شامی، ج:۱، ص:۲۸۳)

☆☆☆

باب نمبر 20

ایصال ثواب اور فاتحہ کا ثبوت

نہ ہو مایوس آتی ہے صدا گور غریباں سے
نبی (ﷺ) امت کا حامی ہے خدا (جل جلالہ) بندوں کا والی ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ ۔(پ:۲۸،ع:۴،سورۃ الحشر:۱۰)

اور وہ جوان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے (کنزالایمان)

حدیث پاک میں دعا کو عبادت اور عبادت کا مغز فرمایا گیا۔آیت سے ثابت ہوا کہ زندوں کی عبادت یعنی دعا سے مُردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔یہی ایصال ثواب ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ج (پ:۲۴،ع:۶،سورۃ المومن:۷)

اور (وہ فرشتے) مسلمانوں کی مغفرت (بخشش) مانگتے ہیں۔ (کنزالایمان)

ثابت ہوا کہ فرشتوں کی عبادت یعنی دعائے بخشش کا فائدہ مسلمانوں کو پہنچتا ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ فرشتوں کا عقیدہ اہلسنت و جماعت بریلوی عقیدہ کے موافق ہے کہ وہ ایصال ثواب کے قائل ہیں۔الحمد للہ رب العلمین۔

روشن کر قبر بے کسوں کی
اے شمع جمال مصطفائی
اللہ نہ چھوٹے دست دل سے
دامان خیال مصطفائی ﷺ

احادیث مبارکہ

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

(1) اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهٗ

(النہایہ، ص:۴۰۷، مشکوۃ، ص:۳۲، شرح الصدور، ص:۱۲۷، جامع الصغیر، ص:۵۸، مسند امام احمد، ج:۲، ص:۲۷۲، مصابیح السنۃ، ج:۱، ص:۱۶۷)

جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ مگر تین عمل (مرنے کے بعد بھی ان کا ثواب پہنچتا رہتا ہے) صدقہ جاریہ اور علم جس سے نفع حاصل کیا جائے اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔

پتہ چلا مسلمان میت کے لیے مسلمان کا دعا کرنا اس میت کو ہمیشہ نفع دیتا ہے۔

(2) مَا الْمَيِّتُ فِى الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهٗ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِيْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَآءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ

وَاِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَآءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ

(شعب الایمان، ج:۷،ص:۱۶، مشکوٰۃ،ص:۲۰۶،شرح الصدور،ص:۱۲۷، بیہقی)

مردہ کی حالت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریادی کی طرح ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ دعا کا منتظر رہتا ہے کہ اس کے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی طرف سے اس کو پہنچے۔ پس جب اس کو کسی کی دعا پہنچتی ہے تو دعا کا پہنچنا اسے دنیا اور دنیا کی ہر شے سے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعا سے اہل قبور کو پہاڑوں کی مثل اجر وثواب و رحمت عطا فرماتا ہے۔ اور بے شک زندوں کا تحفہ مُردوں کی طرف یہی ہے کہ ان کے لیے بخشش کی دعا مانگی جائے۔

(3) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَتَصَدَّقُ عَنْ مَّوْتَانَا وَنَحُجُّ عَنْهُمْ وَنَدْعُوْا لَهُمْ فَهَلْ يَصِلُ ذٰلِكَ اِلَيْهِمْ

اے اللہ تعالیٰ کے رسول (علیک الصلوٰۃ والسلام) ہم اپنے مردوں کے واسطے صدقہ دیتے رہتے ہیں، (تیجا، ساتا، چالیسواں وغیرہ) انکے لیے حج کرتے ہیں، ہم انکے لیے دعا کرتے رہتے ہیں کیا یہ انہیں پہنچتا ہے؟

فَقَالَ نَعَمْ اِنَّهٗ لَيَصِلُ وَيَفْرَحُوْنَ بِهٖ كَمَا يَفْرَحُ اَحَدُكُمْ بِالطَّبَقِ اِذَا اُهْدِيَ اِلَيْهِ۔

رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بیشک ضرور پہنچتا ہے، اور وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تم میں سے کوئی ایک طبق (ٹرے جس میں کھانے وغیرہ رکھے

ہوں) پرخوش ہوتا ہے جبکہ اس کو ہدیہ کیا جائے۔

(عینی شرح ہدایہ، ج:۱،ص:۱۶۱، ابوحفص، مراقی الفلاح شرح نورالایضاح مع طحطاوی، ص:۶۲۱)

(4) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا، فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا:

مَامِنْ اَهْلِ مَيِّتٍ يَمُوْتُ مِنْهُمْ مَيِّت" فَيَتَصَدَّقُوْنَ عَنْهُ بَعْدَ مَوْتِهِ اِلَّا اَهْدَاهَا لَهُ جِبْرِيْلُ عَلٰى طَبَقٍ مِّنْ نُوْرٍ ثُمَّ يَقِفُ عَلٰى شَفِيْرِ الْقَبْرِ فَيَقُوْلُ يَا صَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِيْقِ هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ" اَهْدَاهَا اِلَيْكَ اَهْلُكَ فَاقْبَلْهَا فَتَدْخُلُ عَلَيْهِ فَيَفْرَحُ بِهَا وَيَسْتَبْشِرُ وَيَحْزَنُ جِيْرَانُهُ الَّذِيْنَ لَا يُهْدٰى اِلَيْهِمْ شَئٌ". (شرح الصدور، ص:۱۲۹، طبرانی)

جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کے گھر والے اس میت کی طرف سے صدقہ کرتے رہتے ہیں (تیجا، ساتا چالیسواں، سالانہ) تو جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام اس صدقہ کو ایک نورانی طبق میں رکھ کر میت کے پاس لے جاتے ہیں، پس قبر کے کنارے کھڑے ہو کر کہتے ہیں، اے گہری قبر والے! یہ ہدیہ وتحفہ تیرے گھر والوں نے تجھے بھیجا تو اسے قبول کر۔ تو وہ ہدیہ قبر والے کے جسم پر داخل ہو جاتا ہے۔ وہ اس کو دیکھ کر دل سے بھی خوش ہوتا ہے اور اوپر سے بھی۔ اور اس قبر والے کے ہمسائے جنھیں (ان کے گھر والوں، ایصال ثواب کے منکروں کی طرف سے) کوئی ہدیہ ثواب نہیں پہنچتا، غمگین ہوتے ہیں۔

(5) **يَا اَصْحَابِیْ لَا تَنْسَوْا اَمْوَاتَكُمْ فِیْ قُبُوْرِهِمْ خَاصَّةً فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَاِنَّ اَرْوَاحَهُمْ يَاْتُوْنَ بُيُوْتَهُمْ فَيُنَادِیْ كُلُّ**

اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ اَلۡفَ مَرَّةٍ مِّنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ اَعۡطِفُوۡا عَلَيۡنَا بِدِرۡهَمٍ اَوۡ بِرَغِيۡفٍ اَوۡبِكَسۡرَةِ خُبۡزٍ اَوۡبِدَعۡوَةٍ اَوۡبِقِرَاءَ ةِ اٰيَةٍ اَوۡ بِكِسۡوَةٍ كَسَاكُمُ اللّٰهُ مِنۡ لِبَاسِ الۡجَنَّةِ۔

(روح البیان، ج:۴، ص:۳۶۶)

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اے میرے اصحاب (اے میرے اُمتیو!) اپنے مردوں کو ان کی قبروں میں بھلانہ دینا خصوصاً رمضان شریف کے مہینے میں۔ اس لیے کہ یقیناً ان کی روحیں اپنے اپنے گھروں میں آتی رہتی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک روح اپنے گھر والوں، مردوں، عورتوں کو ہزار مرتبہ پکارتی ہے کہ ہم پر مہربانی کرو ایک درہم (صدقہ کا ثواب) دیکر، یا ایک روٹی صدقہ کر کے، یا روٹی کا ایک ٹکڑا دے کر، یا دعا کر کے ہم پر مہربانی کرو، یا ایک آیت پڑھ کر (اس کا ثواب ہمیں پہنچا کر) یا ایک کپڑا دے کر ہم پر مہربانی کرو۔ تمہیں اللہ تعالیٰ جنت کا لباس پہنائے۔

ثابت ہوا کہ مسلمان مردوں کو ختم پڑھ کر ہمیشہ ثواب پہنچانا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مُردوں کی روحیں اپنے گھروں میں آتی ہیں۔

(6) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مینڈھا ذبح کر کے یہ پڑھا:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلۡ مِنۡ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ

(مسلم، ج:۲، ص:۱۵۶، ترمذی، ج:۱، ص:۲۷۸، مشکوٰۃ، ص:۱۲۷، ابوداؤد، ج:۲، ص:۲۹)

اے اللہ! اس کو میری، اور میری آل اور میری امت کی طرف سے قبول فرما۔

جس کو ایصال ثواب کرنا ہو اس کا نام لینا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہوا۔

(7) اُمَّتِیْ اُمَّةٌ" مَرْحُوْمَةٌ" تَدْخُلُ قُبُوْرَهَا بِذُنُوْبِهَا وَ تَخْرُجُ مِنْ قُبُوْرِهَا لَا ذُنُوْبَ عَلَيْهَا تُمَحَّصُ عَنْهَا بِاسْتِغْفَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ لَهَا (طبرانی، شرح الصدور، ص:۱۳۸)

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں میری امت امت مرحومہ ہے۔ وہ اپنے گناہوں کے ساتھ اپنی قبروں میں داخل ہوں گے اور اپنی قبروں سے اس حال میں نکلیں گے کہ ان پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ مسلمانوں کی ان کے حق میں بخشش کی دعا سے ان کے گناہ دور کر دیئے جائیں گے۔

(8) مسلمانوں کو ثواب پہنچتا ہے

عاص بن وائل (جو کہ کافر تھا) نے وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کر دیئے جائیں۔ تو اس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کر دیئے۔ پھر اس کے بیٹے عمرو نے چاہا کہ باقی پچاس اس کی طرف سے وہ آزاد کر دیں۔ کہنے لگے میں تو آزاد نہ کروں گا جب تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نہ پوچھ لوں۔ چنانچہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ) میرے باپ نے وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے سو (۱۰۰) غلام آزاد کیے جائیں۔ اور ہشام نے اس کی طرف سے پچاس آزاد کر دیئے ہیں اور اس پر پچاس غلام باقی ہیں تو کیا اس کی طرف سے میں آزاد کر دوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّهُ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْهُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ اَوْحَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهُ ذٰلِكَ

اگر وہ مسلمان ہوتا پھر تم اس کی طرف سے آزاد کرتے۔ یا اسکی طرف سے صدقہ

کرتے، یا اس کی طرف سے حج کرتے، یہ سب کچھ اسے پہنچ جاتا۔

(ابوداؤد، ج:۲، ص:۴۳، مشکوۃ شریف، ص:۲۶۶)

معلوم ہوا کہ کافر کو کوئی صدقہ نفع ونجات نہیں دیتا اور مسلمان کو مالی اور بدنی ہر قسم کی عبادت کا ثواب پہنچتا ہے۔

☆☆☆

باب نمبر 21

فاتحہ اور ختم کا ثبوت

ایسوں کو نعمت کھلاؤ دودھ کے شربت پلاؤ
ایسوں کو ایسی غذا تم پر کروروں درود

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۝

(پ:۸، ع:۱)

تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو۔

(کنز الایمان)

مختصر تشریح

اس آیت کا نزول خاص ہے کہ جس جانور کے ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا اسے کھالو وہ حلال ہے۔ بشرطیکہ ذبح کرنے والا مسلمان یا اہل کتاب ہو۔ لیکن حکم عام ہے یعنی جس پاکیزہ چیز پر بھی اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے اسے کھانا جائز ہے۔ لہٰذا تیجا، ساتا، دسواں، چالیسواں، سالانہ، گیارہویں شریف، بارہویں شریف، شب برات وغیرہا کے کھانے جائز ہوئے کیونکہ ان کھانوں پر قرآن شریف، درود شریف، ذکر واذکار پڑھے جاتے ہیں۔ جو انہیں حرام سمجھے وہ شریعت پر زیادتی کرتا ہے۔

احادیث شریفہ

(1) مَنْ لَقَمَ اَخَاهُ لُقْمَةً حُلْوَةً صَرَّفَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرَارَةَ الْمَوْقِفِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (روح البیان، ج:۴،ص:۳۶۶)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو ایک میٹھا لقمہ کھلائے، اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی تکلیف دور فرمائے گا۔

(2) میت کے لیے صدقہ وخیرات کرنا

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ

یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) ام سعد یعنی میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے تو ان کے لیے کونسا صدقہ افضل ہے؟

قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ

فرمایا، پانی، تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے۔ (ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ، ج:۱،ص:۱۶۹)

(3) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیر موجودگی میں ان کی والدہ فوت ہو گئیں تو انہوں نے عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّیْ تُوُفِّيَتْ وَاَنَا غَائِبٌ عَنْهَا اَيَنْفَعُهَا شَیْءٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا

یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میری والدہ کا انتقال ہو گیا، اور میں

ان کے پاس موجود نہیں تھا۔ اگر میں ان کی طرف سے کوئی چیز صدقہ کروں تو کیا انہیں اس کا فائدہ ہوگا؟

قَالَ نَعَمْ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں،

قَالَ فَاِنِّیْ اُشْهِدُكَ اَنَّ حَائِطِی الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا تو میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا مخراف باغ ان کی طرف سے صدقہ ہے۔ (بخاری شریف، ج:۱، ص:۳۸۶)

معلوم ہوا کہ صدقہ و خیرات و نیاز پر جسے ایصال ثواب کرنا ہو اس کا نام لینے سے وہ چیز حرام نہیں ہوتی جیسا کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنویں اور باغ پر اپنی ماں کا نام لیا۔

(4) صدقہ قبر کی آگ کو بجھاتا ہے

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ عَنْ اَهْلِهَا حَرَّ الْقُبُوْرِ

(طبرانی کبیر، ج:۱۸، ص:۲۴۸، جامع صغیر، ص:۱۲۶، کامل ابن عدی، ج:۲، ص:۲۶۹، شرح الصدور ص:۱۲۸)

بے شک صدقہ، صدقہ والوں سے قبروں کی گرمی کو بجھاتا ہے۔

(5) فاتحہ میں شفا ہے

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَاتِحَةُ الْكِتٰبِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ (الجامع الصغیر، ج:۱، ص:۳۶۰)

الحمد شریف سورہ میں ہر بیماری سے شفا ہے۔

(6) **مَنْ قَرَاَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَكَاَنَّمَا قَرَاَ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ**

جس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سورۃ ایک بار پڑھی گویا اس نے تیسرا حصہ قرآن پڑھ لیا۔

ہر ختم پر کم از کم تین مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد'' سورۃ پڑھی جاتی ہے جس سے پورے ختم قرآن کا ثواب ملتا ہے۔

(7) اِذَا خَتَمَ الْعَبْدُ الْقُرْاٰنَ صَلّٰى عَلَيْهِ عِنْدَ خَتْمِهٖ سِتُّوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ (الجامع الصغیر، ج:۱،ص:۴۱)

جب بندہ قرآن ختم کرے تو اس کے ختم قرآن کے وقت ساٹھ ہزار فرشتے اس کی بخشش کی دعا کرتے ہیں۔

(8) عِنْدَ كُلِّ خَتْمَةٍ دَعْوَة'' مُسْتَجَابَة'' (کنوز الحقائق)

ہر ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

(9) مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ وَقَرَاَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد'' اِحْدٰى عَشَرَةَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ اَجْرَهٗ لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِيَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ

(شرح الصدور،ص:۱۳۰، التذکرہ القرطبی، ج:۱،ص:۹۷)

جو شخص قبروں کے پاس سے گزرا، اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سورۃ گیارہ بار پڑھی، پھر اس کا ثواب مردوں کو بخشا تو اس بخشنے والے کو مردوں کی تعداد کے برابر اجر وثواب ملے گا۔

(10) مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَاَ فَاتِحَةَ الْكِتٰبِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد'' وَاَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ قَدْ جَعَلْتُ ثَوَابَ مَا قَرَاْتُ مِنْ كَلَامِكَ لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ كَانُوْا شُفَعَآءَ لَهٗ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى

(شرح الصدور،ص:۱۳۰)

شخص قبرستان جائے اور سورۃ فاتحہ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد اور الھاکم التکاثر پڑھ کر عرض کرے اے اللہ تعالیٰ! جو کچھ میں نے تیرے کلام سے پڑھا اس کا ثواب میں نے قبروں والے مسلمان مردوں اور عورتوں کو بخشا۔ تو وہ قبروں والے تمام مسلمان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے لیے شفیع بنتے ہیں یعنی (سفارش کر کے جنت میں لے جاتے ہیں)۔

اسمٰعیل دہلوی دیوبندی وہابی نے تقویۃ الایمان میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شفیع وجیہہ ماننے والے کو مشرک لکھا یہاں سارے قبروں والے شفیع بن رہے ہیں!

(11) کھانا سامنے رکھ کر اس پر کلام پاک پڑھنا

امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا گیا کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور شکایت کی کہ اس کے گھر میں ہر شے سے برکت ختم ہوگئی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَیْنَ اَنْتَ مِنْ اٰیَةِ الْکُرْسِیِّ مَا تَلَیْتَ عَلٰی طَعَامٍ وَلَا اِدَامٍ اِلَّا اَنْمَی اللّٰهُ بَرَکَةَ ذٰلِکَ الطَّعَامِ وَ الْاِدَام

تو آیت الکرسی سے کہاں غافل رہا تو جس کھانے اور سالن پر آیت کرسی پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کھانے اور سالن میں برکت بڑھا دے گا۔

(تفسیر درمنثور از علامہ جلال الدین السیوطی قدس سرہ، ج:۱،ص:۳۲۳)

اس حدیث پاک سے کھانا سامنے رکھ کر اس پر قرآن پڑھنا ثابت ہوا کھانے پر بسم اللہ پڑھنے کا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا اور بسم اللہ بھی قرآن ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت سے برکت حاصل ہوتی ہے۔ صدقہ ایک نیکی ہے۔

تلاوت دوسری نیکی ہے۔ نیکی کے ساتھ نیکی ملانا نیکیوں میں اضافہ ہے۔

(12) کھانے پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا سنت رسول ہے (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

حدیث شریف میں ہے:

ثُمَّ رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰى اٰلِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ ثُمَّ اَصَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الطَّعَامِ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مبارک ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی:

اے اللہ تعالیٰ! سعد بن عبادہ کے گھر والوں کو رحمت اور برکت عطا فرما۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا تناول فرمایا۔

(ابوداؤد، ج:۲،ص:۲۵۸)

کھانے سے پہلے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا۔

(13) نیک کام کیلئے دن مقرر کرنا ثابت ہے

نیک کام کے لیے دن مقرر کرنا رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَاْتِيْ مَسْجِدَ قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَّرَاكِبًا وَّكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهٗ۔

(بخاری شریف، ج:۱،ص:۱۵۹)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر ہفتہ کے روز کبھی پیدل اور کبھی سوار ہو کر مسجد قبا میں تشریف لے جاتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

(14) كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رضی الله تعالیٰ عنه يُذَكِّرُ النَّاسَ فِيْ كُلِّ خَمِيْسٍ (بخاری، ج:۱،ص:۱٦،مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جمعرات کولوگوں کووعظ فرمایا کرتے تھے۔

وہابیوں دیوبندیوں کا اعتراض (1)

جس چیز پر غیر خدا کا نام آجائے وہ حرام ہے۔قرآن پاک میں ہے۔

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ جس چیز پر اللہ کے غیر کا نام لیا جائے وہ حرام ہے۔لہٰذا تیجہ،ساتا،چالیسواں،گیارہویں،بارہویں کے ختم کا کھانا حرام ہے۔

جواب

اُهِلَّ، اِهْلَال سے ہے جس کا معنی ہے آواز بلند کرنا۔ذبح کے وقت آواز بلند کرنے کو بھی اہلال کہتے ہیں۔آیت کے اس حصے کا مفہوم یہ ہے کہ جو جانور غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا اس کا کھانا حرام ہے۔اگر اس سے صرف غیر خدا کا نام لینا مراد لیا جائے تو دنیا میں کوئی شے بھی حلال نہیں رہے گی۔جیسے مسلمانوں کا ملک،سعید کا بکرا،حمید کا کرتا،نوید کی بیوی وغیرہا جب گنگا کا پانی اور گائے جو مشرکین کی معبود ہے حرام نہ ہوئی تو صرف نسبت کیسے حرام کر دے گی۔

اعتراض (2)

سُنّیو! بائیس رجب کو تمہارا کونڈا ہوگا (کونڈا پنجابی میں ہلاکت کو کہتے ہیں)۔

کیونکہ تم اس تاریخ کو کونڈوں کا ختم دلواتے ہو۔

جواب

بخاری شریف کی حدیث ہے:

كَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ

(بخاری شریف، ج:۲،ص:۸۱۷، ترمذی، ج:۲،ص:۵ کتاب الاطعمۃ باب ماجاء فی حُبّ النبی ﷺ الحلواء، ابن ماجہ،ص:۲۴۶،مشکوٰۃ،ص:۳۶۴)

رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حلوہ اور شہد ہمیشہ ہی پسند تھا۔

جس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پسندیدہ چیز سے پیار کیا اس کی تو ہوگئی عید، اسے سو شہید کا درجہ ملا، اور جس نے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پسند کو ٹھکرایا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کر کے دوزخی بنا کونڈا تو اس کا ہوا۔

اور حدیث شریف میں ہے جو شخص کسی مسلمان کا جائز طریقے سے دل خوش کرے:

خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِکَ السُّرُوْرِ مَلَکًا الخ

اس خوشی کا اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے (جو موت، قبر، حشر، پل صراط ہر تکلیف سے بچا کر اسے جنت میں داخل کرے گا)۔　(شرح الصدور،ص:۶۶)

حلوہ کھلا کر مسلمانوں کا دل خوش کرنے والے کی نجات کا سامان بن گیا اس کی تو ہوگئی عید۔

اور جو خود بھی غمگین ہوا، ساتھیوں کو بھی غمگین رکھا، پاکیزہ طیب کھانوں کو حرام کہہ کر خدا اور رسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا مخالف ہوا کونڈا اس کا ہوا۔

اگر دن مقرر کرنا شرک ہے تو مقرر تو تم نے بھی کیا، ہم نے حلوہ پکانے کے لیے مقرر کیا، تم نے یہ دن حلوہ نہ پکانے کے لیے مقرر کیا، ہم نے حلوہ کھانے کھلانے اور خوشی منانے کے لیے مقرر کیا، تم نے نہ کھانے نہ کھلانے اور جلنے کیلئے مقرر کیا۔

لہٰذا دیوبندیو، وہابیو، نجدیو! بتاؤ پھر کونڈا تمہارا ہوا یا سنّیوں کا؟

وَاللّٰهُ تَعَالٰی وَرَسُوْلُهٗ الْاَعْلٰی اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ　(علیہ الصلوٰۃ والسلام)

باب نمبر22

اذان کے اوّل وآخر درودوسلام پڑھنے کا ثبوت

سب بشارت کی اذاں تھے تم اذاں کا مدعا ہو سب کی ہے تم تک رسائی بارگہ تک تم رسا ہو

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْاعَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○ (پ:۲۲، ع:۴)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (کنزالایمان)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ

حق درودیں تم پہ بھیجے

تم مدام اس کو سراہو

اس آیت میں مسلمانوں کو صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا مطلق حکم ہے۔ کسی قسم کی قید نہیں کس وقت کہاں اور کون سے الفاظ اور صیغوں کے ساتھ عرض کیا جائے۔ جب تک کسی معقول دلیل سے کسی پہلو کو ناجائز ثابت نہ کیا جائے اس پر کوئی پابندی نہیں لگائی جاسکتی۔

دُرِمختار ورد المحتار میں ہے

وَ مُسْتَحَبَّۃٌ ’’ فِیْ کُلِّ اَوْقَاتِ الْامْکَانِ (ردالمحتار، ج:۱،ص:۴۸۴)

اور تمام جائز اوقات میں درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔

علامہ شامی اس کی تشریح میں فرماتے ہیں، اَیْ حَیْثُ لَا مَانِعَ یعنی جہاں کوئی

مانع نہ ہو۔اذان کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پڑھنا اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے عین مطابق ہے کیونکہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ تم ہمیشہ نبی پاک پر صلوٰۃ وسلام پڑھو۔ جب ہمیشہ درود وسلام پڑھنا ثابت ہوا تو پانچ وقت کی اذان کے ساتھ پڑھنا بدرجہ اولیٰ ثابت ہوا۔ روکنے والوں کے ذمے لازم ہے کہ وہ منع کے لیے ثبوت لائین۔صلاۃ وسلام کا حکم ایمانداروں کیلئے ہے۔ کیونکہ ارشاد ہے یَاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْ ا جو درود وسلام نہیں پڑھتے بلکہ اذان کے ساتھ پڑھنے والوں کو اپنی بدعقیدگی کی وجہ سے روکتے ہیں وہ بھی سچے ہیں کہ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا میں داخل نہیں۔ جب اس جماعت میں داخل ہو جائیں گے، تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ہمیشہ صلاۃ وسلام پڑھیں گے۔

احادیث مبارکہ میں بکثرت درود شریف پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ درود شریف خیر و برکت اور فضیلت وثواب کے حصول کا ذریعہ ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ، باب ما جاء فی فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ (۴۸۴)، ص:۱۲۸، ج:۱، ص:۱۱۰، مشکوٰۃ، ص:۸۶، مرقاۃ، ج:۲، ص:۳۷، شعب الایمان، ج:۲، ص:۲۱۲)

بے شک قیامت کے دن لوگوں میں سے میرے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر درود شریف زیادہ پڑھتا ہوگا۔

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشَرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّ عَنْهُ عَشَرَ خَطِيْئَاتٍ وَرَفَعَ لَهٗ عَشَرَ دَرَجٰتٍ۔

(الجامع الصغیر، ص:۵۳۲، مشکوٰۃ، ص:۸۶)

جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور اس کے دس گناہ مٹادے گا اور اس کے دس درجے بلند فرمائے گا۔

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَا یُبْدَأُ فِیْهِ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَالصَّلَاۃِ عَلَیَّ فَهُوَ اَقْطَعُ اَبْتَرُ مَمْحُوْقٌ مِّنْ کُلِّ بَرَکَۃٍ

ہر شان دار کام جو اللہ تعالیٰ کی تعریف اور مجھ پر درود شریف پڑھنے سے شروع نہ کیا جائے وہ نامکمل اور ہر برکت سے خالی ہوگا۔

(الجامع الصغیر،ص:۳۹۱،القول البدیع،ص:۲۴۶،نبراس ص:۴)

اذان پڑھنا بھی بہت عزت والا کام ہے۔اس کے ساتھ درود شریف نہ پڑھنا برکت سے محرومی ہوگی۔

ہر عمل درود شریف کے ساتھ مقبول ہوتا ہے

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اَلْاَعْمَالُ مَوْقُوْفَۃٌ وَّالدَّعَوَاتُ مَحْبُوْسَۃٌ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیَّ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا (جوہرہ نیّرہ،مراقی الفلاح،ص:۲۹۵)

تمام اعمال ٹھہرے رہتے ہیں اور تمام دعائیں رکی رہتی ہیں یہاں تک کہ ان کے اول آخر مجھ پر درود شریف پڑھا جائے۔(یعنی تمام اعمال اور دعائیں اس وقت قبول ہوتے ہیں جب ان کے اول آخر درود شریف پڑھا جائے۔)

بے شک اذان بھی ایک عمل ہے جب تک اذان کے اول آخر درود پاک نہ پڑھا جائے اذان بھی مقبول نہ ہوگی۔

ایک شخص نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کیا مجھے ایک ایسا عمل ارشاد فرمایئے جس کی وجہ سے میں جنت میں چلا جاؤں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: كُنْ مُؤَذِّنَ قَوْمِكَ يَجْمَعُوْا بِكَ صَلَاتَهُمْ، اپنی قوم کا (فی سبیل اللہ) موذن بن، تیرے وسیلے سے وہ اپنی نماز کیلئے جمع ہوں، عرض کی یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام اگر میں ایسا نہ کرسکوں، فرمایا: كُنْ اِمَامَ قَوْمِكَ يُقِيْمُوْا بِكَ صَلَاتَهُمْ، اپنی قوم کا (فی سبیل اللہ) امام بن، تیرے سبب وہ اپنی نماز قائم کریں، عرض کی اگر میں یہ بھی نہ کرسکوں، فرمایا: فَعَلَيْكَ بِالصَّفِّ الْاَوَّلِ، تو (سنّی پابندِ شرع امام کے پیچھے) پہلی صف میں نماز پڑھا کر۔

(تنبیہ الغافلین، ص: ۱۰۸)

جب اذان کی برکت سے جنت مل رہی ہے تو یہ بہت بڑا عمل ہوا۔ اور اس کے اول وآخر درود شریف پڑھنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے عین مطابق ہے۔

وہابیہ دیوبندیہ نجدیہ کا اعتراض (۱)

صحابہ واہلبیت علیہم الرضوان اذان کے ساتھ صلوٰۃ وسلام نہیں پڑھتے تھے۔ تم نے یہ نیا کام شروع کیا ہے، یہ بدعت ہے۔

الجواب

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ز اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔ (پ: ۲۶، ع: ۱۴)

اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو، بیشک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے۔ (کنزالایمان)

عام مسلمانوں کے بارے میں اچھا گمان رکھنا ضروری ہے۔ صحابہ و اہلبیت کرام علیہم الرضوان کے بارے میں ہزاروں درجہ بڑھ کر نیک گمان رکھنا ضروری ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق تمام اعمال درود شریف کے ساتھ مقبول اور بابرکت ہوتے ہیں۔ لہٰذا صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے اعمال اور دعاؤں کے اول و آخر درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ اذان بھی ایک عمل ہے۔ تو صحابہ کرام علیہم الرضوان اذان کے اول، آخر درود شریف پڑھ کر ضرور قبول کرواتے تھے۔ ان کے بارے میں بدگمانی رکھنا کہ وہ اذان کے ساتھ درود شریف نہیں پڑھتے تھے، حرام ہے۔

اعتراض (۲)

نماز والا درود شریف افضل ہے وہ اذان کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

الجواب

معترضین کو اصل دشمنی اور ناراضگی تو صیغہ حاضر اور ندائے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ اس سے بچنے کے لیے طرح طرح کے بہانے بناتے ہیں، نماز والے درود پاک کو افضل کہتے ہیں لیکن نماز والا سلام جو بصیغہ خطاب ہے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ اسے افضل نہیں کہتے!

مسلمانوں کو حکم الٰہی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود اور سلام بھیجیں۔ درود ابراہیمی جو کہ نماز کے اندر پڑھا جاتا ہے، صرف صلوٰۃ درود شریف ہے سلام نہیں۔ یہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی پوری تعمیل نہ ہوگی۔ نماز کے اندر بالکل درست ہے کیونکہ تشہد میں سلام پہلے عرض کرلیا جاتا ہے۔ اذان کے ساتھ جو ہم پڑھتے ہیں:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

اس میں درود بھی ہے اور سلام بھی۔ صَلُّوْا سے نکلا اَلصَّلٰوۃُ اور سَلِّمُوْا سے
وَالسَّلَامُ اور یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بھی قرآن پاک کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا،
یٰٓاٰدَمُ، یَا نُوْحُ، یَا دَاوٗدَ، یَا مُوْسٰی، یٰٓاَیُّھَا الرُّسُلُ، یٰٓاَیُّھَاالنَّبِیُّ، یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ
یہ کلمات قیامت تک ایسے ہی پڑھے جائیں گے۔ جو شخص یارسول اللہ (عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ) کا منکر ہے وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت نہیں رکھتا اور جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت نہ رکھے وہ ایمان دار نہیں کیونکہ محبتِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام ایمان ہے۔

اعتراض (۳)

یہ خود ساختہ درود ہے پہلے تو کبھی نہیں سنا۔

الجواب

صلوٰۃ وسلام والی آیت ہم نے نہیں بنائی قرآن پاک میں ہے۔

مخالفو! تم غلط کہتے ہو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اس طرح عرض کرتے تھے:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

(نسیم الریاض، ج:۳، ص:۴۵۴)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ شریف سے باہر گیا،

فَمَا اسْتَقْبَلَہٗ جَبَلٌ وَّلَا شَجَرٌ اِلَّا وَھُوَ یَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

توجوبھی پہاڑ اور درخت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آتا، وہ عرض کرتا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

دوعالم کا آقاومولیٰ بنا کر تمہیں حق نے بھیجا سلام' علیک

یہ آواز ہرسمت سے آرہی ہے شہہ دین ودنیا سلام' علیک

(قبالہ بخشش)

(ترمذی، ج:۲، کتاب المناقب باب[فی قول علی فی استقبال کل جبل وشجرالخ]۳۶۲۶،

ص:۸۲۷، مشکوٰۃ، ص:۵۴۰)

جوشخص صلوٰۃ وسلام نہ پڑھے وہ پہاڑ اور درختوں سے بھی گیا گزرا ہے۔

اعتراض نمبر۴

اذان کے ساتھ صلوٰۃ وسلام چند سالوں سے سن رہے ہیں، یہ بریلویوں کی نئی ایجاد ہے۔

الجواب

اذان کے اول وآخر درود وسلام سے انکار بھی ہم چند سالوں سے سن رہے ہیں، کئی سو سال پہلے کسی نے انکار نہیں کیا۔ تم نجدی، وہابی دیوبندی نئے پیدا ہوئے ہو جو صلوٰۃ وسلام سے روکتے ہو جو کہ اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وظیفہ ہے اور مسلمانوں کو حکم ہے کہ ہمیشہ پڑھو۔

سلطان عادل صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ نے چھٹی صدی ہجری میں اپنے دور حکومت میں حکم جاری کیا کہ اذان کے ساتھ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھا جائے۔ سلطان موصوف خود بھی بہت بڑے عالم دین تھے اور کئی سو سال کے

عرصہ میں ائمہ و بزرگان دین نے اس کا انکار نہیں کیا بلکہ تائید فرمائی۔

(کشف، ج:۱،ص:۷۸، القول البدیع، ج:۱،ص:۱۹۲، ۱۹۳، فتوحات الوہاب، ص:۳۱۰)

درمختار، ردالمحتار، النہر الفائق، القول البدیع، طحطاوی وغیرہا، کتب میں ہے کہ اذان کے ساتھ صلوٰۃ وسلام بدعت حسنہ (اچھا نیا کام) اور کار ثواب ہے۔

(ردالمحتار، ج:۱،ص،۳۶۲، طحطاوی، ص:۱۱۴، درمختار، ج:۱،ص:۳۶۲، القول البدیع، ص:۱۹۲، ۱۹۳)

اعتراض نمبر۵

چلو پڑھ لیا کرو لیکن ذرا آہستہ پڑھا کرو۔

الجواب

اذان کے اول وآخر بلند آواز سے صلوٰۃ وسلام سنیوں کی پہچان اور نشانی ہو چکا ہے۔ جب کسی نیک عمل سے مانعین روکنے لگیں تو اس وقت مسلمانوں پر لازم ہوتا ہے کہ وہ نیکی سے منع کرنے والوں کی بات نہ مانیں بلکہ اس کار خیر کی پابندی کریں۔ لہٰذا ہم اذان کے ساتھ ضرور بلند آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھیں گے۔

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلاَۃً وَّجَھَرَ بِھَا شَھِدَ لَہٗ کُلُّ حَجَرٍ وَ مَدَرٍ وَّ رَطْبٍ وَّ یَابِسٍ

جس نے مجھ پر بلند آواز سے درود پڑھا، ہر پتھر اور ڈھیلا اور تر اور خشک اس کے حق میں گواہی دے گا۔

(الحاوی للفتاوی للسیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ، ج:۲،ص:۴۱)

سُنّی نے تو بلند آواز سے سپیکر میں درود پڑھا تو اس کے لیے اربوں کھربوں جنتی

ہونے کے گواہ بن گئے، لیکن نجدی، وہابی دیوبندی نے دنیا کے ہر اعلان کو سپیکر پر جائز قرار دیا لیکن درود سے درد ہوا اور اپنے جنتی ہونے کا کوئی گواہ نہ بنا سکا۔ قسمت اپنی اپنی، نصیب اپنا اپنا۔

مومنو پڑھتے نہیں کیوں اپنے آقا پر دُرود
ہے فرشتوں کا وظیفہ الصلوٰۃ والسلام

☆☆☆

باب نمبر 23

انگوٹھے چومنے کا ثبوت

وہی آنکھ جو اُن کا منہ تکے وہی لب جو محو ہوں نعت کے

وہی سر جو اُن کے لیے جھکے وہی دل جو ان پہ نثار ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۠ (پ:۵،ع:۱۴)

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے، ہم اسے اسکے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔ (کنزالایمان)

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک اذان میں سن کر انگوٹھے یا شہادت کی انگلیاں چوم کر آنکھوں سے لگانا جائز و مستحب اور باعث رحمت و برکت ہے۔ اس کے جواز پر بہت زیادہ دلائل موجود ہیں۔ اگر کوئی دلیل نہ بھی ہو تو منع پر شرع سے دلیل نہ ہونا جواز کے لئے دلیل کافی ہے۔

انگوٹھے چومنے کے متعلق سیدنا صدیق اکبر، سیدنا امام حسن اور سیدنا خضر علیہم الرضوان سے احادیث مروی ہیں:

(1) دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کیا کہ جب انہوں نے مؤذن کو اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط کہتے سنا تو یہ پڑھا:

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيًّا ط

اور دونوں کلمے کی انگلیوں کے پورے نیچے کی جانب سے چوم کر آنکھوں سے لگائے۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِيْلِىْ فَقَدْ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِىْ۔

جو شخص ایسا کرے جیسا میرے پیارے نے کیا اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ (المقاصد الحسنہ، ص:۳۸۴، از علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ)

(2) حضرت سیدنا خضر علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ وہ ارشاد فرماتے ہیں:

جو شخص موذن سے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سن کر کہے:

مَرْحَبًا بِحَبِيْبِىْ وَ قُرَّةِ عَيْنِىْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ يُقَبِّلُ اِبْهَامَيْهِ وَيَجْعَلُهُمَا عَلٰى عَيْنَيْهِ لَمْ يَرْمُدْ اَبَداً۔

پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے، اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔

(المقاصد الحسنہ، ص:۳۸۴)

(3) حضرت سیدنا امام حسن علیٰ جدہ الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

جو شخص موذن کو اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط کہتے سن کر یہ دعا پڑھے:

مَرْحَبًا بِحَبِيْبِىْ وَ قُرَّةِ عَيْنِىْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ

يُقَبِّلُ ابْهَامَيْهِ وَيَجْعَلُهُمَا عَلٰى عَيْنَيْهِ لَمْ يَعْمِ وَلَمْ يَرْمُدْ اَبَداً۔

اور اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے نہ کبھی اندھا ہو اور نہ آنکھیں دکھیں۔

(المقاصد الحسنہ، ص:۳۸۴)

(4) رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ سَمِعَ اسْمِيْ فِي الْاَذَانِ وَوَضَعَ ابْهَامَيْهِ عَلٰى عَيْنَيْهِ فَاَنَا طَالِبُهٗ فِيْ صُفُوْفِ الْقِيٰمَةِ وَقَائِدُهٗ اِلَى الْجَنَّةِ۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا، جو شخص میرا نام اذان میں سنے اور اپنے انگوٹھے (چوم کر) آنکھوں پر رکھے تو میں اسے قیامت کی صفوں میں تلاش کروں گا اور اسے اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جاؤں گا۔

(صلوٰۃ مسعودی، ج:۲، ص:۸۷، جامع الرموز، ج:۱، ص:۱۲۵)

آنکھوں کا تارا نام محمد

دل کا اُجالا نام محمد ﷺ

(5) شرح نقایہ میں ہے:

خبردار رہو بے شک مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سنے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہے اور دوسری بار قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہے پھر انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھ کر کہے اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ ط

فَاِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ لَهٗ قَائِدًا اِلَى الْجَنَّةِ۔

تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے پیچھے پیچھے اسے جنت میں لے جائینگے (ایسا ہی کنز العباد میں ہے)۔ (ردالمحتار، ج:۱،ص:۲۹۳)

(6) جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے مشتاق ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رخ پرنور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ ظاہر فرمایا تو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے لگایا۔ پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی۔ پھر جب جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو یہ قصہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا:

مَنْ سَمِعَ اِسْمِیْ فِی الْاَذَانِ فَقَبَّلَ ظُفْرَیْ اِبْهَامَيْهِ وَمَسَحَ عَلٰى عَيْنَيْهِ لَمْ يَعْمَ اَبَدًا

جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔ (روح البیان، ج:۷،ص:۲۲۹)

اعتراض

انگوٹھے چومنے والی حدیث صحیح نہیں لہٰذا اس پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔

جواب

صحت حدیث کے انکار سے اس کے حَسَن ہونے کی نفی نہیں ہوتی پھر اسے محض باطل اور موضوع ٹھہرانا تو سراسر جہالت ہے۔ صحیح اور موضوع کے وسط میں بہت اقسام

حدیث ہیں۔ اگر حدیث ضعیف بھی ہو فضائل اعمال میں معتبر ہے۔

فتح المبین مولفہ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (ص:۳۶) میں ہے:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَآءُ عَلٰی جَوَازِ الْعَمَلِ بِالْحَدِیْثِ الضَّعِیْفِ فِیْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ (منیر العینین از اعلیٰ حضرت بریلوی)

یعنی تمام علماء نے اس پر اتفاق کیا کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے۔ وضو کے اعضاء دھوتے ہوئے دعائیں پڑھنا، وضو میں گردن کا مسح کرنا اور نماز اوابین کا ثبوت ضعیف حدیثوں سے ہے مگر فقہاء انہیں مستحب لکھتے ہیں۔ وہابی دیوبندی بھی ان اعمال میں کوشش کرتے ہیں۔ اس وقت انہیں ضعیف حدیث مضر نہیں ہوتی لیکن حضور اکرم نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پیارا نام سن کر انگوٹھے چومنے کو نا جائز اور شرک بتاتے ہیں۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب ﷺ
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

مُلّا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ موضوعات کبیر (ص:۲۱۰) میں فرماتے ہیں:

قُلْتُ وَاِذَا ثَبَتَ رَفْعُهٗ اِلَی الصِّدِّیْقِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **فَیَکْفِیْ لِلْعَمَلِ بِهٖ لِقَوْلِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ۔**

میں نے کہا اور جب اس حدیث کا رفع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ثابت ہوا تو اس کا ثبوت عمل کے لیے کافی ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم پر میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے۔

اعتراض

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اگر نور مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انگوٹھوں کے ناخنوں میں دیکھ کر چوما تھا تو تم کونسا نور دیکھتے ہو جو چومتے ہو، چومنے کی جو وجہ وہاں تھی یہاں نہیں ہے۔

جواب

سعی، رمی اور رمل میں جو وجہ وہاں تھی یہاں نہیں ہے، آج تم حج میں یہ کام کیوں کرتے ہو؟

حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلیۓ پانی کی تلاش میں صفا ومروہ کے درمیان دوڑی تھیں۔ اب کہاں پانی کی تلاش ہے؟ تم حج میں صفا ومروہ کے درمیان کیوں دوڑتے ہو؟

حضرت ابراہیم واسمٰعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام نے قربانی کے لیے جاتے ہوئے راستے میں تین جگہ شیطان کو کنکر مارے، تم اب وہاں کنکر کیوں مارتے ہو کیا آپ کو شیطان دھوکا دیتا نظر آتا ہے؟

کفار مکہ پر قوت کے اظہار کے لیے مسلمانوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا کہ طواف میں اکڑ کر کندھے ہلاتے ہوئے چلو۔ اب طواف قدوم میں مرد رمل کیوں کرتے ہیں؟ یعنی اکڑ کر کیوں چلتے ہیں؟

حضرات انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعض اعمال ایسے مقبول ہو جاتے ہیں کہ ان کی یادگار باقی رکھی جاتی ہے اگرچہ وہ ضرورت باقی نہ رہے۔

یہاں بھی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار قائم رکھنے کے لیے ہم انگوٹھے

چومتے ہیں اگر چہ ہمیں نور نظر نہیں آتا۔ نیز حضرت آدم و حضرت حوا علیہما الصلوٰۃ والسلام جب جنت سے باہر تشریف لائے تو جنتی لباس اتار لیا گیا صرف ناخنوں میں جنتی لباس رہ گیا۔ ہم اس لیے بھی ناخن چومتے ہیں کہ ہوسکتا ہے جنتی لباس چومنے کی برکت سے جنت مل جائے۔

آنکھوں کا تارا نام محمد
دل کا اجالا نام محمد
پوچھے گا مولیٰ لایا ہے کیا کیا
میں یہ کہوں گا نام محمد
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

☆☆☆

باب نمبر 24

نماز کے متعلق ضروری مسائل

امام کے پیچھے قرات منع ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ O

(پ:۹،ع:۱۴)

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

(کنز الایمان)

(وہابیہ کے امام ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ یہ آیت "نماز فرض" کی قرات کے متعلق نازل ہوئی ہے، فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲۳، ص ۲۶۹)

اس آیت سے پتہ چلا کہ امام کے پیچھے مقتدی کو قرات کرنا منع ہے خواہ امام بلند آواز سے قرات کرے یا آہستہ۔ اگر مقتدی پر سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہوتا تو رکوع میں مل جانے سے اس کو رکعت نہ ملتی۔

(آئمہ تفسیر بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت نماز میں قرات کی بابت نازل ہوئی۔ تفسیر کبیر، ج:۴، ص:۵۰، روح البیان، ج:۲، ص:۲۸۰)

احادیث شریفہ

(1) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ
اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَ اِذَا قَرَءَ

فَاَنْصِتُوْا (نسائی، ج:۱،ص:۱۰۷،ابن ماجہ،ص:۶۱،مشکوٰۃ،ص:۸۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ امام اسی لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے۔تو جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرات کرے تو تم چپ رہو۔

(2) **عَنْ جَابِرٍ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ" فَقِرَآءَۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَآءَۃٌ"**

(ابن ماجہ،ص:۶۱،طحاوی،ج:۱،ص:۱۰۶،دارقطنی،ج:۱،ص:۳۲۳،موطأ امام محمد،ص:۹۸،مسند امام احمد،ج:۳،ص:۳۳۹،کتاب الآثار،ج:۱،ص:۱۷۰)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا،فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،جس شخص کا امام ہو تو امام کی قرات مقتدی کی قرات ہے۔

علامہ عینی رحمتہ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں فرمایا کہ اس حدیث کو صحابہ کرام کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے (۱) ان میں حضرت علی، ابن عبداللہ، ابن عمر، ابوسعید خدری، ابو ہریرہ، ابن عباس اور انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔اور اسّی (۸۰) صحابہ کرام نے امام کے پیچھے قرات کرنے سے منع فرمایا ہے۔ان میں سے حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

(عمدۃ القاری،ج:۶،ص:۱۳)

(3) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

---

(۱) یہی وہابیہ کے امام ابن تیمیہ نے اسی حدیث بالا کی شرح میں لکھا ہے۔ دیکھیے فتاویٰ ابن تیمیہ ج:۱، ص:۲۷۱)

مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الْاِ مَامِ کَفَتْهُ قِرَآءَتُهٗ

جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرات اسے کافی ہے۔

(مؤطا امام محمد، ص:۹۷)

(4) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی رَکْعَةً لَمْ یَقْرَءْ فِیْهَا بِاُمِّ الْکِتٰبِ فَلَمْ یُصَلِّ اِلَّا وَرَآءَ الْاِ مَامِ

جس نے رکعت پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز نہ ہوئی مگر امام کے پیچھے ہو تو (بغیر فاتحہ) ہو جائے گی۔

(ترمذی، ج:۱، کتاب الصلوٰۃ باب [ما جاء فی ترک القراءۃ خلف الامام اذا جھر الامام الخ، ۳۱۳، ص:۸۶]، مؤطا امام مالک، ص:۲۸، طحاوی)

(5) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لَیْتَ الَّذِیْ یَقْرَاءُ خَلْفَ الْاِ مَامِ مُلِئَ فُوْهُ تُرَاباً

کاش امام کے پیچھے قرات کرنے والے شخص کے منہ میں مٹی بھر دی جائے

(طحاوی، ج:۱، ص:۱۲۹،)

چند احادیث درج کی گئیں، اور بھی بہت سی احادیث سے ثابت ہے کہ مقتدی کو قرات منع ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر، خواجہ عثمان ہارونی، حضرت بہاؤ الدین نقشبند بخاری، حضرت عبدالحق محدث دہلوی اور مجدد دین وملت امام اہلسنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم امام کے پیچھے قرآن نہ پڑھ کر ولی بن گئے تو جو ان کی مخالفت کرے وہ کامیاب کیسے ہوگا؟

آمین آہستہ کہنا چاہیے

آمین دُعا ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُکُمَا (پ:۱۱،ع:۱۴)

تم دونوں کی دعا قبول ہوئی۔

تفاسیر میں ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا مانگ رہے تھے اور حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام آمین کہہ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دَعْوَتُکُمَا فرمایا یعنی دونوں کی دعا۔ ثابت ہوا آمین کہنا دعا ہے۔

قَالَ عَطَآءٌ "اٰمِیْن دُعَآءٌ"

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آمین دعا ہے۔

(بخاری، ج:۱،ص:۱۰۷)

دُعا آہستہ ہونی چاہیے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَۃً ط اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ O ج

(پ:۸،ع:۱۴)

اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ، بیشک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔ (کنز الایمان)

احادیث مبارکہ

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول

اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(1) اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْن فَمَنْ وَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰئِکَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

جب امام غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے تو تم آمین کہو۔ پس جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی اس کے پہلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(بخاری، ج:۱، ص:۱۰۸، مسلم، ج:۱، ص:۱۷۶، مسند امام احمد، ج:۲، ص:۲۳۳، نسائی، ج:۱، ص:۱۰۷، دارمی، ج:۱، ص:۲۲۸، صحیح ابن خزیمہ، ج:۱، ص:۲۸۱)

فرشتے آمین آہستہ کہتے ہیں۔ ہم نے ان کی آمین آج تک نہیں سنی۔ ان کی موافقت اسی وقت ہوگی جب ہم آہستہ آمین کہیں گے۔ وہابی چیخ کر آمین کہتے ہیں، وہ فرشتوں کی مخالفت کرتے ہیں۔

(2) حضرت علقمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن وائل اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ پر پہنچے قَالَ اٰمِیْن وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ آپ نے آمین کہا اور آمین کے ساتھ اپنی آواز آہستہ فرمائی۔

(ترمذی، ج:۱، کتاب الصلوۃ، باب ماجاء فی التامین ص:۶۹، بیہقی، ج:۲، ص:۵۷، دار قطنی ص:۲۳۴)

(3) حضرت ابراہیم نخعی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

اَرْبَع" يُخْفِيْهِنَّ الْاِمَامُ التَّعَوُّذُ وَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَ آمِيْنَ وَاللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

امام چار چیزوں کو آہستہ پڑھے (۱) اَعُوْذُ بِاللّٰهِ (۲) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. (۳) آمین (۴) اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

(ابن جریر، کنز العمال، ج:۸، ص:۲۷۴)

رفع یدین منع ہے

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نماز میں تکبیر اولیٰ کے علاوہ رفع یدین کرنا منع ہے۔ رکوع سے پہلے اور بعد رفع یدین کرنے والی حدیثیں منسوخ ہیں۔ علامہ بدر الدین عینی شارح بخاری فرماتے ہیں:

اِنَّهُ كَانَ فِيْ بَدْءِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَ.

(عمدۃ القاری شرح بخاری، ج:۵، ص:۲۷۲)

یعنی رفع یدین شروع اسلام میں تھا پھر منسوخ ہو گیا۔

حدیث (1)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا كَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَكُوْنَ اِبْهَامَاهُ قَرِيْباً مِّنْ شَحْمَتَيْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ

(طحاوی، ج:۱، ص:۱۳۲، ابوداؤد، ج:۱، ص:۱۰۹، دار قطنی، ج:۱، ص:۲۹۴)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع فرمانے کے لیے تکبیر کہتے تو اپنے مبارک ہاتھوں کو اُٹھاتے یہاں تک کہ آپ کے دونوں انگوٹھے کانوں کی لو تک قریب

ہو جاتے۔ پھر پوری نماز میں رفع یدین نہ فرماتے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج:۱،ص:۲۳۶)

حدیث(2)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلَاۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَصَلّٰی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا مَرَّۃً وَّاحِدَۃً

(نسائی، ج:۱،ص:۱۱۷، ابوداؤد، ج:۱،ص:۱۰۹، ترمذی، ج:۱، کتاب الصلوٰۃ، باب ما جاء اَن النبی ﷺ لم یرفع الافی اول مرۃ، ۲۵۷،ص:۷۱)

کیا میں تمہارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جیسی نماز نہ پڑھوں! پس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھی تو صرف ایک (بار شروع نماز میں) ہاتھ اُٹھائے۔ یعنی شروع نماز کے علاوہ رفع یدین نہ فرمایا۔

یہ دیکھ کر کسی صحابی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ (رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْھُمْ)

حدیث(3)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

اِنَّ الْعَشَرَۃَ الْمُبَشَّرَۃَ مَا کَانُوْا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَھُمْ اِلَّا فِیْ افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃ

(عمدۃ القاری، ج:۵،ص:۲۷۲)

بے شک عشرہ مبشرہ علیہم الرضوان رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر نماز شروع کرتے وقت۔ (یہی مفہوم دیکھیے شرح سفر سعادت، ص:۶۶)

عشرہ مبشرہ وہ دس صحابہ علیہم الرضوان ہیں جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

جنّتی ہونے کی خوشخبری دے دی تھی ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت ابوبکر صدیق (۲) حضرت عمر فاروق (۳) حضرت عثمان غنی (۴) حضرت علی المرتضیٰ (۵) حضرت طلحہ (۶) حضرت زبیر (۷) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (۸) حضرت سعد بن ابی وقاص (۹) حضرت سعید بن زید (۱۰) حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم

وہ دسوں جن کو جنّت کا مژدہ ملا

اس مُبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

حدیث(4)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو مسجد حرام میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور وہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اُٹھتے وقت رفع یدین کرتا تھا تو آپ نے فرمایا:

لَا تَفْعَلْ اِنَّهُ شَئٌ قَدْ تَرَكَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ مَا فَعَلَهُ

ایسا نہ کرو، بے شک یہ ایسا فعل ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے کیا بعد میں چھوڑ دیا۔ (عمدۃ القاری، ج:۵، ص:۲۷۳)

یادِ رُخ میں آہیں کرکے بن میں مَیں رویا آئی بہار

جھومیں نسیمیں نیساں برسا کلیاں چٹکیں مہکی شاخ

نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے کا ثبوت

یاد گیسو ذکر حق ہے آہ کر

دل میں پیدا لام ہو ہی جائے گا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(1) فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًاؕ
(پ:۲،ع:۹)

تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ۔
(کنزالایمان)

(2) فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ (پ:۵،ع:۱۲)

پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو (فوراً) اللہ کی یاد کرو (ذکر کرو) (کنزالایمان)

لہذا فرض نماز کے بعد بلند آواز سے کلمہ شریف یا درود پاک پڑھنا جائز بلکہ بہتر ہے۔

یہ آیت اس کا ماخذ ہے۔

حدیث (1)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهٖ يَقُوْلُ بِصَوْتِهِ الْاَعْلٰى لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ''۔الخ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب اپنی نماز سے سلام پھیرتے تو بلند آواز سے فرماتے لآ الہ الا اللہ۔الخ (مسلم، مشکوٰۃ:ص:۸۸)

لہذا فرض نماز کے فوراً بعد بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّت ہے۔

حدیث نمبر (2)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

اِنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ حِیْنَ یَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَکْتُوْبَۃِ کَانَ عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ ﷺ

بے شک فرض نماز سے فارغ ہوکر بلند آواز سے ذکر کرنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمان برکت نشان میں جاری تھا۔

(بخاری، ج:۱،ص:۱۱۶، صحیح مسلم، ج:۱،ص:۲۱۷، مشکوٰۃ،ص:۸۸)

حدیث نمبر (3)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

کُنْتُ اَعْرِفُ انْقِضَآءَ صَلَاۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ بِالتَّکْبِیْرِ

میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کا ختم ہونا، اللہ اکبر کہنے، (بلند آواز سے ذکر کرنے) سے معلوم کرتا تھا۔

(بخاری، ج:۱،ص:۱۱۶، مسلم، ج:۱،ص:۲۱۷، مشکوٰۃ:ص:۸۸)

قَالَ عَیَاضُ "اِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ کَانَ لَمْ یَحْضُرِ الْجَمَاعَۃَ لِاَنَّہٗ کَانَ صَغِیْرًا مِمَّنْ لَّا یُوَاظِبُ عَلٰی ذٰلِکَ

(لمعات شرح مشکوٰۃ،ص:۸۸)

عیاض نے فرمایا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جماعت میں حاضر نہیں ہوتے تھے کیونکہ آپ بچے تھے جماعت کی پابندی نہیں کر سکتے تھے۔

باغ میں شکرِ وصل تھا ہجر میں ہائے ہائے گل

کام ہے ان کے ذکر سے خیر وہ یوں ہوا کہ یوں

اعتراض

نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے سے کئی نمازیوں کی نمازوں میں خلل آتا ہے، اس لیے یہ ذکر ناجائز ہے۔

جواب

جس شخص نے جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھی غلطی اسی کی ہے نہ کہ ذکر کرنے والوں کی۔ وہ تو اپنے وقت پر سُنّت کے مطابق ذکر کرتے ہیں۔ خلل اس صُورت میں منع ہے کہ پہلے سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اس کے پاس آکر بلند آواز سے ذکر کرنا شروع کر دیا جائے۔ ایک تارک جماعت کے لیے پوری جماعت کی سُنّت چھڑوانا کہاں کی عقلمندی ہے!

اذان، اقامت، درس، وعظ اور تکبیرات تشریق سے ایسے لوگوں کی نمازوں میں خلل کیوں نہیں آتا؟ لہٰذا ان کی خاطر یہ کام ہرگز نہیں چھوڑے جائیں گے۔ سُنّت واجب اپنے وقت پر ادا ہوں گے۔ بے وقت آنے والوں کو تنبیہ ہوگی کہ وہ وقت پر آئیں۔

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں اُمت رسول اللہ کی ﷺ

نماز میں سپیکر لگانا ناجائز ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ○ (پ:۱۵، ع:۱۲)

اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو۔ (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ کے تحت حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں ''لہٰذا لاؤڈ سپیکر پر نماز پڑھانی منع ہے۔ کیونکہ اس میں ضرورت سے زیادہ اونچی آواز نکلتی ہے جو کہ نماز میں ممنوع ہے۔'' (حاشیۂ کنز الایمان)

نماز میں مکبّر بنانا سُنّت ہے

بخاری و مُسلم میں ہے:

يُسْمِعُ اَبُوْ بَكْرٍ النَّاسَ التَّكْبِيْرَ۔ (مسلم، ج:۱، ص:۲۲۹)

یعنی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو تکبیریں سُنا رہے تھے۔

مکبّر کے لیے ضروری ہے کہ وہ مُکلّف (عاقل و بالغ)، پرہیز گار اور نماز میں شریک ہو۔ سپیکر میں ان میں سے کوئی صفت بھی نہیں پائی جاتی۔ لہٰذا جو سپیکر کی آواز پر نماز پڑھے اس کی نماز نہ ہوگی۔ کیونکہ سپیکر خارج از نماز ہے۔ خارج از نماز کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

نماز میں سپیکر لگانا بدعتِ سیئہ ہے

جس نئے نیک کام کی اصل شریعت میں موجود ہو اسے بدعت حسنہ کہتے ہیں۔ اس سے شریعت و سُنّت کو مضبوطی حاصل ہوتی ہے جیسے اذان کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پڑھنا۔ اور جو نیا کام سُنّت کے خلاف ہو اور نیکی سمجھ کر کیا جائے اسے بدعت سیئہ کہتے

ہیں۔اس سے سُنّت کی جڑا کھڑ جاتی ہے۔سپیکر کے ذریعے نماز پڑھانا کتاب وسُنّت کے خلاف ہے لہٰذا یہ بدعت سیئہ ہے۔

خیر و برکت بڑے علماء کے ساتھ ہے

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْبَرَکَۃُ مَعَ اَکَابِرِکُمْ اَھْلِ الْعِلْمِ (کنوز الحقائق)

مفتی اعظم ہند شہزادہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، صدر الشریعۃ، محدث کچھوچھہ شریف، ملک العلماء محمد ظفر الدین بہاری، مفتی احمد یار خاں نعیمی، قطب عالم محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد، مفتی اعظم پاکستان سید ابوالبرکات، علامہ محمد عبد الغفور ہزاروی، محدث امروہوی علامہ محمد خلیل کاظمی، صاحبزادہ سید جماعت علی شاہ، سید محمد حُسین، مناظر اسلام مولانا محمد اچھروی وغیرہم اکابر علماء نماز میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال کو ناجائز فرماتے ہیں۔(رَحِمَھُمُ اللّٰہُ وَنَفَعَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی بِبَرَکَاتِھِمْ)

(مزید تفصیل کے لیے کتاب ''نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال'' از مولنا حسن علی رضوی میلسی کا مطالعہ فرمائیں)

بیٹھ کر اقامت سننے کا مسئلہ

اقامت میں مقتدی اور امام کو حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر کھڑا ہونا مستحب اور اس سے پہلے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

حدیث

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

إذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلاَ تَقُومُوا حَتّٰى تَرَوْنِى۔

جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک مجھے دیکھ نہ لو۔

(بخاری، ج:۱، ص:۸۸، شرح مسلم نووی، ج:۱، ص:۲۲۱، مشکوٰۃ، ص:۶۷، ترمذی، ج:۱، کتاب الصلوٰۃ باب کراھیۃ ان ینتظر الناس الامام الخ:۵۹۲، ص:۱۵۳)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلم إِذَا قَالَ بِلَال" قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ نَهَضَ فَكَبَّرَ

"جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ قد قامت الصلوٰۃ کہنے لگتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھ کھڑے ہوتے۔ پھر اللہ اکبر کہتے۔"

(مسند البزاز، ج:۸، ص:۲۹۸، مجمع الزوائد، ج:۲، ص:۱۰۶، کنز العمال، ج:۷، ص:۵۴، السنن الکبری، ج:۲، ص:۲۲، اعلاء السنن، ج:۴، ص:۳۲۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ

وَكَانَ اَنَس" رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَقُوْمُ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ وَبِهٖ قَالَ اَحْمَدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى

(نووی شرح مسلم، ج:۱، ص:۲۲۱، عمدۃ القاری، ج:۵، ص:۱۵۳)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت کھڑے ہوتے جب مؤذن قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہتا۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مبارک

وَعَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رحمہ اللہ تعالیٰ یَقُوْمُوْنَ اِذَا قَالَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ

(شرح مسلم، ج:۱،ص:۲۲۱، فتح الباری، ج:۲،ص:۲۲۰، عمدۃ القاری، ج:۵،ص:۱۵۳)

حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ اس وقت کھڑے ہوں جب مکبر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے۔

شروع اقامت میں کھڑا ہونا مکروہ ہے

وَفِی الْمُصَنَّفِ کَرِہَ ھِشَّامُ بْنُ عُرْوَۃَ اَنْ یَّقُوْمَ حَتّٰی یَقُوْلَ الْمُؤَذِّنُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ

(عینی شرح بخاری (عمدۃ القاری) ج:۵،ص:۱۵۳)

مصنف (عبدالرزاق) میں ہے کہ حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکبر کے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہنے سے پہلے کھڑے ہونے کو مکروہ جانتے تھے۔

وَاِذَا اَخَذَ الْمُؤَذِّنُ فِی الْاِقَامَۃِ وَدَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ فَاِنَّہٗ یَقْعُدُ وَلَا یَنْتَظِرُ قَائِمًا فَاِنَّہٗ مَکْرُوْہٌ" کَمَا فِی الْمُضْمَرَاتِ قُھُسْتَانِیْ وَیُفْھَمُ مِنْہُ کَرَاھَۃُ الْقِیَامِ اِبْتِدَاءَ الْاِقَامَۃِ وَالنَّاسُ عَنْہُ غٰفِلُوْنَ (طحطاوی،ص:۱۵۱)

جب اقامت کہنے والا اقامت شروع کرے اور کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیشک وہ بیٹھ جائے اور کھڑے ہو کر انتظار نہ کرے کیوں کہ یقیناً یہ مکروہ ہے جیسے مضمرات میں ہے۔ قہستانی نے اسے ذکر کیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اقامت کے شروع میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔

(کنز الدقائق، نور الایضاح، تنویر الابصار ص:۳۵۲، در مختار ج:۱، ص:۲۷۴ و شامی وغیرہا کتب میں بھی تصریح موجود ہے کہ اقامت میں حَیَّ عَلَی الفلاح پر کھڑا ہونا مستحب ہے۔)

(مالا بدمنہ، ص:۴۰، کنز الدقائق، ص:۲۲، عینی شرح کنز الدقائق، ص:۳۱، بحر الرائق، ج:۱، ص:۳۲۱، تبیین الحقائق، ج:۱، ص:۱۰۸، اشعۃ اللمعات، ج:۱، ص:۳۲۱، ردالمحتار ج، ص:۳۲۲، فتاویٰ عالمگیری، ج:۱، ص:۷۷، نور الایضاح، ص:۷۲)

تراویح بیس (۲۰) رکعت سُنّت ہیں

سُنّت حبیب خُدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً سِوَی الْوِتْرِ

بیشک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رمضان شریف میں ہمیشہ بیس (۲۰) رکعت (تراویح) پڑھتے تھے وتر کے علاوہ۔

(معجم طبرانی کبیر، ج:۱۱، ص:۳۹۳، بیہقی، ج:۲، ص:۴۹۶، مصنف ابن ابی شیبہ، ج:۲، ص:۳۹۴)

سُنّت صحابہ علیہم الرضوان

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ کُنَّا نَقُوْمُ فِیْ عَهْدِ عُمَرَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَالْوِتْرِ

(بیہقی باسناد صحیح)

ہم (صحابہ علیہم الرضوان) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس

رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔ (سنن کبریٰ، ج:۲،ص:۴۹۶)

حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

اَنَّ عَلِیًّا رضی اللہ تعالیٰ عنہ **دَعَا الْقُرَّآءَ فِیْ رَمَضَانَ وَاَمَرَ رَجُلاً یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَّکَانَ عَلِیٌّ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **یُوْتِرُبِہِمْ۔**

(بیہقی، سنن کبریٰ، ج:۲،ص:۴۹۶)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمضان شریف میں قاریوں کو بُلایا۔ پھر ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کو پانچ ترویحے، بیس رکعتیں پڑھاؤ۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں وتر پڑھاتے تھے۔

کَانَ (عَبْدُاللّٰہِ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) **یُصَلِّیْ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَّیُوْتِرُبِثَلَاثٍ** (مختصر قیام اللیل، ص:۱۵۷)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیس (۲۰) رکعت (تراویح) اور تین (۳) وتر پڑھتے تھے۔ (عمدۃ القاری شرح البخاری)

اجماعِ اُمت

مولانا علی قاری علیہ رحمتہ الباری شرح نقایہ میں فرماتے ہیں:

فَصَارَ اِجْمَاعًا لِمَا رَوَی الْبَیْہَقِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ کَانُوْا یُقِیْمُوْنَ عَلٰی عَہْدِ عُمَرَ وَعَلٰی عَہْدِ عُثْمَانَ وَعَلِیٍّ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً

بیس رکعت تراویح پر مسلمانوں کا اجماع ہے کیونکہ بیہقی نے صحیح اسناد سے روایت

کی، صحابہ کرام اور سارے مسلمان حضرت عمر و عثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں بیس (۲۰) رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔ (شرح نقایہ، ج:۲، ص:۲۴۱)

ترمذی شریف میں ہے:

وَاَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمَآءِ عَلٰى مَارُوِىَ عَنْ عَلِيٍّ وَ عُمَرَ وَ غَيْرِهِمَا مِنْ اَصْحٰبِ النَّبِيِّ ﷺ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ هٰكَذَا اَدْرَكْتُ بِبَلَدِ مَكَّةَ يُصَلُّوْنَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً

اور اکثر علما کا عمل اسی پر ہے جو حضرت عمر وعلی رضی اللہ عنہما و دیگر صحابہ کرام سے منقول ہے یعنی بیس رکعت تراویح اور یہ ہی سفیان ثوری، ابن مبارک اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا فرمان ہے اور امام شافعی نے فرمایا کہ ہم نے مکہ والوں کو بیس (۲۰) رکعت تراویح پڑھتے پایا۔ مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ میں اب بھی بیس رکعت تراویح پڑھی جاتی ہیں۔ وہاں نجدی وہابی بھی بیس (۲۰) رکعت ہی پڑھتے ہیں۔ یہاں کے وہابی آٹھ تراویح پڑھ کر اپنے بڑے وہابیوں کی بھی مخالفت کرتے ہیں اور بیس (۲۰) رکعت تراویح کو شرک و بدعت بتاتے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ پہلے اپنے بڑوں (وہابیوں) پر مشرک و بدعتی ہونے کا فتویٰ لگائیں، پھر ہم سے بات کریں۔

بیس (۲۰) رکعت تراویح عقل کے مطابق ہیں

(1) تراویح، ترویحة " کی جمع ہے، ترویحہ ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر بیٹھ کر راحت کرنے کو کہتے ہیں۔ اگر تراویح آٹھ رکعت ہوں تو بیچ میں ایک ترویحہ ہوگا۔ اس صورت میں ان کا نام ترویحہ یا ترویحتان ہونا چاہیے۔ جمع کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے۔

لہٰذا تراویح بیس (۲۰) رکعتیں ہیں۔ آٹھ رکعتوں کو تراویح کہنا ہی غلط ہے۔

(2) قرآن پاک کے رکوعوں کی تعداد سے بیس رکعت تراویح کی تائید ہوتی ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان جتنی آیات پڑھ کر رکوع کرتے تھے وہاں رکوع کا نشان لگایا گیا۔ روزانہ بیس (۲۰) رکوع اور ستائیسویں شب (۵۴۰) رکوع ہوتے ہیں۔ آٹھ رکعت کے حساب سے (۸x۲۷) دوسوسولہ (۲۱۶) رکوع بنتے ہیں۔

(3) دن رات میں بیس (۲۰) رکعت فرض و واجب ہیں۔ سترہ (۱۷) رکعتیں فرض اور تین رکعت وتر واجب۔ ان رکعات کی تعداد اور تراویح کی تعداد میں بھی مناسبت ہے۔

ترمذی شریف میں ہے، **فَيُكْمَلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرَائِضِ**

یعنی فرائض میں سے جو کم ہوں گے وہ سنتوں اور نوافل سے پورے کر دیئے جائیں گے۔

(ترمذی، ج:۱، ص:۵۵)

وہابیوں اہلحدیثوں کے نزدیک آٹھ تراویح والی حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً۔

(بخاری شریف، ج:۱، ص:۱۵۴)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ اہلحدیث وہابی کہتے ہیں اس حدیث سے آٹھ (۸) تراویح ثابت ہوتی ہیں۔

الجواب

نام اہلحدیث اور حدیث سے بالکل جاہل ہیں۔

اس حدیث میں نماز تہجد کا ذکر ہے نہ کہ نماز تراویح کا۔ اسی لیے ترمذی نے اسے (باب ماجاء فی وصف صلوٰۃ النبی ﷺ باللیل، ۴۳۹، ص:۱۱۸) یعنی تہجد کے باب میں ذکر کیا۔ اس حدیث شریف میں گیارہ رکعت پر ہیشگی ثابت ہے یعنی آٹھ رکعت تہجد کے نفل اور تین وتر۔

وہابی اس حدیث سے آٹھ تراویح ثابت کرتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ پورا سال ہی آٹھ تراویح پڑھا کریں۔ صرف ایک مہینہ رمضان شریف میں پڑھتے ہیں باقی گیارہ مہینے کیوں نہیں پڑھتے؟ حالانکہ حدیث شریف میں تو پورے سال کا ذکر ہے۔

اسی حدیث شریف میں تین وتروں کا ثبوت بھی ہے۔ وہابی ایک وتر پڑھتے ہیں۔ آدھی حدیث پر ایمان ہے اور آدھی کا انکار۔

اگر اس حدیث سے آٹھ تراویح ثابت ہیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس تراویح کا حکم کیوں دیا اور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے یہ حکم کیوں قبول کیا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی انہیں منع نہ فرمایا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حدیث کا زیادہ علم تھا یا نجدیوں وہابیوں کو۔

اِنَّ الْوَهَابِيَّةَ قَوْم" لَا يَعْقِلُوْنَ۔

معلوم ہوا کہ بیس رکعت تراویح سنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام، اور سنت صحابہ علیہم الرضوان اور عامۃ المسلمین کا طریقہ ہے۔ آٹھ رکعت تراویح خلاف سنت ہے۔

باب نمبر 25

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چالیس احادیث مبارکہ

چالیس (۴۰) حدیثیں یاد کرنے کی فضیلت

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَفِظَ عَلٰى اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا مِّنْ اَمْرِ دِیْنِھَا بَعَثَهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَقِیْھًا عَالِمًا۔

(کنز العمال، ج:۱۰،ص:۱۵۸)

جو کوئی شخص (مسلمان) میری امت کے لیے اس کے دین کے متعلق چالیس حدیثیں یاد کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے فقیہ عالم کی صورت میں اُٹھائے گا۔

(مشکوٰۃ المصابیح،ص:۳۶)

بعض روایات میں یہ بھی ہے:

کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعاً وَّ شَهِیْداً یَوْمَ الْقِیَامَةِ

(مشکوٰۃ المصابیح،ص:۳۶)

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں چالیس (۴۰) حدیثیں یاد کرنے والے اپنے امتی کا قیامت کے دن شفیع اور گواہ ہوں گا۔

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے اُلفت رسول اللہ ﷺ کی

سنت حبیب پاک ﷺ پر عمل کرنے سے سو شہیدوں کا درجہ ملتا ہے

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے:

مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ۔

(مشکوٰۃ شریف، ص:۳۰)

جو کوئی شخص میری امت کے بگاڑ (جہالت و گمراہی کے غلبہ) کے وقت میری سنت پر عمل کرے اسے سو (۱۰۰) شہیدوں کا ثواب دیا جائے گا۔

اس کی رحمت ان کا صدقہ
دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں ﷺ

سنت کے متعلق چالیس حدیثیں درج کی جاتی ہیں تاکہ یاد کر کے ان پر عمل کیا جائے۔

(1) تین کام کرنے سے جنت میں داخلہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ اَکَلَ طَیِّباً وَ عَمِلَ فِیْ سُنَّةٍ وَاَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهٗ دَخَلَ الْجَنَّةَ

(الجامع الصغیر از علامہ السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ص ۵۱۸)

جو شخص حلال روزی کھائے اور سنت پر عمل کرے اور لوگ اسکی شرارتوں سے محفوظ رہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اس کی اپنی عادت کیجیے

(2) ابدال کی تین نشانیاں

سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ فَهُوَ مِنَ الْاَبْدَالِ، اَلرِّضَا بِالْقَضَا وَالصَّبْرُ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ وَالْغَضَبُ فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

(دیلمی، الجامع الصغیر، ص:۲۰۵)

جس شخص میں تین صفات پائی جائیں تو وہ ابدال ہے: (۱) تقدیر پر راضی رہنا (۲) اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کو حرام کیا ان سے باز رہنا (۳) اللہ تعالیٰ کے لیے غصہ کرنا۔

ان کے در پر جیسے ہو مٹ جایئے
ناتوانو کچھ تو ہمت کیجیے

(3) مفید کلام

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كَلَامُ ابْنِ اٰدَمَ كُلُّهٗ عَلَيْهِ لَا لَهٗ اِلَّا اَمْرًا بِمَعْرُوْفٍ اَوْنَهْيًا عَنْ مُنْكَرٍ اَوْ ذِكْرَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

(ترمذی، الجامع الصغیر، ج:۲، ص:۴۰۰)

انسان کا بولنا اس کے لیے نقصان دہ ہے، فائدہ مند نہیں، مگر (یہ باتیں نفع والی ہیں) نیکی کا حکم کرنا، برائی سے منع کرنا، اور اللہ عزوجل کا ذکر کرنا۔

وہی آنکھ اُن کا جو منہ تکے وہی لب کہ محو ہوں نعت کے
وہی سر جو ان کے لیے جھکے وہی دل جو اُن پہ نثار ہے

(4) برائی دیکھ کر کیا کیا جائے

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ رَّاٰی مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَ ذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ۔

(صحیح مسلم، ج:۱،ص:۵۱، مشکوٰۃ،ص:۴۳۶، ترمذی، ج:۲، کتاب الفتن باب ماجاء فی تغییر المنکر بالید الخ ۱۲۷ص:۴۰، مجالس السنیہ)

تم میں سے جوکوئی شخص برائی دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے ہاتھ سے برائی ختم کر دے۔ اگر ہاتھ سے بدلنے کی طاقت نہ رکھے تو اپنی زبان سے روکے، اگر زبان سے منع کرنے کی ہمت نہ ہو تو برائی کو دل سے برا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔

تم کرم سے مشتری ہر عیب کے
جنسِ نامقبول ہر بازار ہم

(5) بسم اللہ پڑھ کر وضو کرنے کا فائدہ

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک فرمان ہے:

مَنْ تَوَضَّأَ وَ ذَکَرَ اسْمَ اللّٰہِ فَاِنَّہٗ یَطْھُرُ جَسَدُہٗ کُلُّہٗ وَمَنْ تَوَضَّأَ وَلَمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ لَمْ یَطْھُرْ اِلَّا مَوْضِعُ الْوُضُوْءِ۔

(دار قطنی، ج:۱،ص،۷۴، مراقی الفلاح)

جو شخص بسم اللہ پڑھ کر وضو کرے تو بیشک اس کا تمام جسم گناہوں سے پاک ہو جائے گا اور جو وضو کرے اور بسم اللہ نہ پڑھے اس کے صرف وضو والے اعضاء پاک ہوں گے۔

(اس مفہوم کی حدیث دیکھیے بیہقی، ج:۱،ص:۴۴ میں)

پاک کرنے کو وضو تھے
تم نماز جاں فزا

(6) وضو کے ساتھ مسواک کرنا

سرورعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

صَلاَۃٌ بِسِوَاکٍ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِیْنَ صَلاَۃً بِغَیْرِ سِوَاکٍ

(الجامع الصغیر،ص:۳۱۴)

مسواک کر کے ایک نماز پڑھنا بغیر مسواک ستر (۷۰) نماز سے بہتر ہے۔

یہ اکثر ساتھ ان کے شانہ و مسواک کا رہنا
بتاتا ہے کہ دل ریشوں پہ زائد مہربانی ہے

(7) وضو کے بعد کنگھی کرنا

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

تَسْرِیْحُ اللُّحٰی عَقْبَ کُلِّ وُضُوْءٍ یَنْفِیْ الْفَقْرَ

(کنوز الحقائق،ص:۲۸۹)

ہر وضو کے بعد داڑھیوں کو کنگھی کرنا (دو جہاں کی) محتاجی دور کرتا ہے۔

قَالَ وَھْب" رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَمَنْ سَرَّحَھَا قَائِماً رَکِبَہُ الدَّیْنُ اَوْقَاعِداً اَذْھَبَ اللّٰہُ عَنْہُ الدَّیْنَ۔

(الحاوی للفتاوی، ج:۱،ص:۳۹)

حضرت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو شخص کھڑا ہو کر داڑھی کو کنگھی کرے اس پر قرض چڑھے گا۔ اور جو بیٹھ کر کنگھی کرے اللہ تعالیٰ اس کا قرض دور کرے گا۔

شانہ ہے پنجہ قدرت ترے بالوں کے لیے
کیسے ہاتھوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو

(8) جنت کو شوق ہے

پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْجَنَّةُ مُشْتَاقَةٌ اِلٰی اَرْبَعَةِ نَفَرٍ، تَالِی الْقُرْاٰنِ وَ حَافِظِ اللِّسَانِ وَ مُطْعِمِ الْجِیْعَانِ وَالصَّائِمِیْنَ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ (درۃ الناصحین، ص:۱۴)

جنت چار شخص کی مشتاق ہے، (۱) قرآن کی تلاوت کرنے والا (۲) زبان کو (خلاف شرع باتوں سے) بچانے والا، (۳) بھوکوں کو کھانا کھلانے والا اور (۴) رمضان شریف کے مہینے میں روزہ رکھنے والے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

مفلسو ان کی گلی میں جا پڑو
باغ خلد اکرام ہو ہی جائے گا

(9) اللہ تعالیٰ کا ولی، اور دشمن

آفتاب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَافَظَ عَلٰی ثَلَاثٍ فَهُوَ وَلِیُّ اللّٰهِ حَقًّا وَمَنْ ضَیَّعَهُنَّ فَهُوَ عَدُوُّ اللّٰهِ حَقًّا: اَلصَّلٰوةُ وَالصَّوْمُ وَ الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ. (روح البیان، ج:۱، ص:۲۹۴)

جو شخص تین چیزوں کی حفاظت کرے وہ اللہ تعالیٰ کا سچا ولی ہے، اور جو شخص ان تین چیزوں کو ضائع کرے وہ اللہ تعالیٰ کا پکا دشمن ہے: (۱) نماز (۲) روزہ (۳) غسل جنابت

خلق سے اولیا اولیا سے رُسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

(10) پوری رات قیام کرنے کا ثواب

مہتاب نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلَّى الْعِشَآءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ اللَّيْلَ كُلَّهُ

(صحیح مسلم، ج:۱،ص:۲۳۲، مراقی الفلاح)

جس نے عشاء کی نماز (سنی پابند شرع امام کے پیچھے) جماعت کے ساتھ ادا کی تو گویا اس نے آدھی رات قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز بھی جماعت کے ساتھ ادا کی تو گویا اس نے پوری رات قیام کیا۔

پاک کرنے کو وضو تھے
تم نماز جاں فزا ہو

(11) امام اور مؤذن کی بخشش

گنبد خضراء کے مکیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَذَّنَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ اِيْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ اَمَّ اَصْحَابَهٗ خَمْسَ صَلَوَاتٍ اِيْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

(الجامع الصغیر، ص:۵۱۱)

جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے پانچ نمازوں کی اذان دے اس کے

پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو بحالت ایمان ثواب کی نیت سے پانچ نمازوں میں اپنے ساتھیوں کی امامت کرے، اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

سب بشارت کی اذاں تھے
تم اذاں کا مدّعا

(12) چار کام دائیں ہاتھ سے کرو

جو یہ کام سُنّت سمجھ کر کرے ۴۰۰ شہید کا درجہ پائے۔

تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِيْنِهٖ وَلْيَأْخُذْ بِيَمِيْنِهٖ وَلْيُعْطِ بِيَمِيْنِهٖ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهٖ وَيَأْخُذُ بِشِمَالِهٖ وَيُعْطِيْ بِشِمَالِهٖ (الجامع الصغیر، ص:۳۵)

جب تم میں سے کوئی شخص کھائے تو چاہیے کہ دائیں ہاتھ سے کھائے اور دائیں ہاتھ سے پیئے، اور دائیں ہاتھ سے لے اور دائیں ہاتھ سے دے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا، بائیں ہاتھ سے پیتا، بائیں ہاتھ سے لیتا اور بائیں ہاتھ سے دیتا ہے۔

(13) دائیں طرف کو ترجیح دینا

سلطان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مبارک طریقہ یہ تھا:

كَانَ يُحِبُّ التَّيَامُنَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ (کنوز الحقائق، ج:۲، ص:۵۵)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر کام میں دائیں طرف پسند فرماتے تھے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

(14) کھانے کا طریقہ

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش میں تھا۔ کھاتے وقت کھانے میں ہر طرف ہاتھ ڈال دیتا، رسول اکرم نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے فرمایا:

سَمِّ اللّٰہ تَعالٰی وَ کُلْ بِیَمِیْنِکَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ

بسم اللہ پڑھ، دائیں ہاتھ سے کھا اور برتن کی اس جانب سے کھا جو تیرے قریب ہے۔

(ابوداؤد، ج:۲، ص:۱۷۴، مسلم، مشکوٰۃ، ص:۳۶۳)

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اُٹھتے ہوں گے

اب تو غنی کے در پر بستر جما دیئے ہیں

(15) کھانے پینے کے بعد الحمدللہ کہنا

حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہ تَعَالٰی لَیَرْضٰی عَنِ الْعَبْدِ اَنْ یَاکُلَ الْاُکْلَۃَ فَیَحْمَدَہٗ عَلَیْھَا اَوْ یَشْرَبَ الشُّرْبَۃَ فَیَحْمَدَہٗ عَلَیْھَا

(مسلم، مشکوٰۃ، ص:۳۶۵)

بے شک اللہ تعالیٰ بندے سے راضی ہوتا ہے جب بندہ کھانے کا لقمہ کھائے تو الحمدللہ کہے یا کچھ پیئے تو الحمدللہ کہے۔

باہر زبانیں پیاس سے ہیں آفتاب گرم
کوثر کے شاہ کثّرہٗ اللہ لے خبر

(16) کھانے میں عیب نہ نکالو

محبوب کبریا علیہ التحیہ والثنا کا طریقہ مبارکہ یہ تھا:

مَا عَابَ النَّبِیُّ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهٗ وَاِنْ كَرِهَهٗ تَرَكَهٗ (بخاری، ابوداؤد، ج:۲،ص:۱۷۲، مشکوٰۃ،ص:۳۶۴)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ اگر کھانے کی طلب ہوتی کھالیتے اور اگر اسے ناپسند جانتے چھوڑ دیتے۔

اب تو نہ روک اے غنی عادت سگ بگڑ گئی
میرے کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) پہلے ہی لقمہ تر کھلائے کیوں

(17) ٹیک لگا کر کھانا خلاف سُنّت ہے

رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا اٰكُلُ مُتَّكِئًا (ابوداؤد، ج:۲،ص:۱۷۳، مشکوٰۃ،ص:۳۶۳، بخاری)

میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا ہوں

تیرا مسند ناز ہے عرش بریں　تیرا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دوسرا ہے شہا　تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

(18) کھڑے ہو کر پینا منع ہے

اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰی اَنْ يَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا (ابوداؤد، ج:۲،ص:۱۶۷)

بیشک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص (بغیر عذر) کھڑا ہو کر پیئے۔

اپنے مہمانوں کا صدقہ ایک بوند

مر مٹے پیاسے ادھر سرکار ہم

(19) نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پسند شریف

كَانَ اَحَبَّ الشَّرَابِ اِلَيْهِ الْحُلْوُ الْبَارِدُ

(الجامع الصغیر،ص:۴۰۵)

پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پینے والی تمام چیزوں میں سے ٹھنڈا میٹھا زیادہ پیارا تھا۔

ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا

پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

(20) جوتے اتار کر کھانا کھاؤ

خاتم النبیین علیہم الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ فَاخْلَعُوْا نِعَالَكُمْ فَاِنَّهٗ اَرْوَحُ لِاَقْدَامِكُمْ

(دارمی، الجامع الصغیر،ص:۶۰)

جب کھانا رکھا جائے تو اپنے جوتے اُتار لیا کرو، بیشک یہ تمہارے پاؤں کے لیے آرام دہ ہے۔

(21) کھانے کا وضو

سید المرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اَلْوُضُوْءُ قَبْلَ الطَّعَامِ وَبَعْدَهٗ يَنْفِی الْفَقْرَ وَ هُوَ مِنْ سُنَنِ

الْمُرْسَلِیْنَ (طبرانی، الجامع الصغیر،ص:۵۷۴)

کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کرنا (دونوں ہاتھ دھونا، کلی کرنا اور منہ کا بیرونی حصہ دھونا) دو جہاں کی محتاجی دور کرتا ہے۔ اور یہ مرسلین (اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی سنتوں میں سے ہے۔

تم ہو شفائے مرض خلق خدا خود غرض
خلق کی حاجت بھی کیا تم پہ کروروں درود

(22) گرا ہوا کھانا کھانے سے بخشش ہوگی

امام الانبیاء علیہم التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَکَلَ مَا سَقَطَ مِنَ السُّفْرَۃِ غُفِرَلَہٗ۔

(الجامع الصغیر،ص:۸۸)

جو شخص دسترخوان سے گرا ہوا ذرہ (اُٹھا کر صاف کر کے) کھائے، وہ بخشا جائے گا۔

ہر ذرہ تیرا دیوانہ ہے ہر دل میں تیرا کاشانہ ہے
ہر شمع تیری پروانہ ہے اے شمع ہدایت کیا کہنا

(23) کھانے کے بعد برتن چاٹنا

مَنْ اَکَلَ فِیْ قَصْعَۃٍ ثُمَّ لَحِسَھَا اِسْتَغْفَرَتْ لَہُ الْقَصْعَۃُ

(الجامع الصغیر،ص:۵۱۸)

جس نے پیالے میں کھایا پھر اسے چاٹ لیا تو پیالہ اس شخص کے لیے بخشش کی دعا کرتا ہے:

میں نثار ایسا مسلماں کیجیے
توڑ ڈالیں نفس کا زنار ہم

(24) اوّل آخر نمکین اور دوران میٹھا کھانے کا فائدہ

رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إذَا أَكَلْتَ فَابْدَأْ بِالْمِلْحِ فَإنَّ الْمِلْحَ شِفَآءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ دَآءً اَوَّلُهَا الْجُذَامُ وَالْبَرَصُ وَ وَجَعُ الْحَلْقِ وَالْاَضْرَاسِ وَالْبَطْنِ

(نزہۃ المجالس، ج:۱،ص:۲۲۹)

جب تو کھانا کھائے تو نمکین سے شروع کر اور نمکین پر ختم کر کیونکہ نمک سے ستر (۷۰) بیماریوں کی شفاء ہے۔ان بیماریوں میں سے پہلی کوڑھ، برص، گلے کا درد، ڈاڑھوں کا درد اور پیٹ کا درد ہے۔

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو
نمکین حسن والا ہمارا نبی ﷺ

(25) کم کھانا

شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إذَا اَقَلَّ الرَّجُلُ الطُّعْمَ مُلِئَ جَوْفُهٗ نُوْرًا

(الجامع الصغیر،ص:۳۵)

جب آدمی کھانا کم کرلے تو اس کا پیٹ نور سے بھر دیا جائے گا۔

کُل جہاں ملک اور جَو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

(26) پیر شریف اور جمعرات کا روزہ

نبی مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی سنت مبارکہ ہے:

كَانَ يَصُوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ (الجامع الصغیر، ص:۴۳۵)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیر شریف اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے۔

(جو سنّت سمجھ کر یہ روزے رکھے سو شہید کا درجہ دیا جائے گا)

یاد میں جس کی نہیں ہوشِ تن و جاں ہم کو
پھر دکھادے وہ رُخ اے مہرِ فروزاں ہم کو

(27) تین چیزیں واپس نہ کرو

سرکار مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ اللَّبَنُ وَالْوِسَادَةُ وَالطِّيْبُ

(کنوز الحقائق ج ا، ص ااا، ترمذی ج ۲، کتاب الادب، باب ما جاء فی کراھیۃ رد الطیب ص ۶۲۹، ۲۷۹)

تین چیزیں واپس نہ کی جائیں، دودھ، تکیہ، اور خوشبو۔

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

(28) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشبو گلاب میں ہے

شاہد آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّشُمَّ رَائِحَتِيْ فَلْيَشُمَّ الْوَرْدَ الْاَحْمَرَ

(کنوز الحقائق، ج:۲، ص:۹۵)

جس شخص کا ارادہ ہو کہ وہ میری خوشبو سونگھے تو اسے چاہیے کہ سرخ گلاب سونگھے۔

انہیں کی بو مایہ سمن ہے انہیں کا جلوہ چمن چمن ہے
انہیں سے گلشن مہک رہے ہیں انہیں کی رنگت گلاب میں ہے

(29) جب چھینک آئے تو کیا کیا جائے

سید خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَلْیَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَلْیُقَلْ لَہٗ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ وَلْیَقُلْ ھُوَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ

(طبرانی، بیہقی، الجامع الصغیر، ص:۵۲)

جب تم میں سے کوئی چھینکے تو چاہیے کہ وہ کہے الحمد للّٰہ رب العٰلمین۔ اور سننے والا جواب میں کہے یَرْحَمُکَ اللّٰہُ۔ اور پھر چھینکنے والا کہے، یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ۔

(30) نکاح نصف ایمان ہے

رسول ہاشمی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَزَوَّجَ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ نِصْفَ الْاِیْمَانِ فَلْیَتَّقِ اللّٰہَ فِی النِّصْفِ الْبَاقِیْ

(الجامع الصغیر، ص:۵۲۲)

جس نے نکاح کیا تو بے شک اس نے آدھا ایمان مکمل کرلیا، پس اسے چاہیے کہ باقی آدھے ایمان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔

کاملانِ طریقت پہ کامل درود
حاملانِ شریعت پہ لاکھوں سلام

(31) قلت رزق کی شکایت

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

شَکَا رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قِلَّةَ الرِّزْقِ عَلَیْهِ فَقَالَ اِذَا دَخَلْتَ الْبَیْتَ فَسَلِّمْ عَلٰی اَهْلِکَ وَاقْرَأْ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ مَرَّةً فَقَرَأَهَا فَأَدَرَّ اللّٰهُ الرِّزْقَ عَلَیْهِ حَتّٰی فَاضَ عَلَیْهِ وَعَلٰی جِیْرَانِهٖ

(نزہۃ المجالس، ج:۱،ص:۴۲)

ایک شخص نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ میں اپنے رزق کی کمی کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جب تو گھر میں داخل ہوتو اپنے گھر والوں کو سلام کر اور ایک مرتبہ قل ھو اللہ احد (سورۃ اخلاص) پڑھ۔ پس اس شخص نے یہی پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا رزق زیادہ کر دیا یہاں تک کہ اس پر اور اس کے پڑوسیوں پر رزق کی کثرت ہوگئی۔

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

(32) جنت میں لے جانے والا کام

قَالَ رَجُلٌ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ عَلَیْکَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ یُدْخِلُنِی الْجَنَّةَ قَالَ لَا تَغْضَبْ وَلَکَ الْجَنَّةُ

(طبرانی، نزہۃ المجالس، ج:۱،ص:۴۲)

ایک شخص نے عرض کی یا نبی اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام مجھے ایک ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کردے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (اپنی ذات کے

لیے) غصہ نہ کیا کر کہ تیرے لیے جنت ہے۔

مٹ جائے یہ خودی تو وہ جلوہ کہاں نہیں
دردا میں آپ اپنی نظر کا حجاب ہوں

(33) بسم اللہ پڑھ کر تیل لگاؤ

نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنِ ادَّهَنَ وَلَمْ يُسَمِّ ادَّهَنَ مَعَهُ سِتُّوْنَ شَيْطَاناً

(الجامع الصغیر،ص:۵۱۰)

جس شخص نے تیل لگایا اور بسم اللہ نہ پڑھی تو اس کے ساتھ ساٹھ (۶۰) شیطان تیل لگاتے ہیں۔

تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضا
صبح عارض پر لٹاتے ہیں ستارے گیسو

(34) سُرمہ لگایا کرو

رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالْكُحْلِ فَإِنَّهُ يُنْبِتُ الشَّعْرَ وَيَشُدُّ الْعَيْنَ

(البغوی، الجامع الصغیر،ص:۳۴۳)

تم پر سُرمہ لگانا لازم ہے۔ بے شک یہ بال اُگاتا ہے اور آنکھ کو مضبوط کرتا ہے۔

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود
اُونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

(35) لاٹھی اُٹھانا سنت ہے

خاتم المرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

حَمْلُ الْعَصَا عَلَامَةُ الْمُؤْمِنِ وَسُنَّةُ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ (الجامع الصغیر،ص:۲۲۹)

لاٹھی اُٹھانا مومن کی نشانی اور نبیوں کی سنت ہے۔ (علیہم الصلوٰۃ والسلام)

عصائے کلیم اژدھائے غضب تھا

گِروں کا سہارا عصائے محمد ﷺ

(36) ماں باپ راضی تو رب راضی

قاسم نعمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رِضَا الرَّبِّ فِیْ رِضَا الْوَالِدَیْنِ وَسَخَطُهٗ فِیْ سَخَطِهِمَا

(الجامع الصغیر،ص:۲۷۳)

رب تعالیٰ کی رضا ماں باپ کی رضا میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں ہے۔

لُطف ان کا عام ہو ہی جائے گا

شاد ہر ناکام ہو ہی جائے گا

(37) مقبول حج کا ثواب

رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ یَنْظُرُ اِلٰی وَالِدَیْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ اِلَّا کَتَبَ

اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَّبْرُوْرَةً قَالُوْا وَاِنْ نَّظَرَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ قَالَ نَعَمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ اَطْيَبُ

(بیہقی، مشکوۃ المصابیح، ص:۴۲۱)

جو بھی نیک بیٹا (یا بیٹی) اپنے ماں باپ کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھے، اللہ تعالیٰ اس دیکھنے والے کو ہر نظر کے بدلے میں ایک مقبول حج کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کی اور اگر ہر روز سو مرتبہ دیکھے؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، ہاں اللہ تعالیٰ بہت بڑا اور بہت پاک ہے۔ (یعنی سو(۱۰۰) بار دیکھنے سے (۱۰۰) حج کا ثواب عطا فرمائے گا)

دل کو ان سے خدا جدا نہ کرے
بے کسی لوٹ لے خدا نہ کرے

(38) پانچ ضروری باتیں

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ يَّاْ خُذُ عَنِّىْ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ فَلْيَعْمَلْ بِهِنَّ اَوْ يُعَلِّمُ مَّنْ يَّعْمَلُ بِهِنَّ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قُلْتُ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ) فَاَخَذَ بِيَدِىْ فَعَدَّ خَمْسًا قَالَ اتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ تَكُنْ اَغْنَى النَّاسِ وَاَحْسِنْ اِلٰى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا وَلَا تُكْثِرِ الضِّحْكَ فَاِنَّ كَثْرَةَ الضِّحْكِ

تمیتُ الْقُلُوبَ

(ترمذی ابواب الزھد باب [من اتقی المحارم فھو الخ] ص: ۵۲۸، ۲۳۵، ۲المجالس السنیہ ص: ۱۲۵)

مجھ سے یہ کلمات کون لے گا، پس چاہیے کہ وہ ان باتوں پر عمل کرے، اور اسے سکھائے جوان پر عمل کرے، تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں ایسا کرونگا۔ پس رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ باتیں گنوائیں (۱) حرام کاموں سے بچ تو سارے لوگوں سے بڑا عبادت گزار ہوگا۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تیرے لیے مقدر کر دیا اس پر راضی ہو جا، تو سارے لوگوں سے بڑا غنی ہوگا۔ (۳) اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کر تو اعلیٰ مومن ہوگا۔ (۴) دوسروں کے لیے وہی چیز پسند کر جو تو اپنے لیے پسند کرے، تو عظیم مسلمان ہوگا، اور (۵) زیادہ ہنسا نہ کر بیشک زیادہ ہنسا دلوں کو مردہ کر دیتا ہے۔

نور الٰہ کیا ہے محبت حبیب کی ﷺ
جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک وخر کی ہے

(39) قہقہہ نہ لگاؤ

آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْقَهْقَهَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ وَالتَّبَسُّمُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى

(کنوز الحقائق)

قہقہہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور مسکرانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

توفیق دے کہ آگے نہ پیدا ہو خوئے بد
تبدیل کر جو خصلتِ بد پیش تر کی ہے

(40) قیامت کے دن کا حساب

مالک کوثر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُسْئَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمْرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ وَعَنْ مَّالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَ فِيْمَا اَنْفَقَهٗ وَمَا ذَا عَمِلَ فِيْمَا عَلِمَ

(ترمذی، مشکوٰۃ)

قیامت کے دن آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے کے قدم نہیں اُٹھیں گے جب تک اس سے پانچ سوال نہ کیے گئے:

(۱) اس کی عمر کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ اسے کن کاموں میں گزارا۔

(۲) اس کی جوانی کے متعلق سوال ہوگا کہ کن کاموں میں ختم کی۔

(۳) اس کے مال کے متعلق پوچھا جائے گا کہ مال کہاں سے کمایا۔

(۴) اور مال کہاں خرچ کیا۔

(۵) جو علم سیکھا اس پر کتنا عمل کیا؟

کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نامِ رضا تم پر کروروں درود

صدق اللہ العظیم و صدق رسولہ النبی الکریم

الصلوٰۃ والسلام علیہ وآلہ و اصحابہ اجمعین

والحمد للہ رب العٰلمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(1)

شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ

حضرت علامہ مولانا صوفی ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رحلت کی خبر سے سخت صدمہ ہوا، وہ موجودہ دور میں اخلاص، للّٰہیت اور صلابت مسلک میں یکتائے زمانہ تھے۔ دین حق کی تعلیم اور تبلیغ میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے اور اس راستے میں کسی رکاوٹ کو حائل نہیں ہونے دیتے تھے، حق گوئی کا پیکر مجسم تھے،اہل باطن اور بدمذہبوں کے لیے محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد چشتی قادری اور شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خان رحمہ اللہ تعالیٰ کا خنجر خونخوار تھے۔ سچی بات یہ ہے کہ صلح کلیت بہت آسان ہے لیکن مولانا صوفی ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی ہونا اور **"ونخلع ونترک من یفجرک"** پر حرف بحرف عمل کرنا بہت مشکل کام ہے۔ میں نے انہیں شاہی مسجد جھنگ بازار کے حجرے میں بھی دیکھا، پھر جامعہ نعیمیہ میں پڑھاتے ہوئے بھی دیکھا، ان کے ساتھ حمد اللہ اور خیالی کے کچھ اسباق کی تکرار کی تھی، پھر سمندری تشریف لے گئے، ان کی پاکبازی اور صلابت میں کہیں فرق نہیں آیا۔

(2)

از علامہ استاد ذی وقار حافظ محمد عبدالستار سعیدی

ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

سیاح بادیہ شریعت، سباح بحر معرفت، مخزن علم وحکمت، پیر طریقت حضرت علامہ

مولانا پیر ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ سمندری شریف کا شمار چند منتخب ومقتدر علماء اہلِ سنت اور محدثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے ممتاز خلفاء وتلامذہ میں ہوتا ہے۔ آپ علمی تبحر، مذہبی تصلب، مسلکی پختگی میں اپنی مثال آپ تھے، گستاخانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے انتہائی سخت اور غلامانِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے لیے انتہائی نرم تھے گویا کہ آپ **اشداء علی الکفار رحماء بینھم** کے مظہر اور ارشاد ربانی **وغلظ علیھم** پر سختی سے کاربند تھے۔ بدمذہبوں کے ساتھ میل جول کے سخت مخالف اور اس کو غیرتِ ایمانی کے خلاف سمجھتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں صادق وہ ہے جو حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دوستوں سے دوستی اور آپ کے دشمنوں سے عداوتِ قلبی رکھتا ہو۔ موصوف اپنی خلوت وجلوت، نشست وبرخاست، سفر وحضر، وضع وقطع اور لباس وغیرہ تمام معاملات میں سنتِ رسول کو ملحوظ رکھتے۔ آپ کی تمام زندگی اتباع قرآن وسنت سے عبارت ہے۔ الغرض وہ ایک مخلص مبلغ، باعمل عالم دین، عظیم مذہبی سکالر، امت مسلمہ کی خیر خواہی کے جذبہ سے سرشار بے مثال مفکر، متبع سنت اور سچے عاشق رسول تھے۔

خدا رحمت کنند ایں عاشقانِ پاک طینت را

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ موصوف جیسی شخصیات دنیا سے پردہ فرما کر بھی اپنی خدمات اور روحانی فیضان کے اعتبار سے زندہ رہتی ہیں:

نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق
ثبت است برجریده عالم دوام ما

اللہ تعالیٰ ان کو بلندئ درجات عطا فرماتے ہوئے بہشت بریں میں جگہ عطا

فرمائے اوران کے صاحبزادوں کوان کا صحیح جانشین بنائے۔

امین یارب العلمین بجاہ سیدی المرسلین

(3)

ازصاحبزادہ علامہ محمد ممتاز احمد سدیدی

جامعہ ازہر قاہرہ مصر

حضرت علامہ مولانا ابومحمد محمد عبدالرشید قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رحلت کی اطلاع سے سخت صدمہ ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون ، وہ بلاشبہ علم وعمل کا پیکرِ محسوس تھے، تقویٰ وطہارت میں یادگارِ اسلاف تھے، دین کی تبلیغ کا جنون کی حد تک شوق رکھتے تھے، بلاخوف لومۃ لائم کلمہ حق بلند کرتے تھے، وہ علامہ اقبال کے اس شعر کا مصداق تھے ۔

ہو حلقہ یاراں تو ریشم کی طرح نرم

رزمِ حق وباطل ہو تو فولاد ہے مومن

اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر رحمت ونور کی بارش فرمائے۔ جناتِ عالیہ میں ان کے درجات بلند فرمائے اوران کے صاحبزادوں کو اپنے عظیم والد کا مشن جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین برحمت سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین!

نباضِ قوم مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ العالی
امیر جماعت رضائے مصطفٰے گوجرنوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

استاذ العلماء، نائب محدث اعظم پاکستان علامہ محمد محمد عبدالرشید صاحب دامت برکاتہم کے دروس و دورہ قرآن وحدیث کے بیانات پر مشتمل مدلل و مفصل کتاب مستطاب ''رُشدُ الایمان'' دیکھنے کا اتفاق ہوا اور بحمد للہ تعالیٰ بہت مفید و نافع پایا۔ کتاب اصلاحِ اعمال و مذہب حق، اہلسنت کی تائید وحمایت میں دلائل وحقائق کا عظیم ذخیرہ ہے۔ خدا تعالیٰ بوسیلہ مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء اسے مقبول بنائے۔ حضرات علماء و عوام اہلسنت کو اس سے استفادہ کی توفیق بخشے۔ اور حضرت مصنف کی (۱) عمر و صحت و فیوض و برکات میں مزید ترقی فرمائے آمین ثم آمین۔

ابوداؤد محمد صادق

۲۳--۴--۱۴۱۹ھ

(۱) تحریر ہذا حضرت صاحب کے وصال مبارک سے قبل کی ہے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام　　شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
شب اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود　　نوشہِ بزم جنت پہ لاکھوں سلام
صاحب رجعتِ شمس و شق القمر　　نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام
جس کے زیرِ لوا آدم و من سوا　　اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام
عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں　　اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام
اصل ہر بود و بہبود تخمِ وجود　　قاسم کنز نعمت پہ لاکھوں سلام
کنز ہر بے کس و بے نوا پر درود　　حرزِ ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں سلام
ربِ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود　　حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود　　ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
فرحتِ جانِ مومن پہ بے حد درود　　غیظِ قلبِ ضلالت پہ لاکھوں سلام
ان کے مولیٰ کے ان پر کروروں درود　　ان کے اصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام
شافعی، مالک، احمد، امام حنیف　　چار باغِ امامت پہ لاکھوں سلام
غوث اعظم امام التقیٰ والنقیٰ　　جلوهٔ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام
بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب　　تا ابد اہلِ سنت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

کرمانوالہ بک شاپ